احکامِ عمامہ

مع

سبز عمامہ کا

ثبوت

مؤلف

حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلك واصحابك یا حبیب اللہ

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔**احکامِ عمامہ مع سبز عمامہ کا ثبوت**

مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مکتبہ بہارشریعت

صفحات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 48

قیمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 40روپے

اشاعتِ اول۔۔۔۔۔۔۔ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ، مارچ 2011ء

اشاعتِ ثانی۔۔۔۔۔۔۔جمادی الآخر ۱۴۳۲ھ، مئی 2011ء

اشاعت ثالث۔۔۔۔۔۔

ناشر

فہرس

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين
اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
الصلوٰة والسلام عليك يارسول الله وعلى ألك واصحابك يا حبيب الله

باب اول: احکامِ عمامہ

عمامہ باندھنے کا حکم

سوال: عمامہ شریف باندھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ باندھنا سنت ہے، خصوصاً نماز میں کہ جو نماز عمامہ کے ساتھ پڑھی جائے اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔

(بہارشریعت، حصہ16، ص418، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

((وَفِي (كتاب الْجِهَاد) لِابْنِ أبي عَاصِم: حَدثنَا أَبُو مُوسَى حَدثنَا عُثْمَان بن عمر عَن الزبير ابْن جوان عَن رجل من الْأَنْصَار قَالَ: جَاءَ رجل إِلَى ابْن عمر فَقَالَ: يَا أَبَا عبد الرَّحْمَن، الْعِمَامَة سنة؟ فَقَالَ: نعم))

ترجمہ: امام ابن ابی عاصم کی کتاب الجہاد میں ہے: ایک آدمی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور عرض کی: اے ابوعبد الرحمٰن! کیا عمامہ سنت ہے؟ فرمایا: ہاں۔

(عمدۃ القاری، شرح صحیح بخاری، باب العمائم، ج21، ص307، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

جامع الرموز میں ہے:

"تنبغي ان يصلي مع العمامة في الحديث الصلاة مع العمامة خير من سبعين صلاة بغير عمامة كما في المنية"

ترجمہ: عمامہ کیساتھ نماز ادا کرنی چاہیے کیونکہ حدیث میں ہے عمامہ والی نماز بغیر عمامہ والی نماز سے ستّر گنا افضل ہے

اسی طرح منیہ میں ہے۔

(جامع الرموز،فصل مایفسد الصلوۃ،ج1،ص193،اسلامیہ گنبد قاموس،ایران)

سوال: عمامہ باندھنا سنت مستحبہ ہے یا سنت مؤکدہ؟

جواب: عمامہ سنن زوائد میں سے ہے اور سنن زوائد مستحب کے حکم میں ہوتی ہیں یعنی کریں تو ثواب ملے گا اور نہ کریں تو گناہ نہیں۔ چنانچہ علامہ ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نورالانور شرح المنار میں بیان فرماتے ہیں:

"اَلْاَوَّلُ سُنَّۃُ الْھُدٰی وَ تَارِکُھَا یَسْتَوْجِبُ اِسَاءَۃً اَیْ جَزَاءً اِسَاءَۃً کَاللَّوْمِ وَالْعِقَابِ اَوْ سُمِّیَ جَزَاءُ الْاِسَاءَۃِ اِسَاءَۃً کَمَا فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی ﴿جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا﴾ کَالْجَمَاعَۃِ وَالْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ فَاِنَّ ھٰؤُلَآءِ کُلَّھَا مِنْ جُمْلَۃِ شَعَائِرِ الدِّیْنِ وَاَعْلَامِ الْاِسْلَامِ وَلِھٰذَا قَالُوْا اِذَا اَصَرَّ اَھْلُ مِصْرَ عَلٰی تَرْکِھَا یُقَاتَلُوْا بِالسَّلَاحِ مِنْ جَانِبِ الْاِمَامِ وَقَدْ وَرَدَتْ فِیْ کُلٍّ مِنْھَا آثَارٌ وَلَا تُحْصٰی وَالثَّانِی الزَّوَائِدُ وَتَارِکُھَا لَا یَسْتَوْجِبُ اِسَاءَۃً کَسِیَرِ النَّبِیِّ علیہ السلام فِیْ لِبَاسِہٖ وَ قُعُوْدِہٖ وَقِیَامِہٖ فَاِنَّ ھٰؤُلَآءِ کُلَّھَا لَا تَصْدُرُ مِنْہُ علیہ السلام

ترجمہ: سنت کی پہلی قسم سنت ھدی ہے اس کو ترک کرنے والا اساءت کا مستحق ہوتا ہے یعنی برائی کی جزاء کا جیسا کہ ملامت اور عقاب یا اساءت کی جزا کو اساءت کہہ دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان مبارک ﴿جزآءُ سیِّئۃٍ سیِّئۃٌ مِّثلُھا﴾ میں (سنت ہدی کی مثال) جیسا کہ جماعت، اذان، اقامت پس یہ سب شعائر دین اور دین کی علامات میں سے ہیں اسی وجہ سے علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر تمام شہر والے اس کے چھوڑنے پر مصر ہوجائیں تو امام کی جانب سے ان سے اسلحہ کے ساتھ قتال کیا جائے گا اور ان میں سے ہر ایک کے بارے میں اتنی روایات وارد ہوئی

عَلٰی وَجْہِ الْعِبَادَۃِ وَقَصْدِ الْقُرْبَۃِ بَلْ عَلٰی سَبِیْلِ الْعَادَۃِ فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَلْبَسُ جُبَّۃً حُمَرَاءَ وَ خَضُرَاءَ وَبَیْضَاءَ طَوِیْلَ الْکُمَّیْنِ وَرُبَّمَا یَلْبَسُ عِمَامَۃً سَوْدَاءَ وَحُمَرَاءَ وَکَانَ مِقْدَارُھَا سَبْعَۃَ اَذْرُعٍ اَوْ اِثْنٰی عَشَرَ ذِرَاعًا اَقَلَّ اَوْ اَکْثَرَ وَکَانَ یَقْعُدُ مُحْتَبِیًا تَارَۃً و مُرَبِّعًا لِلْعُذْرِ وَعَلٰی ھَیْئَۃِ التَّشَھُّدِ اَکْثَرَ فَھٰذَا کُلُّھَا مِنْ سُنَنِ الزَّوَائِدِ یُثَابُ الْمَرْءُ عَلٰی فِعْلِھَا وَلَا یُعَاقَبُ عَلٰی تَرْکِھَا وَھُوَ فِیْ مَعْنَی الْمُسْتَحَبِّ اِلَّا اَنَّ الْمُسْتَحَبَّ مَا اَحَبَّہُ الْعُلَمَاءُ وَھٰذَا مَا اعْتَادَ بِہِ النَّبِیُّ علیہ السلام"

ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ سنت کی دوسری قسم سنن زوائد ہے اس کو ترک کرنے والا اساءت کا مستحق نہیں ہوتا جیسا کہ لباس، اٹھنے بیٹھنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ، پس یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بطور عبادت یا قربت نہیں بلکہ بطور عادت مبارکہ صادر ہوئی پس آپ علیہ السلام سرخ اور سبز اور سفید لمبی آستین والا جبہ مبارکہ زیب تن فرمایا کرتے تھے اور سیاہ اور سرخ عمامہ جسکی لمبائی کم از کم سات ہاتھ اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ ہوتی پہنتے تھے۔ آپ علیہ السلام اکثر اوقات تشھد کی ہیئت پر تشریف فرما ہوتے جبکہ عذر کی بنا پر آلتی پالتی مار کر اور کبھی کبھی احتباء کی حالت میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ یہ سب سنن زوائد سے ہیں ان کے ادا کرنے سے انسان ثواب پاتا ہے اور ترک کرنے پر قابل گرفت نہیں ہوتا، یہ سنت مستحب کی طرح ہے

مگر یہ کہ مستحب وہ ہے جس کو علماء کرام پسند فرمائیں جبکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ ہے۔

(نور الانوار، مبحث الاحکام المشروعية، صفحه 167،مکتبه رشيديه، کوئٹه)

فتاوی رضویہ میں ہے:

''وَذٰلِكَ لِاَنَّ التَّعْمِيْمَ مِنْ سُنَنِ الزَّوَائِدِ وَسُنَنُ الزَّوَائِدِ حُكْمُهَا حُكْمُ مُسْتَحَبٍّ'' ترجمہ: اور یہ اس وجہ سے ہے کہ عمامہ باندھنا سننِ زوائد میں سے ہے اور سننِ زوائد کا حکم مستحب کے حکم کی طرح ہوتا ہے۔

(فتاوی رضویه،ج7،ص394،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

عمامہ کے سنت ہونے کا انکار کرنے کا حکم

سوال: جو عمامہ کے سنت ہونے کا انکار کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحدِ ضروریات دین تک پہنچا ہے ولہذا علمائے کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسالِ عذبہ یعنی شملہ چھوڑنا کہ اُس کی فرع اور سنت غیر مؤکدہ ہے، اس کے ساتھ استہزا کو کفر ٹھہرایا تو عمامہ کہ سنت لازمہ دائمہ ہے، اس کا انکار کس درجہ اشد واکبر ہوگا اس کا سنّت ہونا متواتر ہے اور سنّتِ متواتر کا استخفاف کفر ہے۔

(ملخصاً فتاوی رضویه،ج6،ص208،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: اگر کوئی شخص لوگوں کو اس بات کی تاکید کرتا ہو کہ عمامہ باندھنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس پر کچھ ثواب بھی نہیں ملتا نیز وہ قصداً لوگوں کے عمامے اترواتا ہو تو اس کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: مسلمانوں کے عمامے قصداً اتروا دینا اور اسے ثواب نہ جاننا قریب ہے کہ ضروریاتِ دین کے انکار اور سنّتِ قطعیہ متواترہ کے استخفاف کی حد تک پہنچے ایسے شخص پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات سے توبہ کرے اور از سرِ نو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت کے ساتھ تجدید نکاح کرے۔

(فتاوی رضویه،ج6،ص220،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

عمامہ کی توہین کرنے کا حکم

سوال: عمامہ کی توہین کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کی توہین سے سنت کی توہین مقصود ہو تو کفر ہے۔ بہار شریعت میں ہے ''کسی سنت کی تحقیر کرے، مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا یا شملہ لٹکانا، ان کی اہانت کفر ہے جبکہ سنت کی توہین مقصود ہو۔''

(بہار شریعت،حصه9،ص463،مکتبة المدينه،کراچی)

عمامہ کے بغیر امامت کا حکم

سوال: ٹوپی کے ساتھ امامت کروانا کیسا ہے؟ جبکہ عمامہ مل سکتا ہو۔

جواب: افضل یہ ہے کہ عمامہ باندھ کر امامت کروائی جائے، لیکن ٹوپی کے ساتھ بھی جائز ہے۔ امام اہل سنت مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے ٹوپی کے ساتھ امامت کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا ''کسی کی نماز میں کوئی خلل نہیں، عمامہ مستحباتِ نماز سے ہے اور ترکِ مستحب سے خلل درکنار کراہت بھی نہیں آتی، وَذٰلِكَ لِاَنَّ التَّعْمِيْمَ مِنْ سُنَنِ الزَّوَائِدِ وَسُنَنُ الزَّوَائِدِ حُكْمُهَا حُكْمُ مُسْتَحَبٍّ'' ترجمہ: اور یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ سننِ زوائد میں سے ہے اور سننِ زوائد کا حکم مستحب کے حکم کی طرح ہوتا ہے۔

(فتاوی رضویه،ج7،ص394،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

ایک اور مقام پر فرمایا: ''اس میں شک نہیں کہ نماز عمامہ کے ساتھ نماز بے عمامہ سے افضل (ہے) کہ وہ (یعنی عمامہ باندھنا) اسبابِ تجمل سے ہے اور یہاں تجمل محبوب اور مقامِ ادب کے مناسب ۔۔مگر بایں ہمہ صورتِ مستفسرہ میں صرف ترکِ اولیٰ ہوا تو اس سے کراہت لازم نہیں آتی۔''

(فتاوی رضویہ،ج6،ص631،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

عمامہ کی بندش کیسی ہونی چاہیے

سوال: عمامہ کی بندش کیسی ہونی چاہیے؟

جواب: عمامہ کی بندش گنبد نما ہونی چاہیے۔شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:

''وطریق عمامہ بستن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گرد بود گنبد نما چنانچہ علماء وشرفاء عرب بآں دستور می بندند''

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ باندھنا گول حلقہ ہوتا گنبد نما (یعنی عمامہ کی شکل گنبد نما ہوتی) چنانچہ علماء وشرفاء عرب اسی طریقہ پر عمامہ باندھتے ہیں۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس،ص40،دار احیاء العلوم، باب المدینہ کراچی)

اور امام اہلسنت علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں ''اس (عمامہ) کی بندش گنبد نما ہو جس طرح فقیر باندھتا ہے۔''

(فتاوی رضویہ،ج22،ص186،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

عمامہ باندھنے کے آداب

سوال: عمامہ شریف باندھنے کے آداب کیا ہے؟

جواب: سنت یہ ہے کہ عمامہ کو پاکی کی حالت میں قبلہ رو کھڑے ہو کر باندھے۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب ،ص1)

اور مناسب یہ ہے کہ عمامہ باندھنے میں پہلا پیچ داہنی جانب لے جائے کہ حدیث میں ہے:

((کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ التَّیَامُنَ فِی کُلِّ شَیْءٍ حَتَّی فِیْ تَنَعُّلِہٖ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام میں دائیں طرف سے ابتداء کو پسند فرماتے تھے یہاں تک کہ جوتا پہننے میں بھی۔

(صحیح مسلم،ج 1،ص132،قدیمی کتب خانہ، کراچی)☆(فتاوی رضویہ،ج 22،ص199،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

بیٹھ کر عمامہ باندھنے کا حکم

سوال: بیٹھ کر عمامہ باندھنا کیسا؟

جواب: بلا عذر عمامہ بیٹھ کر نہیں باندھنا چاہئے۔حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((مَنْ تَعَمَّمَ قَاعِدًا اَوْ تَسَرْوَلَ قَائِمًا اِبْتَلَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِبَلَاءٍ لَا دَوَاءَ لَہٗ))

ترجمہ: جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا یا کھڑے ہو کر شلوار پہنی تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی مصیبت میں مبتلا فرمائے گا جس کی کوئی دوا نہیں۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس ،ص39،دار احیاء العلوم،باب المدینہ کراچی)

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

''قَالَ صَاحِبُ الْمُدْخِلِ: وَعَلَیْكَ أَنْ تَتَسَرْوَلَ قَاعِدًا وَتَتَعَمَّمَ قَائِمًا''

ترجمہ: صاحب مدخل نے فرمایا: تجھ پر لازم ہے کہ شلوار بیٹھ کر پہنو اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھو۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس،ج7،ص2777،دارالفکر،بیروت)

نیز سبل الرشاد میں ہے کہ ''عمامہ بیٹھ کر اور شلوار کھڑے ہو کر پہننے سے بھول

اور محتاجی بڑھتی ہے۔" (سبل الهدی والرشاد، ج7، ص282)

بہار شریعت میں ہے "عمامہ کھڑے ہوکر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے۔ جس نے اس کا الٹا کیا وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا جس کی دوا نہیں۔"

(بہار شریعت، حصہ16، ص660، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اعتجار کا حکم

سوال: عمامہ میں اعتجار کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اعتجار یعنی عمامہ اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو، نماز میں مکروہ تحریمی ہے اور نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"(وَالِاعْتِجَارُ) لِنَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ، وَهُوَ شَدُّ الرَّأْسِ، أَوْ تَكْوِيرُ عِمَامَتِهِ عَلَى رَأْسِهِ وَتَرْكُ وَسَطِهِ مَكْشُوفًا ـــ وَكَرَاهَتُهُ تَحْرِيمِيَّةٌ أَيْضًا لِمَا مَرَّ"

ترجمہ: اعتجار مکروہ ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، اور اعتجار کہتے ہیں سر کو باندھنا یا اپنے عمامہ کو اپنے سر کے اردگرد لپیٹ لینا اور سر کا وسط خالی چھوڑ دینا، اور یہ کراہت بھی تحریمی ہے جیسا کہ گزرا۔

(ردالمحتار، فروع اشتمال الصلوة علی الصماء، ج1، ص652، دارالفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو، مکروہ تحریمی ہے، نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ3، ص626، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اعتجار کی وضاحت

سوال: یہ وضاحت فرما دیں کہ سر کا کپڑے سے خالی ہونا اعتجار ہے یا ٹوپی

کا درمیان سے خالی ہونا؟

جواب: تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کو اس طرح باندھا جائے کہ سر کا درمیانی حصہ کھلا رہے نہ کہ درمیان سے ٹوپی کھلی رہے۔ درمختار میں اعتجار کو مکروہات میں ذکر کیا گیا اس کی شرح میں خاتم المحققین ابن عابدین علامہ امین شامی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَالِاعْتِجَارُ لِنَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ وَهُوَ شَدُّ الرَّأْسِ اَوْ تَكْوِيرُ عِمَامَتِهٖ عَلٰى رَأْسِهٖ وَتَرْكُ وَسْطِهٖ مَكْشُوفًا"

ترجمہ: اعتجار مکروہ اس لئے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اعتجار یہ ہے کہ سر کو باندھا جائے یا سر پر عمامے کو اس طرح باندھنا کے سر کا درمیانی حصہ کھلا رہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوٰة، جلد2، صفحہ511، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو نہ چھ گز سے زیادہ، اور اس کی بندش گنبد نما ہو جس طرح فقیر باندھتا ہے۔ عرب شریف کے لوگ جیسا اب باندھتے ہیں طریقہ سنت نہیں اسے اعتجار کہتے ہیں کہ بیچ میں سَر کھلا ہے اور اعتجار کو علماء نے مکروہ لکھا ہے۔"

(فتاوی رضویه، جلد22، صفحہ186، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں "لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔"

(فتاوی امجدیه، حصہ1، ص399، مکتبہ رضویہ، کراچی)

مذکورہ وضاحت پر اشکال

سوال: فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا گیا کہ ٹوپی پر عمامہ اس طرح باندھنا کہ چاروں طرف سر کے عمامہ ہو اور ٹوپی درمیان میں سر کے اوپر کھلی رہے باندھنا جائز ہے یا نہیں؟

تو جواباً آپ نے فرمایا کہ ''اس طرح عمامہ باندھنا ناجائز ہے'' اور اس کے ثبوت کے طور پر اعتجار کے مکروہ ہونے کو بیان کرنے والے جزئیات درج فرمائے۔ اس سے تو پتا چلتا ہے کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں بھی اعتجار ہوتا ہے۔

جواب: فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مجموعہ فتاوی ''فتاوی برکاتیہ'' (جو کہ پاکستان میں ''فتاوی فیض الرسول حصہ سوم'' کے نام سے شائع ہوا ہے) کے صفحہ 110، 111 پر مذکورہ سوال جواب موجود ہے اور دارالافتاء فیض الرسول براؤں شریف سے جاری شدہ 1012 فتاوی کا مستند ذخیرہ بنام ''فتاوی فیض الرسول'' کے حصہ اول صفحہ 369 پر بھی فقیہ ملت علیہ الرحمۃ کا یہی فتوی موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں بھی اعتجار ہوتا ہے۔

لیکن یہ فتوی آپ نے 17 صفر المظفر 1391ھ میں تحریر کیا تھا اور اس وقت تک آپ کی یہی تحقیق تھی جبکہ بعد میں یہ تحقیق بدل گئی تھی یعنی آپ نے بھی حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مؤقف کی طرف رجوع فرما لیا تھا لہٰذا بعد میں جو فتوی لکھوایا بمع استفتاء درج ذیل ہے:

مسئلہ: ۔عمامہ سر پر اس طور پر باندھا کہ بیچ میں ٹوپی زیادہ کھلی رہی تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یا تنزیہی؟ بینوا توجروا

الجواب: ۔حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔''

(فتاوی امجدیہ، حصہ 1، ص 399 مکتبہ رضویہ، کراچی)

اس کے حاشیہ میں حضرت مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

''اِخْتَارَ مَا فِی الظَّھِیْرِیَۃِ وَاَمَّا مَا قَالَ الْعَلَّامَۃُ السَّیِّدُ الطَّحْطَاوِیُّ فِیْ حَاشِیَۃِ الْمَرَاقِیِ اَلْمُرَادُ اَنَّہٗ مَکْشُوْفٌ عَنِ الْعِمَامَۃِ لَا مَکْشُوْفٌ اَصْلًا لِاَنَّہٗ فِعْلٌ مَا لَا یُفْعَلُ اھ۔ فَفِیْہِ نَظْرٌ لِاَنَّ کَثِیْرًا مِّنْ جُفَّاتِ الْعَرَبِ یَلُفُّوْنَ الْمِنْدِیْلَ وَالْعِمَامَۃَ حَوْلَ الرَّأْسِ مَکْشُوْفَ الْھَامَۃِ بِغَیْرِ قَلَنْسُوَۃٍ۔ اھ''

(ترجمہ: صدر الشریعہ نے وہ اختیار کیا جو ظہیریہ میں ہے اور جو علامہ سید طحطاوی نے حاشیۂ مراقی میں فرمایا کہ اس سے مراد مکشوف عن العمامہ ہے اصلاً مکشوف ہونا مراد نہیں ہے کیونکہ یہ ایسا فعل ہے جو نہیں کیا جاتا۔ علامہ طحطاوی کی اس بات میں نظر ہے کیونکہ عرب کے کثیر بدو رومال اور عمامہ سر کے گرد اس طرح لپیٹتے ہیں کہ سر کا درمیان کھلا رہتا ہے اور سر پر ٹوپی بھی نہیں ہوتی۔)

اس سے ظاہر ہوا کہ صورت مسئولہ میں نماز مکروہ تنزیہی ہوگی نہ کہ تحریمی تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عالمگیری و شامی وغیرہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وسط رأس بالکل مکشوف ہو ٹوپی وغیرہ کوئی چیز بیچ میں نہ ہو۔ **واللہ تعالی اعلم**

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی　　　　کتبہ: محمد عماد الدین قادری

(فتاوی فقیہ ملت، جلد 2، صفحہ 184، شبیر برادرز، لاہور)

نوٹ: مذکورہ وضاحت فقیہ ملت علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے مفتی ابرار احمد امجدی برکاتی دام ظلہ برکاتہ نے ایک صاحب کے استفسار پر اپنے ایک مکتوب میں فرمائی تھی۔

نیا عمامہ باندھنے کی دعا

سوال: نیا عمامہ باندھے تو کیا دعا پڑھے؟

جواب: نیا عمامہ یا کوئی بھی نیا کپڑے پہنے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْهِ اَسْأَلُكَ خَیْرَہ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَه وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَه۔

یعنی اے اللہ عزوجل! تیرا شکر ہے جیسے تو نے مجھے یہ (کپڑا) پہنایا، ویسے ہی میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا، اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا ہے، اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاہُ بِاسْمِهٖ، عِمَامَةً أَوْ قَمِیصًا، أَوْ رِدَاءً، ثُمَّ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ کَسَوْتَنِیْهِ، أَسْأَلُكَ خَیْرَہُ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے، اُس کا نام لیتے عمامہ یا قمیص یا چادر پھر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْهِ اَسْأَلُكَ خَیْرَہ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَه وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَه۔ یعنی اے اللہ عزوجل! تیرا شکر ہے جیسے تو نے مجھے یہ (کپڑا) پہنایا، ویسے ہی میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا، اس کی بھلائی کا سوال

کرتا ہوں اور اس کے شر اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا ہے، اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(جامع الترمذی، باب مایقول اذا لبس ثوباً جدیداً، ج 3، ص291، دارالغرب الاسلامی، بیروت☆ ابوداؤد، کتاب اللباس، ج4، ص41، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

عام طور پر عمامہ باندھنے کی دعا

سوال: عام طور پر عمامہ باندھے تو کیا دعا پڑھے؟

جواب: عام طور پر عمامہ یا کوئی بھی کپڑے پہنے تو یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے مجھے یہ (لباس) پہنایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر یہ عطا فرمایا۔

معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ، وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کپڑا پہنے اور یہ پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ، تو اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، ج4، ص42، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

عمامہ کھولنے کا طریقہ

سوال: بندھا ہوا عمامہ شریف کھول کر پھر سے باندھنا ہو تو کیسے کھولا جائے؟

جواب: مستحب یہ ہے کہ جس طرح لپیٹا تھا اسی طرح ایک ایک پیچ کر کے کھولا جائے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے:

''وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُجَدِّدَ لَفَّ الْعِمَامَةِ نَقَضَهَا كَمَا لَفَّهَا، وَلَا يُلْقِيهَا عَلَى الْأَرْضِ دَفْعَةً وَاحِدَةً، كَذَا فِي خِزَانَةِ الْمُفْتِين''

ترجمہ: باندھے ہوئے عمامے کو جب دوبارہ باندھنے کا ارادہ کرے تو اس طرح کھولے جس طرح لپیٹا تھا، ایک ہی مرتبہ زمین پر نہ ڈال دے۔

(فتاوی ہندیہ، الباب التاسع فی اللبس مایکرہ من ذلك، ج5، ص330، دارالفکر، بیروت)

فتاوی ہندیہ میں ایک اور مقام پر ہے:

''وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُجَدِّدَ اللَّفَّ لِعِمَامَتِهِ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنْقُضَهَا كَوْرًا كَوْرًا فَإِنَّ ذَلِكَ أَحْسَنُ مِنْ رَفْعِهَا عَنِ الرَّأْسِ وَ إِلْقَائِهَا فِي الْأَرْضِ دَفْعَةً وَاحِدَةً''

ترجمہ: جو باندھے ہوئے عمامے کو دوبارہ باندھنے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ ایک ایک کر کے پیچ کھولے، یہ اس سے بہتر ہے کہ ایک ہی مرتبہ میں عمامہ کو سر سے اٹھا کر زمین پر ڈال دے۔

(فتاوی ہندیہ، مسائل شتی، ج6، ص446، دارالفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے ''عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اسے اتار کر زمین پر پھینک نہ دے، بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اُسی طرح اودھیڑا جائے۔''

(بہار شریعت، حصہ16، ص419، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

شملہ رکھنے کا حکم

سوال: عمامہ کے شملہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کا شملہ رکھنا سنتِ عمامہ کی فرع اور سنتِ غیر مؤکدہ ہے۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ، ج6، ص208، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ترکِ شملہ کا حکم

سوال: عمامہ کا شملہ نہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کا شملہ نہ رکھنا سنتِ غیر مؤکدہ کا ترک ہے۔ صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ خلافِ سنت ہے'' (بہار شریعت، حصہ 16، ص 61، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

دو شملے رکھنے کا حکم

سوال: دو شملے رکھنے کیسا ہے؟ بعض لوگ اسے بدعت سیئہ کہتے ہیں۔

جواب: دو شملے چھوڑنا سنت سے ثابت ہے۔ جیسا کہ امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں ''عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا) اپنے دستِ انور سے عمامہ باندھنا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑنا سنن ابی داؤد میں ہے۔ تو یہ سنت ہوا نہ کہ معاذ اللہ بدعتِ سیئہ، فقیر اسی سنت کے اتباع سے بارہا دو شملے رکھتا ہے، مگر شملہ ایک بالشت سے کم نہ ہونا چاہئے۔''

(فتاوی رضویہ، ج22، ص199، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

طرہ رکھنے کا حکم

سوال: بعض لوگ دوسرے شملہ کی مقدار ایک بالشت نہیں رکھتے بلکہ چند انگل طرہ کے طور پر کھڑا کر کے رکھتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ سنت نہیں مگر جائز ہے کہ اس کی ممانعت ثابت نہیں، ہاں اگر یہ کسی جگہ فساق کی وضع ہو تو اس سے بچنے کا حکم دیا جائے گا۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''بعض لوگ طرہ کے طور پر چند انگل اونچا سر پر چھوڑتے ہیں اس کا ثبوت میری نظر میں نہیں، نہ کہیں ممانعت، تو اباحت اصلیہ پر

ہے۔مگر اس حالت میں کہ یہ کسی شہر میں آوارہ وفساق لوگوں کی وضع ہو تو اس عارض کے سبب اس سے احتراز ہوگا۔" (فتاوی رضویہ،ج22،ص199،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

شملہ کی لمبائی کتنی ہونی چاہیے؟

سوال: عمامہ کا شملہ کہاں تک رکھنا مسنون، کہاں تک مباح اور کہاں تک ممنوع ہے؟ اگر کسی شخص نے ڈیڑھ ہاتھ شملہ رکھا دوسرے نے کہا کہ ڈیڑھ ہاتھ شملہ رکھنا حرام ہے تو اس قائل کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں "شملے کی اقل (کم از کم) مقدار چار انگشت (انگل) ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ اور بعض نے نشست گاہ تک رخصت دی یعنی اس قدر کہ بیٹھنے سے موضع جلوس (بیٹھنے کی جگہ) تک پہنچے، اور زیادہ راجح یہی ہے کہ نصف پشت سے زیادہ نہ ہو جس کی مقدار تقریباً وہی ایک ہاتھ ہے۔ حد سے زیادہ داخلِ اسراف ہے۔ اور بہ نیت تکبر ہو تو حرام، یونہی نشست گاہ سے بھی نیچا مثلاً رانوں یا زانوں تک، یہ سخت شنیع وممنوع (ہے)۔ ڈیڑھ ہاتھ کا شملہ اگر بہ نیت تکبر نہ ہو تو اسے حرام کہنا نہ چاہیے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ بعض علماء نے موضع جلوس تک بھی اجازت دی مگر حرام کہنے والے کو گنہگار بھی نہ کہیں گے جبکہ اس نے حرام بمعنی عام یعنی ممنوع لیا ہو جو مکروہ تحریمی کو شامل ہے۔" (فتاوی رضویہ،22،ص182،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

اس پر دلائل دیتے ہوئے امام اہل سنت مزید فرماتے ہیں "اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

"اقل مقدارِ عذبہ چہار انگشت ست وتطویل آں متجاوز از نصف ظہر بدعت ست وداخل اسبال واسراف ممنوع واگر بطریق تکبر وخیلاء باشد حرام والا مکروہ مخالف سنت" ترجمہ: پگڑی کے شملہ کی کم سے کم مقدار چار انگلیوں کے برابر ہے اور

شملے کو اتنا لمبا رکھنا کہ آدھی پشت سے بھی آگے چلا جائے بدعت ہے کپڑا لٹکانے میں اسراف ہے جو ممنوع ہے۔ اور اگر تکبر اور تفاخر کے طور پر ہو تو حرام ہے۔ ورنہ مکروہ اور خلاف سنت ہے۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس، فصل دوم، ج3، ص545، مطبع نولکشور، لکھنؤ)

شرح شرعۃ الاسلام میں ہے:

"قال فی خزانۃ الفتاوٰی والمستحب ارسال ذنب العمامۃ بین کتفیہ الی وسط الظہر ومنہم من قال الی موضع الجلوس ومنہم من قدر بالشبر" ترجمہ: خزانۃ الفتاوٰی میں فرمایا: پگڑی کا شملہ دو کندھوں کے درمیان نصف پشت تک لٹکانا مستحب (موجب ثواب) ہے۔ اور بعض اہل علم نے فرمایا: سرین تک ہو جبکہ بعض نے اس کی مقدار صرف ایک بالشت بتائی ہے۔

(شرح شرعۃ الاسلام، فصل فی سنن اللباس، ص283,284، مکتبہ الاسلامیہ، کوئٹہ)

عین العلم میں ہے:

"یرسل الذیل بین الکتفین الی قدر الشبر او موضع القعود او نصف الظہور وھو وسط مرضی والکل مروی" ترجمہ: شملہ دو کندھوں کے درمیان ایک بالشت کی مقدار لٹکائے (اور چھوڑے) یا سرین تک ہو یا نصف پشت تک ہو اور یہ متوسط اور پسندیدہ طریقہ ہے اور یہ سب کچھ مروی ہے۔

(عین العلم، الباب السابع فی الاتباع فی المعیشۃ، ص248، مطبع امرت پریس، لاہور)

شرح علامہ علی قاری میں ہے:

"الاول اشھر واکثر واظھر والکل قد جمعتہ فی رسالة مستقلة" ترجمہ: پہلا قول اکثر ور زیادہ مشہور ہے اور زیادہ ظاہر ہے اور ان سب اقوال کو میں نے ایک مستقل رسالہ میں جمع کیا ہے۔

(شرح عین العلم لملا علی قاری،ص248،مطبع امرت پریس، لاہور☆فتاوی رضویہ، 22، ص 182،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

بہار شریعت میں ہے "شملہ کتنا ہونا چاہیے اس میں اختلاف ہے، زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔" (بہار شریعت،حصہ16،ص418،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلْاِسْبَالُ فِی الْاِزَارِ، وَالْقَمِیصِ، وَالْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ترجمہ: اسبال یعنی کپڑے کے نیچا کرنے کی ممانعت تہبند و قمیص و عمامہ سب میں ہے، جو ان میں کچھ بھی تکبر کے ساتھ چلا اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

(سنن ابی داؤد،فی قدرموضع الازار،ج4،ص60،المکتبة العصریه،بیروت☆سنن نسائی،اسبال الازار،ج8،ص208،مکتب المطبوعات الاسلامیه،حلب)

بہار شریعت میں ہے "دامنوں اور پائچوں میں اسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور آستینوں میں انگلیوں سے نیچے اور عمامہ میں یہ کہ بیٹھنے میں دبے۔

(بہار شریعت،حصہ3،ص632,633،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

شملے کا مذاق اڑانے کا حکم

سوال: عمامہ کے شملہ کا مذاق اڑانے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: فقہاء کرام نے اس کے ساتھ استہزا کو کفر ٹھہرایا ہے۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ،ج6،ص208،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ترکِ شملہ کی صورت

سوال: کیا شملہ کو ترک کرنے کی کوئی صورت ہے؟

جواب: عمامہ کا شملہ کا چھوڑنا (رکھنا) یقیناً سنت مگر جہاں جہاں اس پر ہنستے ہوں وہاں علمائے متأخرین نے غیر حالتِ نماز میں اس سے بچنا اختیار فرمایا جس کا منشاء حفظِ دین عوام ہے یعنی جاہل عوام اس کا مذاق اڑا کر کہیں دین سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ،ج12،ص314،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

شملہ کس طرف ہونا چاہیے؟

سوال: شملہ کس طرف ہونا چاہیے؟

جواب: عمامہ کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکانا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((عَلَيْكُمْ بِالْعَمَائِمِ فَإِنَّهَا سِيمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَأَرْخُوا لَهَا خَلْفَ ظُهُورِكُمْ)) عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پسِ پُشت چھوڑو۔

(المعجم الکبیر،ج12،ص383،المکتبہ الفیصلیة، بیروت)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْدِلُ عِمَامَتَهُ بَيْنَ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تو دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں

کَتِفَیْہِ)) شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے۔

(جامع الترمذی، باب فی سدل العمامة بین الکتفین، ج3، ص277، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

فتاوی ہندیہ میں ہے:

"نُدِبَ۔۔اِرْسَالُ ذَنَبِ الْعِمَامَةِ بَیْنَ الْکَتِفَیْنِ إِلَی وَسَطِ الظَّهْرِ، کَذَا فِی الْکَنْزِ"

ترجمہ: عمامہ کے شملے کو دونوں شانوں کے درمیان لٹکانا مستحب ہے، ایسا ہی کنز میں ہے۔

(فتاوی ہندیہ، الباب التاسع فی اللبس ما یکرہ من ذلک، ج5، ص330، دارالفکر، بیروت)

اور "کشف الالتباس فی استحباب اللباس" میں ہے:

"وَفِی الرَّوْضَةِ اِرْسَالِ ذَنَبِ الْعِمَامَةِ بَیْنَ الْکَتِفَیْنِ مَنْدُوبٌ وفرو گذاشتن شملہ پس پشت مستحب ست وسنت مؤکدہ نیست"

ترجمہ: اور الروضہ میں ہے عمامہ کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکانا مستحب ہے۔ اور شملہ پچھلی جانب لٹکانا مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں ہے۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص39، دار احیاء العلوم، کراچی)

بہار شریعت میں ہے "عمامہ باندھے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکالے۔" (بہار شریعت، حصہ16، ص418، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: عمامہ کا شملہ بعض لوگ عمامہ کے اندر گھوس لیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بہار شریعت میں ہے "بعض (لوگ) شملہ کو اوپر لاکر عمامہ میں گھوس دیتے ہیں یہ بھی نہ چاہئے خصوصاً حالتِ نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔"

(بہار شریعت، حصہ 16، ص 61، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

عمامہ کی لمبائی

سوال: عمامہ شریف کی لمبائی کتنی ہونی چاہئے؟

جواب: سات ہاتھ (ساڑھے تین گز) سے کم نہ ہو اور بارہ ہاتھ (چھ گز) سے زیادہ نہ ہو۔ مرقاۃ میں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہے:

((کَانَ لَهُ صلی اللہ علیہ وسلم عِمَامَةٌ قَصِیرَةٌ، وَعِمَامَةٌ طَوِیلَةٌ، وَأَنَّ الْقَصِیرَةَ کَانَتْ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ، وَالطَّوِیلَةَ اثْنَی عَشَرَ ذِرَاعًا))

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمامہ چھوٹا تھا اور ایک بڑا۔ چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔"

(مرقاۃ المفاتیح، ج8، ص148، دارالفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "مرقاۃ شرح مشکوۃ میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔ بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھے اس سے زیادہ بڑا نہ رکھے بعض لوگ بہت بڑے عمامے باندھتے ہیں، ایسا نہ کرے کہ سنت کے خلاف ہے۔ مارواڑ کے علاقے میں بہت سے لوگ پگڑیاں باندھتے ہیں، جو بہت کم چوڑی ہوتی ہیں اور چالیس پچاس گز لمبی ہوتی ہیں، اس طرح کی پگڑیاں مسلمان نہ باندھیں۔"

(بہار شریعت، حصہ 16، ص 62، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاوی رضویہ میں کم از کم ڈھائی گز (پانچ ہاتھ) ارشاد فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو نہ چھ گز سے زیادہ۔"

(فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ186، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عمامہ کی چوڑائی

سوال: عمامہ کی چوڑائی کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: عمامہ کی چوڑائی نصف گز تک ہونی چاہئے یا اس سے کچھ کم یا اس

سے کچھ زیادہ۔ (ضیاء القلوب فی لباس المحبوب ،ص1)

رومال باندھنے کا حکم

سوال: اگر سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھی جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: فتاوی رضویہ میں ہے ''رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آ سکیں جو سر کو چھپالیں تو وہ عمامہ ہی ہوگیا، اور چھوٹا رومال جس سے صرف دو ایک پیچ آ سکیں لپیٹنا مکروہ ہے۔'' (فتاوی رضویہ،ج7،ص299،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: بغیر ٹوپی کے رومال باندھا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: فتاوی رضویہ میں ہے'' بغیر ٹوپی کے عمامہ بھی نہ چاہئے نہ کہ رومال، حدیث میں ہے:

((فَرْقُ مَابَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِس)) ترجمہ: ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔''

(سنن ابوداؤد،ج 2،ص208،مطبوعہ آفتاب عالم پریس، لاہور) ☆(فتاوی رضویہ،ج 7، ص299، رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سر پر گلوبند لپیٹ کر نماز پڑھانے کا حکم

سوال: کسی نے بغیر ٹوپی کے گلوبند سر میں لپیٹ کر نماز پڑھی یا پڑھائی، تو یہ نماز مکروہ تحریمی یا تنزیہی ہوئی یا نہیں؟

جواب: فتاوی رضویہ میں اس طرح کے سوال کے جواب میں امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''مخالف سنت ہوا، حدیث میں ہے:

((الفرق بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس)) ترجمہ: ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامہ باندھنا ہے۔

(سنن ابوداؤد،ج2،ص208،مطبوعہ آفتاب عالم پریس، لاہور)

وقرر الشيخ قدس سره في اللمعات ان تعميم مشركي العرب ثابت معلوم فالمعنى انا نجعل العمائم على القلانس وهم يتعممون بدونها۔ ترجمہ: اور شیخ قدس سرہ نے لمعات میں ثابت کیا ہے کہ مشرکین عرب کا عمامہ باندھنا ثابت ہے، اب معنی یہ ہوگا کہ ہم ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں اور مشرکین ٹوپیوں کے بغیر۔

پھر اگر گلوبند چھوٹا ہو کہ ایک دو پیچ سے زائد نہ کر سکے تو یہ سنت عمامہ کا بھی ترک ہوگا۔ (فتاوی رضویہ،ج7، ص360، رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

عمامہ پر مسح کرنے کا حکم

سوال: عمامہ پر مسح کرنا کیسا؟

جواب: دورانِ وضو عمامہ پر مسح کیا تو مسح نہ ہوگا ہاں اگر عمامہ ایسا ہو کہ پانی کی تری جس سے گزر کر سر تک پہنچ جائے تو ہو جائے گا۔ مؤطا امام مالک میں ہے:

((أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ فَقَالَ لَا حَتّٰى يَمْسَحَ الشَّعْرَ بِالْمَاءِ)) ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عمامہ پر مسح کا سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا: عمامہ پر مسح نہیں ہوگا، جب تک وہ بالوں کو پانی سے تر نہیں کرے گا۔

(مؤطا امام مالك رواية ابی مصعب الزہری،ج1،ص37،مؤسسة الرساله،بیروت)

طحطاوی میں ہے:

''(لَا يَصِحُّ الْمَسْحُ عَلٰى عِمَامَةٍ) اِلَّا اِذَانَفَذَتِ الْبَلَّةُ مِنْهَا اِلَى الرَّأْسِ وَاَصَابَتْ مِقْدَارَ الْفَرْضِ عَلَيْهِ حُمِلَ مَاوَرَدَ اَنَّهُ صَلَّى ترجمہ: عمامہ پر مسح کرنا صحیح نہیں، ہاں اگر اس کی تری سر تک بقدرِ فرض پہنچ گئی تو مسح ہو جائے گا، اور حضور صلّی

اللّٰہ علیہ وسلم مَسَحَ عَلٰی عِمَامَتِہٖ کَمَا فِی السِّرَاجِ" — اللّٰہ علیہ وسلم کا عمامہ پر مسح کرنا اسی پر محمول ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص72،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے "مسح کی نم سر کی کھال یا خاص سر پر جو بال ہیں (نہ وہ کہ سر سے نیچے لٹکے ہیں) اُن پر پہنچنا فرض ہے، عمامے، دوپٹے وغیرہ پر مسح ہرگز کافی نہیں مگر جب کہ کپڑا اتنا باریک اور نم اتنی کثیر ہو کہ کپڑے سے پھوٹ کر سر یا بالوں کی مقدار شرعی پر پہنچ جائے۔

(فتاوی رضویہ،ج1،الف،ص284تا289،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنے کا حکم

سوال: عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا سجدہ ہوگیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبانے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا تو نہ ہوا۔

(بہار شریعت،حصہ3،ص40،ضیاء القرآن،لاہور)

ہدایہ میں ہے:

"فَاِنْ سَجَدَ عَلٰی کَوْرِ عِمَامَتِہٖ اَوْ فَاضِلِ ثَوْبِہٖ جَازَ لِاَنَّ النَّبِیَّ علیہ الصلوٰۃ والسلام کَانَ یَسْجُدُ عَلٰی کَوْرِ عِمَامَتِہٖ"

ترجمہ: اگر عمامہ کے پیچ یا فاضل کپڑے پر سجدہ کیا تو جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم اپنے عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

(الھدایہ مع البنایہ،ج2،ص242،المکتبۃ الغفاریہ،کوئٹہ)

ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم

سوال: ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: فتاوی رضویہ میں ہے "حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی سنت کریمہ

نماز مع کلاہ و عمامہ ہے اور فقہاء کرام نے ننگے سر نماز پڑھنے کو تین قسم کیا ہے اگر بہ نیت تواضع وعاجزی ہو تو جائز اور بوجہ کسل (سُستی کی وجہ سے) ہو تو مکروہ، اور معاذ اللہ نماز کو بے قدر اور ہلکا سمجھ کر ہو تو کفر۔"

(فتاوی رضویہ،ج7،ص389،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

حالتِ احرام میں عمامہ باندھنے کا حکم

سوال: احرام کی حالت میں مرد کا عمامہ وغیرہ سے سر چھپانا کیسا ہے؟

جواب: احرام کی حالت میں مرد کا عمامہ وغیرہ سے سر چھپانا ناجائز و گناہ اور جرمانے کا سبب ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِیصَ، وَلَا الْعِمَامَۃَ، وَلَا السَّرَاوِیلَ۔الخ)) ترجمہ: محرم قمیص، عمامہ اور شلوار نہیں پہنے گا۔

(صحیح بخاری،باب فی العمائم،ج7،ص145،دارطوق النجاۃ)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "جو مرد اپنا سارا یا چوتھائی سر بحالت احرام چُھپائے جسے عادۃً سر چھپانا کہیں جیسے ٹوپی پہننا، عمامہ باندھنا، سر سے چادر اوڑھنا، دُھوپ کے باعث سر پر کپڑا اڈالنا، درد کے سبب سر کسنا، زخم کی وجہ سے پٹی باندھنا اس پر مطلقاً جرمانہ واجب ہے اگرچہ بھولے سے، اگرچہ سوتے میں، اگرچہ بیہوشی میں اگرچہ عذر سے۔

(فتاوی رضویہ،ج10،ص713،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

نوٹ: جرمانہ وغیرہ کی تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ کا اسی مقام سے مطالعہ کریں۔

میت کو عمامہ باندھنے کا حکم

سوال: اگر کوئی مسلمان فوت ہوجائے تو اس کو عمامہ پہنا کر دفن کرنا کیسا؟

جواب: فقہاءِ احناف کے اس بارے میں دو قول ہیں: (1) ایسا کرنا مکروہ ہے (2) ایسا کرنا مستحسن (اچھا اور مستحب) ہے۔ چنانچہ مبسوط میں ہے:

"وَقَدْ کَرِهَهُ بَعْضُ مَشَايِخِنَا لِأَنَّهُ لَوْ فَعَلَ كَانَ الْكَفَنُ شَفْعًا وَالسُّنَّةُ فِيهِ أَنْ يَكُونَ وِتْرًا وَاسْتَحْسَنَهُ بَعْضُ مَشَايِخِنَا لِحَدِيثِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّهُ كَانَ يُعَمِّمُ الْمَيِّت"

ترجمہ: ہمارے بعض مشائخ نے میت کو عمامہ پہنانے کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اگر ایسا کیا تو کفن جفت ہوجائے گا جبکہ اس میں سنت یہ ہے کہ طاق ہو، اور ہمارے بعض مشائخ نے اس کو مستحسن قرار دیا ہے، ان کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ وہ میت کو عمامہ پہناتے تھے۔

(مبسوط للسرخسی، باب غسل المیت، ج2، ص60، دارالمعرفۃ، بیروت)

بدائع الصنائع میں ہے:

"وَقَدْ كَرِهَهُ بَعْضُ مَشَايِخِنَا لِأَنَّهُ لَوْ فُعِلَ ذَالِكَ لَصَارَ الْكَفَنُ شُفْعاً وَالسُّنَّةُ فِيهِ اَنْ يَّكُوْنَ وِتْراً وَاسْتَحْسَنَهُ بَعْضُ مَشَايِخِنَا"

ترجمہ: اور بعض مشائخ نے کفن میں عمامہ کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اگر ایسا کیا جائے تو کفن جفت ہوجائے گا حالانکہ کفن میں کپڑوں کا طاق ہونا سنت ہے۔ اور بعض مشائخ نے کفن میں عمامہ کو مستحسن قرار دیا ہے۔

(بدائع الصنائع، ج2، ص324، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ان دونوں اقوال کی تصحیح کی گئی ہے۔ چنانچہ درمختار کی عبارت "(وَتُكْرَهُ الْعِمَامَةُ) لِلْمَيِّتِ (فِي الْأَصَحِّ)" کے تحت فتاوی شامی میں ہے:

"هُوَ أَحَدُ تَصْحِيحَيْنِ قَالَ الْقُهُسْتَانِيّ: وَاسْتَحْسَنَ عَلَى الصَّحِيحِ الْعِمَامَةَ"

ترجمہ: کراہت والے قول کی تصحیح دو تصحیحوں میں سے ایک ہے، قہستانی نے کہا کہ صحیح قول پر عمامہ (میت کو پہنانا) مستحسن ہے۔

(ردالمحتار، باب صلاۃ الجنازۃ، ج2، ص202، دارالفکر، بیروت)

اس بارے میں ایک تیسرا قول بھی کہ بعض فقہاء نے صرف علماء اور اشراف (سادات) کے لیے اجازت دی ہے۔ درمختار میں ہے:

"وَاسْتَحْسَنَهَا الْمُتَأَخِّرُوْنَ لِلْعُلَمَاءِ وَالْأَشْرَافِ"

ترجمہ: متأخرین نے علماء واشراف کے لیے عمامہ پہنا کر دفن کرنے کو کو مستحسن قرار دیا ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج3، ص112، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

شامی میں ایک کا اور اضافہ کیا کہ جس نے وصیت کی ہو اسے بھی اجازت ہے۔ چنانچہ ردالمحتار میں ہے:

"اِذَا وَصّٰى بِاَنْ يُّكَفَّنَ فِيْ اَرْبَعَةٍ اَوْ خَمْسَةٍ فَاِنَّهٗ يَجُوْزُ"

ترجمہ: جب کسی نے وصیت کی کہ اسے چار یا پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے تو جائز ہے۔

(ردالمحتار، ج3، ص112، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بنایہ شرح ہدایہ میں تینوں اقوال کو بیان فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"ولنا أن ابن عمر كفن ابنه واقدا في خمسة أثواب، قميص وعمامة وثلاث لفائف -- رواه سعيد بن منصور،

ترجمہ: ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے بیٹے واقد کو پانچ کپڑوں قمیص، عمامہ اور تین لفافوں میں دفن کیا، اس کو سعید بن منصور نے روایت کیا ہے

وأوصى أنس إلى ابن سيرين رَحِمَهُ اللّٰهُ أن يغسله فغسله وكفنه في خمسة أثواب، أحدها العمامة ـــ رواه ابن حرب في مسائله ـ وفي المبسوط :وكره بعض مشايخنا العمامة، لأنه يصير شفعا، واستحسنه بعض المشايخ لحديث ابن عمر المذكور، وكان يعمم الميت، ويجعل دفنها على الوجه، بخلاف الحي، لأنه للزينة في الحي.وفي المرغيناني :قال بعض المشايخ :إن كن عالما معروفا أو من الأشراف يعمم، وإن كان من الأوساط لا يعمم''

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کی کہ وہ انہیں غسل دیں، پس انہوں نے انہیں غسل دیا اور پانچ کپڑوں میں کفن دیا، ان میں سے ایک عمامہ تھا۔اس کو ابن حرب نے اپنے مسائل میں ذکر کیا ہے، اور مبسوط میں ہے کہ ہمارے بعض مشائخ نے میت کو عمامہ پہنانے کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اس سے کفن جفت ہوجائے گا اور ہمارے بعض مشائخ نے اس کو مستحسن قرار دیا ہے، ان کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ حدیث ہے کہ وہ میت کو عمامہ پہناتے تھے اور اس کا شملہ اس کے چہرے پر رکھتے تھے بخلاف زندہ شخص کے، کیونکہ زندہ میں عمامہ زینت کے لیے ہوتا ہے۔مرغینانی میں ہے: بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ معروف عالم ہو یا اشراف (سادات) میں سے ہو اسے عمامہ پہنایا جائے گا اور اگر اوساط میں سے ہو تو اسے عمامہ نہیں پہنایا جائے گا۔

(بنایہ شرح ہدایہ،مایجزئ فی الکفن بالنسبۃ للرجل،ج3،ص198،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ قبر میں عہد نامہ رکھنے کے جواز پر

دلائل دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''وجیز امام کردری کتاب الاستحان میں ہے:

''ذَكَرَ الْإِمَامُ الصَّفَّارُ لَوْ كُتِبَ عَلَى جَبْهَةِ الْمَيِّتِ أَوْ عَلَى عِمَامَتِهِ أَوْ كَفَنِهِ عَهْدُ نَامَهْ يُرْجَى أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ تَعَالَى لِلْمَيِّتِ وَيَجْعَلَهُ آمِنًا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ''

ترجمہ:امام صفار نے ذکر فرمایا کہ اگر میّت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھ دیا جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے اور عذابِ قبر سے مامون کرے۔

(فتاوٰی بزازیہ علی ہامش فتاوٰی ہندیہ، کتاب الاستحسان، ج 6، ص379، مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور)

دُرمختار میں ہے:

''كُتِبَ عَلَى جَبْهَةِ الْمَيِّتِ أَوْ عِمَامَتِهِ أَوْ كَفَنِهِ عَهْدُ نَامَهْ يُرْجَى أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِلْمَيِّتِ.أَوْصَى بَعْضُهُمْ أَنْ يُكْتَبَ فِي جَبْهَتِهِ وَصَدْرِهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَفُعِلَ ثُمَّ رُئِيَ فِي الْمَنَامِ فَسُئِلَ فَقَالَ:لَمَّا وُضِعْتُ فِي الْقَبْرِ جَاءَتْنِي مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، فَلَمَّا رَأَوْا مَكْتُوبًا عَلَى جَبْهَتِي بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قَالُوا:أَمِنْتَ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ''

ترجمہ: مُردے کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھنے سے اُس کے لئے بخشش کی امید ہے۔کسی صاحب نے وصیت کی تھی کہ ان کی پیشانی اور سینے پر **بسم اللہ الرحمن الرحیم** لکھ دیں، لکھ دی گئی، پھر خواب میں نظر آئے حال پوچھنے پر فرمایا جب میں قبر میں رکھا گیا عذاب کے فرشتے آئے میری پیشانی پر **بسم اللہ الرحمن الرحیم** لکھی دیکھی کہا تجھے عذابِ الٰہی سے امان ہے۔

(درمختار،باب صلوٰۃ الجنائز،ج1،ص126،مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)☆(فتاوی رضویہ ، ج 9

،ص109تا112،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

مشہور اور فقیہ صحابی رسول حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما **نے اپنے بارے میں عمامہ پہنا کر دفن کرنے کی وصیت فرمائی۔ جیسا کہ محیط للبرہانی میں ہے:**

''مِنْهُمْ مَّنْ قَالَ يُعَمَّمُ لِاَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَوْصٰى بِهٖ۔''

ترجمہ: **بعض فقہاء کہتے ہیں کہ میت کو عمامہ پہنایا جائے گا کیونکہ ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما **نے اس کی وصیت کی تھی۔**

(محیط للبرہانی ،ج3 ،ص66،ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ ،کراچی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما **نے اپنے بیٹے کو عمامہ پہنا کر دفن کیا۔ علامہ شامی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **فرماتے ہیں:**

''وَوَجْهُهٗ بِاَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَفَّنَ اِبْنَهٗ فِيْ خَمْسَةِ اَثْوَابٍ قَمِيْصٍ وَعِمَامَةٍ وَّثَلَاثِ لَفَائِفَ۔۔رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ''

ترجمہ: **مستحسن والے قول کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما **نے اپنے بیٹے کو پانچ کپڑوں یعنی قمیص، عمامہ اور تین لفافوں میں کفن دیا۔ اس کو سعید بن منصور نے روایت کیا۔**

(ردالمحتار،ج3،ص112،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابوعمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر القرطبی رحمۃ اللہ علیہ **(متوفی463ھ) فرماتے ہیں:**

((وكفن ابن عُمَرَ ابْنَهٗ وَاقِدًا فِي خَمْسَةِ أَثْوَابٍ قَمِيصٍ وثلاث لفائف وعمامة))

ترجمہ: **حضرت ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما **نے اپنے بیٹے واقد کو پانچ کپڑوں قمیص، تین لفائف اور عمامہ میں کفن دیا۔**

(الاستذکار،باب ماجاء فی کفن المیت،ج3،ص17،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما **اپنے تمام اہل وعیال کو عمامہ کے ساتھ دفن کرتے۔ چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں ہے:**

((عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَفِّنُ أَهْلَهٗ فِي خَمْسَةِ أَثْوَابٍ مِنْهَا عِمَامَةٌ وَقَمِيصٌ وَثَلَاثُ لَفَائِفَ))

ترجمہ: **حضرت ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما **اپنے اہل وعیال کو پانچ کپڑوں میں کفن دیتے تھے، اس میں عمامہ، قمیص اور تین لفافے ہوتے۔**

(مصنف عبد الرزاق،باب الکفن،ج3،ص425،المجلس العلمی،ہند)

حافظ عبدالرزاق نے اس کی دو سندیں اور ذکر کی ہیں:

''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهٗ''

ترجمہ: **عبداللہ بن عمر نے نافع سے، انہوں نے حضرت ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما **سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔**

(مصنف عبد الرزاق،باب الکفن،ج3،ص425،المجلس العلمی،ہند)

مزید فرماتے ہیں:

((عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهٗ))

ترجمہ: **ابن جریج سے ہے، یہ فرماتے ہیں: مجھے نافع نے خبر دی، انہوں نے حضرت ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما **سے اسی طرح روایت کیا۔**

(مصنف عبد الرزاق،باب الکفن،ج3،ص425،المجلس العلمی،ہند)

بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما **ہر میت کو عمامہ کے ساتھ دفناتے تھے۔ جیسا کہ بدائع الصنائع اور الاستذکار میں ہے:**

''اِبْنُ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يُعَمِّمُ الْمَيِّتَ''

ترجمہ: **بے شک ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما **میت کو عمامہ پہنایا کرتے تھے۔**

(بدائع الصنائع،ج 2،ص324 ،دار الکتب العلمیہ ،بیروت☆الاستذکار،باب ماجاء فی کفن المیت،ج3،ص17،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

علامہ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر القرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) التمہید میں نقل کرتے ہیں:

((وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعَمِّمُ الْمَيِّتَ وَيُسْدِلُ طَرَفَ الْعِمَامَةِ عَلَى وَجْهِهِ رَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ وَرَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ))

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میت کو عمامہ پہناتے اور عمامہ کا شملہ اس کے منہ پر رکھتے ،اسے معمر نے ایوب کے واسطے سے نافع سے روایت کیا ہے،اور جریج اور عبداللہ نے نافع سے روایت ہے اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(التمہیدلما فی المؤطامن المعانی،الحدیث الخامس عشر،ج 22،ص144،وزارۃ عموم الاوقاف والشئون الاسلامیہ)

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

((أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ:كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُسْدِلُ طَرَفَ الْعِمَامَةِ عَلَى وَجْهِ الْمَيِّتِ))

ترجمہ: مجھے معمر نے خبر دی ہے،وہ ایوب سے روایت کرتے ہیں،انہوں نے نافع سے روایت کی ہے،وہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عمامہ کے شملے کو میت کے چہرے پر رکھتے تھے۔

(مصنف عبد الرزاق،باب الکفن،ج3،ص425،المجلس العلمی،ہند)

امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمامہ کے ساتھ دفن کیا۔ چنانچہ بنایہ میں ہے:

"وأوصى أنس إلى ابن سيرين رَحِمَهُ اللَّهُ أن يغسله فغسله و كفنه في خمسة أثواب، أحدها العمامة -- رواه ابن حرب في مسائله"

ترجمہ: ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کی کہ وہ انہیں غسل دیں،پس انہوں نے انہیں غسل دیا اور پانچ کپڑوں میں کفن دیا، ان میں سے ایک عمامہ تھا۔اس کو ابن حرب نے اپنے مسائل میں ذکر کیا ہے۔

(بنایہ شرح ہدایہ،مایجزئ فی الکفن بالنسبۃ للرجل،ج3،ص198،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

حضرت قتادہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((كَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ فِي الْمَيِّتِ:تُوضَعُ الْعِمَامَةُ وَسَطَ رَأْسِهِ، ثُمَّ يُخَالَفُ بَيْنَ طَرَفَيْهَا هَكَذَا عَلَى جَسَدِهِ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ:يُعَمَّمُ كَمَا يُعَمَّمُ الْحَيّ))

ترجمہ: امام حسن میت کے بارے میں فرماتے ہیں: اس کا عمامہ سر کے درمیان رکھا جائے ، پھر اس کے شملے مخالف سائیڈوں پر رکھے جائیں ،ایسا ہی اس کے جسم پر،امام ابن سیرین نے فرمایا: میت کو ایسے ہی عمامہ پہنایا جائے جیسا کہ زندہ کو پہناتے ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،العمامۃ للرجل کیف تصنع،ج2،ص467،مکتبۃ الرشد،الریاض)

علامہ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر القرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) التمہید میں نقل کرتے ہیں:

"قَالَ أَبُو عُمَرَ اسْتَحَبَّ مَالِكٌ أَنْ يُعَمَّمَ الْمَيِّتُ وَزَعَمَ أَصْحَابُهُ أَنَّ الْعِمَامَةَ عِنْدَهُمْ مَعْرُوفَةٌ بِالْمَدِينَةِ فِي كَفَنِ الرَّجُلِ"

ترجمہ: ابوعمر نے کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے میت کو عمامہ شریف پہنانے کو مستحب قرار دیتے ہیں اور ان کے اصحاب کا خیال یہ ہے کہ عمامہ مدینہ منورہ میں مرد کے کفن میں معروف ہے۔

(التمہیدلما فی المؤطامن المعانی،الحدیث الخامس عشر،ج 22،ص144،وزارۃ عموم الاوقاف

والشئون الاسلامیہ)

میت کے عمامہ کا شملہ کہاں رکھا جائے

سوال: میت کو جب عمامہ پہنایا جائے تو اس کا شملہ کہاں رکھا جائے گا؟

جواب: اس کا شملہ چہرے پر رکھ دیا جائے۔ مصنف عبد الرزاق میں ہے:

((أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُسْدِلُ طَرَفَ الْعِمَامَةِ عَلَى وَجْهِ الْمَيِّتِ))

ترجمہ: حضرت نافع فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عمامہ کے شملے کو میت کے چہرے پر رکھتے تھے۔

(مصنف عبد الرزاق، باب الکفن، ج3، ص425، المجلس العلمی، ہند)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

''يُجْعَلُ ذَنَبُهَا عَلَى وَجْهِهِ بِخِلَافِ حَالِ الْحَيَاةِ''

ترجمہ: اور عمامہ کے شملے کو چہرے پر رکھا جائے گا بخلاف حیات کے۔

(فتاویٰ ہندیہ، ج1، ص160، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

کیونکہ حیات میں شملہ کندھوں کے درمیان رکھا جاتا ہے۔

قبروں پر عمامہ رکھنے کا حکم

سوال: قبروں پر عمامہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنے کی نیت سے اولیاء کرام اور علماء وصالحین کی قبروں پہ عمامہ وغیرہ رکھنا جائز ہے۔

روح البیان میں علامہ عارف باللہ امام عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے رسالہ ''کشف النور عن اصحاب القبور'' کے حوالے سے درج ہے:

''فَبِنَاءُ الْقُبَابِ عَلَى قُبُورِ الْعُلَمَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَوَضْعُ السُّتُورِ وَالْعَمَائِمِ وَالثِّيَابِ عَلَى قُبُورِهِمْ أَمْرٌ جَائِزٌ إِذَا كَانَ الْقَصْدُ بِذٰلِكَ التَّعْظِيمَ فِي أَعْيُنِ الْعَامَّةِ حَتّٰى لَا يَحْتَقِرُوا صَاحِبَ الْقَبْرِ''

ترجمہ: پس علماء کرام، اولیاء عظام اور نیک لوگوں کی قبروں پر قبے یعنی گنبد تعمیر کرنا اور ان کی قبروں پر چادریں چڑھانا، عمامے و کپڑے وغیرہ رکھنا جائز ہے جبکہ ان کاموں سے مقصد یہ ہو کہ عام لوگوں کی نظروں میں ان کی عظمت پیدا ہو یہاں تک کہ وہ صاحب قبر کے ادب و احترام سے غافل نہ رہیں۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ انما یعمر مسٰجد اللہ، ج3، ص510، مکتبۃ القدس، کوئٹہ)

ردالمحتار میں ہے:

''كُرِهَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ وَضْعَ السُّتُورِ وَالْعَمَائِمِ وَالثِّيَابِ عَلَى قُبُورِ الصَّالِحِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ قَالَ فِي فَتَاوَى الْحُجَّةِ وَتُكْرَهُ السُّتُورُ عَلَى الْقُبُورِ اهـ. وَلَكِنْ نَحْنُ نَقُولُ الْآنَ إِذَا قَصَدَ بِهِ التَّعْظِيمَ فِي عُيُونِ الْعَامَّةِ حَتّٰى لَا يَحْتَقِرُوا صَاحِبَ الْقَبْرِ، وَلِجَلْبِ الْخُشُوعِ وَالْأَدَبِ لِلْغَافِلِينَ الزَّائِرِينَ، فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ الْأَعْمَالَ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنْ

ترجمہ: بعض فقہاء نے صالحین اور اولیاء کی قبور پر چادریں، عمامے اور کپڑے رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے، فتاوی الحجہ میں ہے کہ قبور پر چادریں چڑھانا مکروہ ہے، (علامہ شامی فرماتے ہیں:) لیکن اب ہم کہتے ہیں کہ جب رکھنے والا یہ قصد کرے کہ عوام کی نظروں میں ان کی عظمت پیدا ہو یہاں تک کہ وہ صاحب مزار کی تحقیر نہ کریں، اور مزار پر آنے والے غافل زائرین کے دلوں میں خشوع اور ادب پیدا ہو تو ایسا کرنا جائز ہے، کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر

كَانَ بِدْعَةً فَهُوَ كَقَوْلِهِمْ بَعْدَ طَوَافِ الْوَدَاعِ يَرْجِعُ الْقَهْقَرَى، حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ الْمَسْجِدِ إجْلَالًا لِلْبَيْتِ حَتَّى قَالَ فِي مِنْهَاجِ السَّالِكِينَ إنَّهُ لَيْسَ فِيهِ سُنَّةٌ مَرْوِيَّةٌ، وَلَا أَثَرٌ مَحْكِيٌّ وَقَدْ فَعَلَهُ أَصْحَابُنَا اهـ كَذَا فِي كَشْفِ النُّورِ عَنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ لِلْأُسْتَاذِ عَبْدِ الْغَنِيِّ النَّابُلُسِيِّ قُدِّسَ سِرُّهُ"

ہے، اگرچہ یہ بدعت (حسنہ) ہے، یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ علماء فرماتے ہیں کہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے والا بیت اللہ کی تعظیم کی وجہ سے طوافِ وداع کے بعد الٹے قدم واپس آئے یہاں تک کہ وہ مسجد الحرام سے باہر نکلے، یہاں تک کہ منہاج السالکین میں فرمایا کہ ایسا کرنا سنت اور اثر سے ثابت نہیں ہے اور (پھر بھی) ہمارے اصحاب نے ایسا کیا ہے (کیونکہ اس میں بیت اللہ کی تعظیم ہے)، ایسا ہی استاد عبد الغنی نابلسی قدس سرہ کی کتاب "کشف النور عن اصحاب القبور" میں ہے۔

(ردالمحتار، فصل فی اللبس، ج6، ص363، دارالفکر، بیروت)

دیگر انبیاء علیہم السلام کے عمامے

سوال: کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ بھی کسی نبی علیہ السلام کے عمامہ کا ذکر کتب میں ملتا ہے؟

جواب: جی ہاں! کتبِ تفاسیر میں لکھا ہے کہ تابوت سکینہ میں دیگر تبرکات کے ساتھ ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ بھی تھا معالم التنزیل میں ہے:

"كَانَ فِيهِ عَصَامُوْسٰی وَنَعْلَاهُ وَعِمَامَةُ هٰرُوْنَ وَعَصَاهُ" ترجمہ: تابوت میں موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ الصلوۃ والسلام کا عمامہ و عصا تھا۔

(معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن، ج1، ص257، مصطفی البابی، مصر)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "وہ تبرکات کیا تھے، موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوۃ والسلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہا، ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے اور جس مراد میں اس سے توسل کرتے اجابت دیکھتے۔"

(فتاوی رضویہ، ج21، ص400، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اور حدیقہ ندیہ وغیرہ کتب میں ہے کہ قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اس حال میں تشریف لائیں گے کہ ان کے سر پر سبز عمامہ ہوگا۔

(الحديقة الندية، الباب الثاني، ج1، ص273، مكتبہ النوريه الرضويه، لاہور)

بلکہ فیض القدیر میں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ عمامہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی سنت اور طریقہ ہے، چنانچہ فیض القدیر میں ہے:

"ذكره ابن العربي قال والعمامة سنة المرسلين وعادة الأنبياء والسادة" ترجمہ: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عمامہ مرسلین علیہم السلام کی سنت اور انبیاء علیہم السلام اور بڑے لوگوں کی عادت ہے۔

(فیض القدیر، جلد4، صفحہ429، المكتبة التجارية الكبرى، مصر)

عورتوں کے عمامہ باندھنے کا حکم

سوال: عورتوں کا عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے کیونکہ یہ مردوں سے مشابہت اختیار کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ)) ترجمہ: اللہ کی لعنت ان عورتوں پر کہ مردوں کی وضع بنائیں اور ان مردوں پر کہ عورتوں کی وضع اختیار کریں۔

(صحیح بخاری، ج2، ص874، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت کی جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی جو مردانہ لباس پہنتی ہے۔

(سنن ابی داؤد، باب فی لباس النساء، ج4، ص60، المکتبة العصریه، بیروت)

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''زنانِ عرب جو اوڑھنی اوڑھتیں حفاظت کے لئے سر پر پیچ دے لیتیں اس پر ارشاد ہوا کہ ایک پیچ دیں دو نہ ہوں کہ عمامہ سے مشابہت نہ ہو عورت کو مرد، مرد کو عورت سے تشبہ حرام ہے، امام احمد وابوداؤد وحاکم نے بسند حسن ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی:

((ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل علیها وهی تختمر فقال لية لاليتين))

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو (کیا دیکھا) کہ وہ اوڑھنی اوڑھ رہی ہیں تو ارشاد فرمایا سر پر صرف ایک پیچ، دو (2) پیچ نہ ہوں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب کیف الاختمار، ج2، ص212، آفتاب عالم پریس، لاہور☆ مسند احمد بن حنبل، عن ام سلمه رضی الله تعالی عنها، ج6، ص294، المکتب الاسلامی، بیروت)

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے:

''حذرا من التشبه بالمتعممین''

ترجمہ: اس خطرہ سے کہ کہیں عمامہ باندھنے والے مردوں سے مشابہت نہ ہو جائے۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر، تحت حدیث لية لاليتين، ج2، ص335، مکتبة الامام الشافعی، ریاض)

دیکھو تمام زنانہ لباس دفع تشبّہ کے لئے کافی نہ ہوا صرف دوپٹہ کے سر پر دو پیچ مورث تشبّہ ہوئے۔

(فتاوی رضویه، ج24، ص536، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عمامے کا تکیہ بنانا کیسا

سوال: عمامہ شریف کا تکیہ بنانا کیسا ہے؟

جواب: خلافِ ادب ہے اور اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے۔ بہارِ شریعت میں ہے ''پاجامہ کا تکیہ نہ بنائے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور عمامہ کا بھی تکیہ نہ بنائے۔''

(بہار شریعت، حصه16، ص660، مکتبة المدینه، کراچی)

ردالمحتار میں ہے:

''یُوَرِّثُ النِّسْیَانَ أَشْیَاءُ: مِنْهَا الْعِصْیَانُ۔۔۔ وَتَوَسُّدُ السَّرَاوِیلِ أَوْ الْعِمَامَةِ، وَنَظَرُ الْجُنُبِ إِلَی السَّمَاءِ''

ترجمہ: جو چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں ان میں سے گناہ ہے، شلوار یا عمامہ کو تکیہ بنانا ہے اور جنبی کا آسمان کی طرف نظر کرنا ہے۔

(ردالمحتار، فرع البعد المانع من وصول النجاسة، ج1، ص225، دارالفکر، بیروت)

دورانِ نماز عمامہ زمین سے اٹھانا

سوال: نماز میں زمین سے عمامہ اٹھا کر سر پر رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ایک ہاتھ سے اور بغیر تکرار کے ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ محیط برہانی میں ہے:

''ولو رفع العمامة من الرأس ووضعها على الأرض أو رفع العمامة عن الأرض ووضعها على

ترجمہ: اگر عمامہ سر سے اٹھایا اور زمین پر رکھا یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی (یہ تب ہے

الرأس لا تفسد صلاته أنه يحصل بيد واحدة من غير تكرار'' — جب) یہ ایک ہاتھ سے بغیر تکرار کے حاصل ہو۔

(محیط برہانی،الفصل السادس فی التغنی والالحان،ج1،ص397،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

فتاوی ہندیہ میں ہے:

''وَإِنْ رَفَعَ الْعِمَامَةَ مِنْ رَأْسِهِ وَوَضَعَهَا عَلَى الْأَرْضِ أَوْ رَفَعَهَا مِنْ الْأَرْضِ وَوَضَعَهَا عَلَى رَأْسِهِ لَا يُفْسِدُ وَلَكِنَّهُ يُكْرَهُ . كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ''

ترجمہ: اگر عمامہ سر سے اٹھایا اور زمین پر رکھا یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی مگر یہ مکروہ ہے، ایسا ہی السراج الوھاج میں ہے۔

(فتاوی ہندیہ،الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلاۃ،ج1،ص108،دارالفکر،بیروت)

بہارِ شریعت میں ہے''عمامہ کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا، یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا مفسدِ نماز نہیں، البتہ مکروہ ہے۔''

(بہار شریعت،ج3،ص634،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

ریشمی عمامہ پہننے کا حکم

سوال: مردوں کو ریشمی عمامہ پہننا کیسا؟

جواب: ناجائز وحرام ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَلْبَسُوا الحَرِيرَ وَلَا الدِّيبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ)) ترجمہ: ریشم نہ پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں نہ پیو۔

(صحیح بخاری،باب الاکل فی اناء مفضض،ج7،ص77،دارطوق النجاۃ)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((حُرِّمَ لِبَاسُ الحَرِيرِ وَ الذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ)) ترجمہ: ریشم کا لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام اور میری امت کی عورتوں پر حلال ہے۔

(جامع الترمذی،باب ماجاء فی الحریر والذہب،ج3،ص269،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

ریشم کی لیس کا حکم

سوال: اگر عمامہ کے کناروں ریشم کی لیس لگی ہو تو کب جائز اور کب ناجائز ہے؟

جواب: بہارِ شریعت میں ہے''مردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار انگل تک کی جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز، یعنی اس کی چوڑائی چار انگل تک ہو، لمبائی کا شمار نہیں۔اسی طرح اگر کپڑے کا کنارہ ریشم سے بُنا ہو جیسا کہ بعض عمامے یا چادروں یا تہبند کے کنارے اس طرح کے ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار انگل تک کا کنارہ ہو تو جائز ہے، ورنہ ناجائز۔یعنی جبکہ اس کنارہ کی بناوٹ بھی ریشم کی ہو اور اگر سوت کی بناوٹ ہو تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے۔عمامہ یا چادر کے پلّو ریشم سے بُنے ہوں تو چونکہ بانا ریشم کا ہونا ناجائز ہے، لہٰذا یہ پلّو بھی چار انگل تک کا ہی ہونا چاہیے زیادہ نہ ہو۔ (بہار شریعت،حصہ16،ص411،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

مزید فرماتے ہیں''ٹوپی میں لیس لگائی گئی یا عمامہ میں گوٹا لچکا لگایا گیا، اگر یہ چار انگل سے کم چوڑا ہے جائز ہے ورنہ نہیں۔''

(بہار شریعت،حصہ16،ص412،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

عمامے کے کنارے زری کے ہوں تو

سوال: عمامے کے کنارے زری ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب: بہارِ شریعت میں ہے''سونے چاندی سے کپڑا بُنا جائے جیسا کہ بنارسی کپڑے میں زری بنی جاتی ہے۔کمخواب اور پوت میں زری ہوتی ہے اور اسی

طرح بنارسی عمامہ کے کنارے اور دونوں طرف کے حاشیے زری کے ہوتے ہیں ان کا یہ حکم ہے کہ اگر ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ہوتو ناجائز ہے، ورنہ جائز، مگر کمخواب اور پوت میں چونکہ تانا بانا دونوں ریشم ہوتا ہے، لہٰذا زری اگرچہ چار انگل سے کم ہو، جب بھی ناجائز ہے۔

(بہار شریعت، حصہ16، ص412، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ریشم کی ٹوپی ہو تو

سوال: اگر ریشم کی ٹوپی ہو مگر عمامہ کے نیچے ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: تب بھی ناجائز ہی ہے۔ درمختار میں ہے:

''تُکْرَہُ (الْقَلَنْسُوَۃُ وَإِنْ کَانَتْ تَحْتَ الْعِمَامَۃِ)'' ترجمہ: ریشمی ٹوپی مکروہ ہے اگرچہ عمامے کے نیچے ہو۔

(درمختار، فصل فی للبس، ج6، ص354، دارالفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے ''ریشم کی ٹوپی اگرچہ عمامہ کے نیچے ہو، یہ بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح زری کی ٹوپی بھی ناجائز ہے، اگرچہ عمامہ کے نیچے ہو۔ زریں کلاہ جو افغانی اور سرحدی اور پنجابی عمامہ کے نیچے پہنتے ہیں اور وہ مغرق ہوتی ہے اور اس کا کام چار انگل سے زیادہ ہوتا ہے یہ ناجائز ہے، ہاں اگر چار انگل یا کم ہو تو جائز ہے۔

(بہار شریعت، حصہ16، ص413، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

دوسروں کو عمامہ باندھنا

سوال: کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو خود عمامہ باندھا ہے؟

جواب: جی ہاں! سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرام کو خود اپنے مبارک ہاتھوں سے عمامہ باندھا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((عَمَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَدَلَهَا بَيْنَ يَدَيَّ، وَمِنْ خَلْفِي)) ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ باندھا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑے۔

(سنن ابی داؤد، باب فی العمائم، ج4، ص55، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

عبدالاعلی بن عدی سے روایت ہے، کہتے ہیں:

((أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ فَعَمَّمَهُ، وَأَرْخَى عَذَبَةَ الْعِمَامَةِ مِنْ خَلْفِهِ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا فَاعْتَمُّوا؛ فَإِنَّ الْعَمَائِمَ سِيمَا الاسلام وَهِيَ حَاجِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غدیر خم والے دن بلایا، پس ان کو عمامہ باندھا اور عمامہ کا شملہ پیچھے رکھا، پھر ارشاد فرمایا: ایسے عمامہ باندھو، بے شک عمامہ اسلام کی علامت اور مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔

(معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، عبد الاعلی بن عدی البہرانی، ج4، ص1883، دارالوطن للنشر، الریاض ☆ کنز العمال، آداب التعمیم، ج15، ص483، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت ☆ اسد الغابۃ، عبد الاعلی بن عدی، ج3، ص170، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی دوسرے سے عمامہ بندھوانے میں حرج نہیں۔

عمامے سے ہاتھ پونچھنے کا حکم

سوال: کیا کھانے کے بعد عمامہ شریف سے ہاتھ پونچھ سکتے ہیں؟

جواب: کھانے کے بعد جب تک ہاتھوں میں کھانے وغیرہ کی چکنائی لگی ہو عمامہ سے پونچھنا ناجائز ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاوی

رضویہ فرماتے ہیں ”رہا وہ جو قنیہ میں آیا ہے کہ اپنے کپڑے اور عمامے سے پونچھنا ناجائز ہے، تو یہ کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنے سے متعلق ہے، اس لئے کہ اس میں پہلے امام علاؤ الدین سغدی کے لئے ”عس“ کا رمز دے کر ذکر کیا ہے کہ کاغذ سے ہاتھ پونچھنا جائز ہے۔ پھر محیط کے لئے ”ط“ کا رمز دے کر ذکر کیا ہے کہ ولیمہ کے اندر انگلیاں پونچھنے کے لئے کاغذ کا استعمال مکروہ ہے اور اپنے کپڑے یا دستار (عمامہ) سے ہاتھ پونچھنا، ناجائز ہے۔“

(فتاوی رضویہ، ج1، الف، ص332تا337، رضا فائونڈیشن، لاہور)

مزید فرماتے ہیں:

”اقول: انما لم یجز بثیاب اللبس والعمامۃ لانہ یفسدھا وافساد المال لایجوز ویتحصل من ھذا ان محلہ ماذا مسح قبل الغسل وکذا بعدہ ان کان فیہ دسم اورائحۃ تکرہ من الثوب وان احبّت فی الطعام والا فلامانع فیما یظھر“

ترجمہ: میں کہتا ہوں: پہننے کے کپڑوں اور عمامہ سے ناجائز اسی لئے ہے کہ پونچھنے سے وہ خراب ہو جائیں گے اور مال خراب کرنا جائز نہیں اور اس سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ عدمِ جواز اس صورت میں ہے جب کھانے میں چکنائی یا ایسی بو ہو جو کپڑے میں ناپسند ہوتی ہے اگرچہ کھانے میں پسندیدہ ہو ورنہ بظاہر اس سے کوئی مانع نہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج1، الف، ص332تا337، رضا فائونڈیشن، لاہور)

ایک غلط وموضوع روایت

سوال: ایک واعظ نے یہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تم وحی کہاں سے اور کس طرح لاتے ہو؟ آپ نے جواب عرض کیا کہ ایک پردہ سے آواز سے آتی ہے۔ آپ نے

دریافت فرمایا کہ کبھی تم نے پردہ اٹھا کر دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میری یہ مجال نہیں کہ پردہ کو اٹھاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ اب کی مرتبہ پردہ اٹھا کر دیکھنا۔ حضرت جبرئیل نے ایسا ہی کیا، کیا دیکھتے ہیں کہ پردہ کے اندر خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور عمامہ سر پر باندھے ہیں اور سامنے شیشہ رکھا ہے اور فرما رہے ہیں کہ میرے بندے کو یہ ہدایت کرنا، یہ روایت کہاں تک صحیح ہے، اگر غلط ہے تو اس کا بیان کرنے والا کس حکم کے تحت میں داخل ہے؟

جواب: امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے یہی سوال ہوا تو جواباً ارشاد فرمایا ”یہ روایت محض جھوٹ اور کذب وافتراء ہے اور اس کا بیان کرنے والا ابلیس کا مسخرہ اور اگر اس کے ظاہر مضمون کا معتقد ہے تو صریح کافر (ہے)۔“

(فتاوی رضویہ، ج14، ص307تا311، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عمامہ چادر کے نیچے ہونا چاہیے

سوال: دورانِ نماز اگر چادر اوڑھی ہو، تو اسے عمامہ یا ٹوپی کے اوپر سے اوڑھنا چاہیے یا کندھوں کے اوپر سے؟

جواب: دورانِ نماز چادر عمامہ یا ٹوپی کے اوپر سے اوڑھنا چاہیے۔ ابونعیم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((لاینظر اللہ الی قوم لایجعلون عمائمھم تحت ردائھم یعنی فی الصلوۃ))

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اُس قوم کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو نماز میں اپنے عمامے اپنی چادروں کے نیچے نہیں کرتے۔

(الفردوس بمأثور الخطاب، ج5، ص146، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامے کا نام

سوال: کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی عمامہ کا کوئی نام بھی ہے۔

جواب: جی ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عمامے کا نام ''سحاب'' تھا۔

امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

((و كانت له عمامة تسمى السحاب فوهبها من علي فربما طلع علي فيها فيقول صلی اللہ علیہ وسلم أتاكم علي في السحاب))

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک عمامہ تھا جسے ''سحاب'' کہا جاتا تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ عمامہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہبہ کر دیا یعنی تحفہ میں دے دیا، کبھی کبھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے باندھ کر آتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: تمہارے پاس علی ''سحاب'' میں آئے ہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب اداب المعیشة واخلاق النبوة، ج2، ص375، دارالمعرفة، بیروت)

التیسیر شرح جامع صغیر میں ہے:

((كَانَ لَهُ عِمَامَة تسمى السَّحَاب كساها عليا))

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمامہ شریف تھا جس کا نام سحاب تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دیا تھا۔

(التیسیر شرح جامع صغیر، باب کان وھی الشمائل الشریفہ، 2، ص274، مکتبة الامام الشافعی، الریاض)

دلیل الفالحین اور اسد الغابہ میں بھی یہی موجود ہے۔

(دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، باب استحباب الابتداء بالیمین، ج5، ص292، دارالمعرفہ، بیروت ☆ اسد الغابہ، ذکر لباسہ وسلاحہ ودوابہ، ج1، ص37، دارالفکر، بیروت)

عمامے کو گرد سے بچانے کے لیے

سوال: عمامہ کو گرد سے بچانے کے لیے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کو گرد سے بچانے کے لیے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کیا تو حرج نہیں اور چہرے کو خاک سے بچانے کے لیے کیا، تو مکروہ ہے۔

(بہار شریعت، حصہ3، ص529، مکتبة المدینہ، کراچی)

درمختار میں ہے:

''وَفِي الزَّيْلَعِيِّ: إنْ لِدَفْعِ تُرَابٍ عَنْ وَجْهِهِ كُرِهَ، وَعَنْ عِمَامَتِهِ لَا''

ترجمہ: زیلعی میں ہے: اگر چہرے کو خاک سے بچانے کے لیے ایسا کیا تو مکروہ ہے اور اگر عمامہ کو بچانے کے لیے کیا تو مکروہ نہیں۔

(درمختار، فروع قرء بالفارسیة، ج1، ص502، دارالفکر، بیروت)

دورانِ مسح عمامہ کو چھونا

سوال: اگر کسی نے سر کا مسح کیا، پھر ہاتھوں سے عمامہ کو چھو لیا تو کانوں کا مسح کرنے کے لیے کیا نیا پانی لینا ضروری ہے؟

جواب: اگر عمامہ کو چھونے کے بعد بھی ہاتھوں میں تری موجود ہو تو اسی سے مسح کر لینے میں حرج نہیں، اور اگر ہاتھوں سے تری ختم ہو جائے تو نیا پانی لینا پڑے گا۔ درمختار میں ہے:

''لَكِنْ لَوْ مَسَّ عِمَامَتَهُ فَلَا بُدَّ مِنْ مَاءٍ جَدِيدٍ''

ترجمہ: لیکن کانوں کے مسح سے پہلے ہاتھوں سے عمامہ کو چھو لیا تو نیا پانی لینا ضروری ہے۔

(درمختار، سنن الوضوء، ج1، ص122، دارالفکر، بیروت)

اس کے تحت ردالمحتار میں علامہ امین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَلَعَلَّهُ مَحْمُولٌ عَلَى مَا إِذَا انْعَدَمَتُ الْبِلَّةُ بِمَسِّ الْعِمَامَةِ . قَالَ فِي الْفَتْحِ:وَإِذَا انْعَدَمَتُ الْبِلَّةُ لَمْ يَكُنْ بُدٌّ مِنَ الْأَخْذِ"

ترجمہ: شاید یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب عمامہ کو چھونے سے ہاتھوں سے تری ختم ہوجائے، فتح القدیر میں ہے: جب تری معدوم ہوجائے تو دوبارہ ہاتھ تر کرنا ضروری ہے۔

(ردالمحتارعلی الدرالمختار،سنن الوضوء،ج1،ص122،دارالفکر،بیروت)

تنبیہ: اس سے ایک اور مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ عمامہ پہننے والے سر کے مسح کے لیے بعض اوقات پہلے ہاتھ تر کرتے ہیں پھر عمامہ اتارتے ہیں، پھر مسح کرتے ہیں ،تو اس میں بھی یہی مسئلہ ہوگا کہ اگر عمامہ اتارنے اور چھونے سے ہاتھ کی تری ختم ہوگئی تو دوبارہ ہاتھ تر کرنے ضروری ہیں اور اگر تری باقی ہے تو دوبارہ ہاتھ تر کرنا ضروری نہیں۔

ذمی کو عمامہ کی ممانعت

سوال: ذمی کافر (وہ کافر جو اسلامی ملک میں رہتا ہو اور جزئیہ دیتا ہو) کو کیا عمامہ پہننے سے منع کیا جائے گا؟

جواب: جی ہاں! منع کیا جائے گا۔ درمختار میں ہے:

"(وَيُمْنَعُ مِنْ لُبْسِ الْعِمَامَةِ)وَلَوْ زَرْقَاءَ أَوْ صَفْرَاءَ عَلَى الصَّوَابِ نَهْرٌ وَنَحْوُهُ فِي الْبَحْرِ"

ترجمہ: ذمی کافر کو عمامہ پہننے سے منع کیا جائے گا اگرچہ نیلا یا پیلا ہی کیوں نہ ہو، درست قول پر، نہر، ایسا ہی بحرالرائق میں ہے۔

(درمختار،مطلب فی احکام الکنائس والبیع،ج4،ص207،دارالفکر،بیروت)

بہارشریعت ہے" ذمی کافر مسلمانوں سے وضع قطع، لباس وغیرہ ہر بات میں ممتاز رکھا جائیگا جس قسم کا لباس مسلمانوں کا ہوگا وہ ذمی نہ پہنے ۔۔۔ **عمامہ نہ باندھے۔**"

(بہار شریعت،ج9،ص450،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

سربند کسے کہتے ہیں

سوال: سربند کسے کہتے ہیں؟

جواب: تیل کے استعمال کے بعد عمامہ کے نیچے سر پر عمامہ کو تیل سے بچانے کے لیے جو کپڑا رکھا جاتا ہے اسے سربند کہتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا کثرت کے ساتھ استعمال فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دهن رأسه وتسريحَ لحيته وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ كَأَنَّ ثَوْبَهُ ثَوْبُ زَيَّاتٍ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت کے ساتھ سر مبارک پر تیل لگاتے، داڑھی شریف میں کنگا کرتے اور کثرت کے ساتھ قناع (سربند) استعمال فرماتے، سربند گویا کہ تیل والے کا کپڑا لگتا۔

(مشکاۃ المصابیح،الفصل الثانی،ج2،ص1264،المکتب الاسلامی،بیروت☆الشمائل المحمدیہ للترمذی،باب ماجاء فی تقنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص88،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

"القناع" کی تعریف کرتے ہوئے علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"خِرْقَةٌ تُلْقَى عَلَى الرَّأْسِ تَحْتَ الْعِمَامَةِ بَعْدَ اسْتِعْمَالِ الدُّهْنِ وِقَايَةً لِلْعِمَامَةِ مِنْ أَثَرِ الدُّهْنِ"

ترجمہ: ایسا کپڑا جو تیل استعمال کرنے کے بعد عمامہ کے نیچے سر پر رکھا جائے عمامہ کو تیل کے اثر سے بچانے کے لیے۔

(مرقاۃ المفاتیح،باب الترجل،ج7،ص2824،دارالفکر،بیروت)

سب سے پہلے عمامہ کس نے پہنا

سوال: سب سے پہلے عمامہ کس نے پہنا؟

جواب: سب سے پہلے حضرت ذوالقرنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمامہ پہنا

۔حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے،فرماتے ہیں:

((انَّ ذَا الْقَرْنَیْنِ أَوَّلُ مَنْ لَبِسَ الْعِمَامَةَ)) ترجمہ:حضرت ذوالقرنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے عمامہ پہنا۔

(العظمة لابی شیخ الاصبہانی،قصه ذی القرنین،ج4،ص1470،دارالعاصمة،الریاض☆تفسیر درمنثور،ج5،ص436،دارالفکر،بیروت☆تفسیر روح البیان،سورة الکہف ، ج5 ، ص290، دار الفکر،بیروت)

امام ابو الشیخ اصبہانی (متوفی 369ھ) نے ''العظمۃ لابی شیخ الاصبہانی'' میں، امام جلال الدین سیوطی نے ''تفسیر درمنثور'' میں اور علامہ اسماعیل حقی نے ''تفسیر روح البیان'' میں ایک دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے:

((عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی، أَنَّ ذَا الْقَرْنَيْنِ أَوَّلُ مَنْ لَبِسَ الْعِمَامَةَ، وَذَاكَ أَنَّهُ كَانَ فِي رَأْسِهِ قَرْنَانِ كَالظِّلْفَيْنِ يَتَحَرَّكَانِ، فَلَبِسَ الْعِمَامَةَ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ، وَأَنَّهُ دَخَلَ الْحَمَّامَ، وَدَخَلَ كَاتِبُهُ مَعَهُ، فَوَضَعَ ذُو الْقَرْنَيْنِ الْعِمَامَةَ، فَقَالَ لَهُ ذُو الْقَرْنَيْنِ: هٰذَا أَمْرٌ لَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ خَلْقٌ غَيْرُكَ، فَإِنْ سَمِعْتُ بِهِ مِنْ أَحَدٍ قَتَلْتُكَ، قَالَ: فَخَرَجَ الْكَاتِبُ مِنَ الْحَمَّامِ، فَأَخَذَهُ كَهَيْئَةِ

ترجمہ: حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت ذوالقرنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے عمامہ شریف پہنا تھا،اس کا سبب یہ بنا کہ ان کے سر پر کھروں کی طرح دو حرکت کرنے والے سینگ تھے،پس وہ اس وجہ سے عمامہ پہنتے تھے،(ایک مرتبہ) وہ حمام میں داخل ہوئے ،ان کے ساتھ ان کا کاتب بھی داخل ہوا،حضرت ذوالقرنین نے سر سے عمامہ اتارا ، (کاتب نے سینگ دیکھ لیے تو) حضرت ذوالقرنین نے اس سے فرمایا:اس معاملے پر مخلوق میں تیرے سوا کوئی مطلع نہیں ہے،اگر میں نے کسی سے اس بارے میں سنا تو تجھے قتل کردوں گا،کاتب حمام سے نکلا،(وہ

الْمَوْتِ، قَالَ: فَأَتَى الصَّحْرَاءَ، فَوَضَعَ فَمَهُ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ نَادَى: أَلَا إِنَّ لِلْمَلِكِ قَرْنَيْنِ، أَلَا إِنَّ لِلْمَلِكِ قَرْنَيْنِ، فَأَنْبَتَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ كَلِمَتِهِ قَصَبَتَيْنِ، فَمَرَّ بِهِمَا رَاعٍ، فَأُعْجِبَ بِهِمَا، فَقَطَعَهُمَا وَاتَّخَذَهُمَا مِزْمَارًا، وَكَانَ إِذَا زَمَرَ خَرَجَ مِنَ الْقَصَبَتَيْنِ: أَلَا إِنَّ لِلْمَلِكِ قَرْنَيْنِ، أَلَا إِنَّ لِلْمَلِكِ قَرْنَيْنِ، قَالَ: فَانْتَشَرَ ذٰلِكَ فِي الْمَدِينَةِ، فَأَرْسَلَ ذُو الْقَرْنَيْنِ إِلَى الْكَاتِبِ، فَقَالَ: لَتَصْدُقَنِّي أَوْ لَأَقْتُلَنَّكَ، قَالَ: فَقَصَّ عَلَيْهِ الْكَاتِبُ الْقِصَّةَ، فَقَالَ ذُو الْقَرْنَيْنِ: هٰذَا أَمْرٌ أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يُبْدِيَهُ))

پیٹ کا ہلکا تھا،بات چھپانا اس کے لیے مشکل ہوگیا،یہاں تک کہ یہ بات چھپانے کی وجہ سے)اس کی حالت مرنے والی ہوگئی،وہ صحراء میں آیا اور اپنا منہ زمین پر رکھا،پھر ندا کی:سن لو بادشاہ کے دوسینگ ہیں،سن لو بادشاہ کے دو سینگ ہیں،(تب اسے سکون ملا)،اللہ عزوجل نے اس کے کلام سے دو بانس اگائے،وہاں سے ایک چرواہا گزرا،اسے یہ بانس پسند آئے،اس نے انہیں کاٹا اور ان کے مزامیر بنائے،وہ جب بھی انہیں بجاتا تو اس سے یہ آواز آتی:سن لو بادشاہ کے دوسینگ ہیں،سن لو بادشاہ کے دوسینگ ہیں،یہ بات پورے شہر میں پھیل گئی،حضرت ذوالقرنین نے کاتب کو بلایا اور اسے کہا:سچ سچ بتا دو،ورنہ تمہیں قتل کردوں گا،کاتب نے سارا قصہ بتادیا،تو حضرت ذوالقرنین نے فرمایا:اللہ عزوجل نے چاہا کہ یہ معاملہ ظاہر ہوجائے (لہذا اسے چھوڑ دیا)۔

(العظمة لابی شیخ الاصبہانی،قصه ذی القرنین،ج4،ص1470،دارالعاصمة،الریاض☆تفسیر درمنثور،ج 5،ص436،دارالفکر،بیروت☆تفسیر روح البیان،سورة الکہف ، ج5،ص290،دارالفکر،بیروت)

باب دوم: فضائلِ عمامہ

سوال: عمامہ کی فضیلت پر کچھ احادیث بیان فرمادیں۔

جواب: عمامہ کی فضیلت میں احادیثِ کثیرہ وارد ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

مسلمانوں اور مشرکوں میں فرق

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((فَرْقُ مَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ الْعَمَائِمُ عَلَی الْقَلَانِسِ)) ترجمہ: ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

(سنن ابی داؤد، ج 2، ص208، آفتاب عالم پریس، لاہور☆جامع الترمذی، باب العمائم علی القلانس، ج 3، ص300، دارالغرب الاسلامی، بیروت☆شعب الایمان، فصل فی العمائم، ج 8، ص296، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزئع، ریاض)

ہر پیچ پر نور

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْعِمَامَۃُ عَلَی الْقَلَنْسُوَۃِ فَصْلُ مَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ یُعْطِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِکُلِّ کَوْرَۃٍ یَدُوْرُھَا عَلٰی رَأْسِہٖ نُوْرًا)) ترجمہ: ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روزِ قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

(الجامع الصغیر، ج 2، ص239، دارالفکر، بیروت☆کنز العمال بحوالہ باوردی، ج 15، ص305، مکتبہ التراث الاسلامی، بیروت)

عرب کے تاج

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلْعَمَائِمُ تِیْجَانُ الْعَرَبِ)) ترجمہ: عمامے عرب کے تاج ہیں۔

(الفردوس، ج3، ص87، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

عزت اتار دیں گے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلْعَمَائِمُ تِیْجَانُ الْعَرَبِ فَاِذَا وَضَعُوْا الْعَمَائِمَ وَضَعُوْا عِزَّھُمْ وَفِیْ لَفْظٍ وَضَعَ اللّٰہُ عِزَّھُمْ)) ترجمہ: عمامے عرب کے تاج ہیں جب عرب عمامہ چھوڑ دیں گے تو اپنی عزت اُتار دیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عزت اتار دے گا۔

(الجامع الصغیر، ج4، ص 392، دارالمعرفۃ، بیروت)

حلم بڑھے گا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِعْتَمُّوْا تَزْدَادُوْا حِلْمًا)) ترجمہ: عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔

(المعجم الکبیر، ج1، ص194، المکتبۃ الفیصلیۃ، بیروت☆المستدرک علی الصحیحین، اما حدیث ابن عباس، ج4، ص214، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام حاکم اس حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ یُخَرِّجَاہُ'' ترجمہ: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔

(المستدرک علی الصحیحین، اما حدیث ابن عباس، ج4، ص214، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حلم بڑھے گا اور

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِعْتَمُّوْا تَزْدَادُوْا حِلْمًا وَالْعَمَائِمُ ترجمہ: عمامہ باندھو تمہارا حلم زیادہ ہوگا اور

تِیْجَانُ الْعَرَبِ)) عمامے عرب کے تاج ہیں۔

(شعب الایمان،ج5،ص176،دارالکتب العربیة ،بیروت)

عمامہ اتاردیں گے تو

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلْعَمَائِمُ وَقَارُ الْمُؤْمِنِ وَعِزٌّ الْعَرَبِ فَاِذَاوَضَعَتِ الْعَرَبُ عَمَائِمَهَا وَضَعَتْ عِزَّهَا)) ترجمہ: عمامے مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں اپنی عزّت اتار دیں گے۔

(الفردوس ،ج3،ص88 دارالکتب العربیہ ،بیروت)

امت ہمیشہ حق پررہے گی جب تک

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((لَاتَزَالُ اُمَّتِیْ عَلٰی الْفِطْرَةِ مَالَبِسُوْاالْعَمَائِمَ عَلَی الْقَلَانِسِ)) ترجمہ: میری امّت ہمیشہ دینِ حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔

(الفردوس،5،ص93،دارالکتب العربیہ ،بیروت)

کفروایمان میں فرق کرنے والا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ اَمَدَّنِیْ یَوْمَ بَدْرٍوَحُنَیْنٍ بِمَلٰئِکَةٍ یَعْتَمُّوْنَ هٰذِهِ الْعِمَامَةَ وَقَالَ اِنَّ الْعِمَامَةَ حَاجِزَةٌ بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ)) ترجمہ: بیشک اللہ عزوجل نے بدروحنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں اور فرمایا بیشک عمامہ کفروایمان میں فارق ہے۔

(مسند أبی داود الطیالسی،أحادیث علی بن أبی طالب،جلد1،صفحہ130،دار ہجر ،مصر ☆السنن الکبریٰ للبیہقی،ج10،ص14، دار صادر، بیروت)

فرشتوں کا تاج

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

((هٰکَذَا تَکُوْنُ تِیْجَانُ الْمَلٰئِکَةِ)) ترجمہ: فرشتوں کے تاج ایسے ہوتے ہیں۔

(کنزالعمال،ج15،ص484،مکتبة التراث الاسلامی ،بیروت)

فرشتوں کا شعار

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((عَلَیْکُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّهَا سِیْمَاءُ الْمَلٰئِکَةِ وَاَرْخُوْا لَهَا خَلْفَ ظُهُوْرِکُمْ)) ترجمہ: عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پسِ پُشت چھوڑو۔

(المعجم الکبیر ،ج 12،ص383،المکتبہ الفیصلیة، بیروت☆شعب الایمان،فصل فی العمائم،ج8،ص295،مکتبة الرشد للنسر والتوزیع،ریاض)

اکثر ملائکہ باعمامہ

حدیث پاک میں ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:عَمَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَأَرْخٰی لَهٗ أَرْبَعَ أَصَابِعَ، وَقَالَ :إِنِّی لَمَّا صَعِدْتُ إِلَی السَّمَاءِ رَأَیْتُ أَکْثَرَ الْمَلَائِکَةِ مُعْتَمِّیْنَ)) ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمامہ شریف باندھا اور شملہ چار انگلیوں جتنا چھوڑا۔ فرمایا جب میں آسمان پر گیا تو اکثر ملائکہ کو عمامہ باندھے دیکھا۔

(المعجم الاوسط،باب المیم،من اسمه مقدام،،جلد8،صفحہ369،دار الحرمین ،القاہرة)

عماموں سے مکرم

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((إِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَکْرَمَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ بِالْعَصَائِبِ))

ترجمہ: بیشک اللہ عزوجل نے اس امّت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔

(کنز العمال، ج15، ص307، مکتبة التراث الاسلامی، بیروت)

یہودونصارٰی کی مخالفت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِعْتَمُّوْا خَالِفُوْا عَلَی الْاُمَمِ قَبْلَکُمْ))

ترجمہ: عمامے باندھو اگلی امتوں یعنی یہود و نصارٰی کی مخالفت کرو کہ وہ عمامہ نہیں باندھتے۔

(شعب الایمان، ج5، ص176، دارالکتب العلمیة، بیروت)

ہر پیچ پر نیکی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلْعَمَائِمُ تِیْجَانُ الْعَرَبِ فَاعْتَمُّوْا تَزْدَادُوْا حِلْمًا وَمَنِ اعْتَمَّ فَلَہٗ بِکُلِّ کَوْرٍ حَسَنَۃٌ فَاِذَا حَطَّ فَلَہٗ بِکُلِّ حَطَّۃٍ حَطُّ خَطِیْئَۃٍ))

ترجمہ: عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہارا وقار بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کے لئے ہر پیچ پر ایک نیکی ہے اور جب (بلاضرورت یا ترک کے قصد پر) اتارے تو ہر اتارنے پر ایک خطا ہے یا جب (بضرورت بلا قصدِ ترک بلکہ بارادہ معاودت یعنی پھر پہننے کے ارادے سے) اتارے تو ہر پیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے۔

(کنز العمال، ج15، ص308، مکتبة الاسلامی، بیروت)

ستر رکعتوں سے افضل

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((رَکْعَتَانِ بِعِمَامَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ سَبْعِیْنَ رَکْعَۃً بِلَا عِمَامَۃٍ))

ترجمہ: عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامے کی ستّر رکعتوں سے افضل ہیں۔

(الفردوس بماثور الخطاب، ج2، ص265، دارالکتب العلمیة، بیروت)

مسلمانوں کے تاج

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((فإن العمائم تیجان المسلمین))

ترجمہ: بے شک عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں۔

(کنزالعمال، فرع العمائم، ج15، ص307، مؤسسة الرساله، بیروت)

سورج ڈوبنے تک سلام

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إن الْمَلَائِکَة یشْھدُونَ الْجُمُعَة متعممین ویسلمون علی أھل العمائم حَتّٰی تغیب الشَّمْس))

ترجمہ: بے شک فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

(الفردوس بماثور الخطاب، باب الالف، ج1، ص202، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اسلام کی علامت

حدیث پاک ہے:

((ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم دعا علی بن أبی طالب فعممه وأرخی عذبة العمامة من خلفه ثم قال: هكذا فاعتموا! فإن العمامة

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، ان کو عمامہ باندھا اور عمامے کا شملہ ان کے پیچھے رکھا اور فرمایا: ایسے ہی عمامہ باندھو، بے شک

سیما الإسلام، وھی حاجزة بین المسلمین والمشرکین))

عمامہ اسلام کی علامت ہے اور یہ مسلمین اور مشرکین میں فرق کرنے والا ہے۔

(کنز العمال،فرع العمائم،ج15،ص483،مؤسسة الرسالہ،بیروت)

شیطان پیٹھ پھیر لے گا

مہران بن مہران رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، کہتے ہیں:

((دخلت علی سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فحدثنی ملیا ثم التفت الی فقال یا ابا ایوب الا اخیرك بحدیث تحبه وتحمله عنی وتحدث به فقلت بلی قال دخلت علی عبدالله بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما وهو یتعمم فلما فرغ التفت فقال اتحب العمامة قلت بلی قال احبها تکرم ولا یراك الشیطان الاولی (هاربا انی)سمعت رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول صلاة تطوع او فریضة بعمامة

ترجمہ: میں سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے حدیث املاء کرائی پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابوایوب! کیا تجھے ایسی حدیث کہ خبر نہ دوں جو تجھے پسند ہو، اور اسے میری طرف سے روایت کرے اور اسے بیان کرے، میں نے عرض کیا کیوں نہیں،تو سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں میں اپنے والد ماجد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے، جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں!فرمایا اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک

تعدل خمسا وعشرین صلاة بلا عمامة وجمعة بعمامة تعدل بسبعین جمعة بلا عمامة ای بنی اعتم فان الملئکة یشهدون یوم الجمعة معتمین فیسلمون علی اهل العمائم حتی تغیب الشمس))

نفل نماز خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستّر جمعوں کے برابر ہے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اے فرزند! عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

(لسان المیزان حرف العین،ترجمه العباس بن کثیر،ج3،ص244، مطبوعه دائرة المعارف النظامیه،حیدرآباد دکن☆تاریخ دمشق لابن عساکر،عبدان بن زرین بن محمد،ج37، ص354، دارالفکر،بیروت)

عمامہ ڈھال ھے

حضرت اصمعی سے روایت ہے،حضرت ابوالاسود نے فرمایا:

((اَلْعِمَامَةُ جُنَّةٌ فِی الْحَرْبِ، وَمَکَنَّةٌ فِی الْحَرِّ وَالْقَرِّ، وَزِیَادَةٌ فِی الْقَامَةِ، وَهِیَ عَادَةٌ مِنْ عَادَاتِ الْعَرَبِ))

ترجمہ: عمامہ جنگ میں ڈھال ہے،گرمی سردی سے بچاتا ہے،قد میں اضافہ کرتا ہے اور یہ اہل عرب کی عادات واطوار میں سے ہے۔

(المجالسة وجواہر العلم،الجزء الخامس والعشرون،ج8،ص38،دارابن حزم،بیروت)

عمامہ والوں پر درود

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلٰئِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود

عَلٰی اَصْحَابِ الْعَمَائِمِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ)) بھیجتے ہیں جمعہ کے روز عمامہ والوں پر۔

(مجمع الزوائد ،ج2،ص176،دار الکتب العلمیہ،بیروت☆الجامع الصغیر،حرف الھمزہ،ج1،ص323،دارالفکر،بیروت)

پچیس نمازیں اور ستر جمعے

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((صَلَاۃُ تَطَوُّعٍ اَوْ فَرِیْضَۃٍ بِعِمَامَۃٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ صَلٰوۃً بِلَا عِمَامَۃٍ وَجُمُعَۃٍ بِعِمَامَۃٍ تَعْدِلُ سَبْعِیْنَ جُمُعَۃً بِلَا عِمَامَۃٍ)) یعنی ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستّر جمعہ بے عمامہ کے ہمسر۔

(الجامع الصغیر،حرف الصاد،ج2،ص188،دارالفکر،بیروت☆کنز العمال،ج15،ص306، مکتبۃ التراث الاسلامی ،بیروت)

دس ہزار نیکیاں

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلصَّلَاۃُ فِی الْعِمَامَۃِ تَعْدِلُ بِعَشْرِ اٰلَافِ حَسَنَۃٍ)) عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔

(الفردوس،ج2،ص406،دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

سوال: عمامہ کے ساتھ نماز کی فضیلت پر جو آخری تین احادیث ہیں، ان کے بارے میں سنا ہے کہ وہ ضعیف ہیں، بلکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ موضوع ہیں۔

جواب: اس طرح کے سوال کے جواب میں امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں "فضل صلاۃ بالعمامۃ میں احادیثِ مروی وہ اگرچہ ضعاف ہیں مگر در بارۂ فضائل ضعاف مقبول اور عند التحقیق ان پر حکم بالوضع محلِ کلام۔ (یعنی عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت میں مروی احادیث

اگرچہ ضعیف ہیں مگر فضائل کے معاملہ میں ضعیف احادیث بھی مقبول ہوتی ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ ان احادیث پر موضوع ہونے کا حکم لگانا درست نہیں ہے۔)

حدیث اوّل: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی اَصْحَابِ الْعَمَائِمِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ)) یعنی بیشک اللہ عزوجل اور اسکے فرشتے جمعہ میں عمامہ باندھے ہوؤں پر درود بھیجتے ہیں۔

(الجامع الصغیر،ج2،ص270،دارالمعرفۃ،بیروت)

اَوْرَدَ الْحَدِیْثَ فِیْ جَامِعِہِ الصَّغِیْرِ مُلْتَزِمًا اَنْ لَا یُوْرَدَ فِیْہِ مَوْضُوْعًا ترجمہ: امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی کتاب جامع صغیر میں اسے نقل کیا ہے حالانکہ انہوں نے اس کتاب جامع صغیر میں اس بات کا التزام کر رکھا ہے کہ کوئی موضوع روایت اس میں ذکر نہ کی جائے گی۔

حدیث دوم: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((صَلَاۃُ تَطَوُّعٍ اَوْ فَرِیْضَۃٍ بِعِمَامَۃٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ صَلٰوۃً بِلَا عِمَامَۃٍ وَجُمُعَۃٍ بِعِمَامَۃٍ تَعْدِلُ سَبْعِیْنَ جُمُعَۃً بِلَا عِمَامَۃٍ)) یعنی ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستّر جمعہ بے عمامہ کے ہمسر۔

(الجامع الصغیر،حرف الصاد،ج2،ص188،دارالفکر،بیروت☆کنز العمال،ج15،ص306، مکتبۃ التراث الاسلامی ،بیروت)

فِیْہِ مَجَاھِیْلُ قُلْتُ وَلَیْسَ فِیْہِمْ کَذَّابٌ وَلَا وَضَّاعٌ وَلَا مُتَّھَمٌ بِہٖ وَلَا فِیْہِ مَا یَرُدُّہُ الشَّرْعُ اَوْ یُحِیْلُہُ ترجمہ: اس میں مجہول راوی ہیں، میں کہتا ہوں ان میں سے کوئی بھی کذاب اور وضّاع (حدیث گھڑنے والا) نہیں اور نہ

الْعَقْلُ وَقَدْ اَوْرَدَهُ السُّيُوطِي فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ۔ ہی کوئی متہم بالوضع ہے اور نہ اس میں کوئی ایسی چیز ہے جس کو شریعت رد کرتی ہو یا اسے عقل محال تصور کرتی ہو، اسے امام سیوطی نے جامع صغیر میں نقل کیا ہے۔

حدیث سوم: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلصَّلَاةُ فِي الْعِمَامَةِ تَعْدِلُ بِعَشْرَةِ الْاٰفِ حَسَنَةٍ)) یعنی عمامہ میں نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

(الفردوس، ج2، ص406دارالکتب العلمیة، بیروت)

هَذَا ضَعِيفٌ جِدًّافِيهِ اَبَانُ مَتْرُوكٌ، ترجمہ: یہ نہایت ہی ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابان متروک ہے۔

(ملخصاً فتاوی رضویه، ج6، ص203، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ٹوپی کے بارے میں

سوال: ٹوپی پہننے کے بھی کچھ فضائل بیان فرمادیں؟

جواب: ٹوپی پہننا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے مگر اس کے بارے میں کوئی فضیلت کی روایت نظر سے نہیں گزری بلکہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ احادیث اور کتب فقہ میں جو ٹوپی پہننے کا ذکر ہے اس سے مراد عمامہ کے نیچے ٹوپی پہننا ہے، بہر حال سنت اور فضیلت والا عمل عمامہ شریف پہننا ہے اور ٹوپی پہننے میں بھی حرج نہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ قَلَنْسُوَةً بَيْضَاءَ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفید رنگ کی ٹوپی پہنتے تھے۔

(شعب الایمان، فصل فی العمائم، ج8، ص293، مکتبة الرشد للنشر والتوزیع، ریاض)

فتاوی ہندیہ میں ہے:

''وَلَا بَأْسَ بِلُبْسِ الْقَلَانِسِ وَقَدْ صَحَّ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُهَا، كَذَا فِي الْوَجِيزِ لِلْكَرْدَرِي'' ترجمہ: ٹوپی پہننے میں حرج نہیں، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ٹوپی پہننا صحت کے ساتھ ثابت ہے، ایسا ہی الوجیز للکردری میں ہے۔

(فتاوی ہندیه، الباب التاسع فی اللبس مایکره من ذلك، ج5، ص330، دارالفکر، بیروت)

اس مفہوم کی عبارت درج ذیل کتب فقہ میں بھی موجود ہے۔

(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، وهبت مهرها لزوجها، ج 6، ص228، المطبعة الکبری، القاہره ☆ملتقی الابحر، مسائل شتی، ج1، ص 491، دارالکتب العلمیه، بیروت☆بحرالرائق، مسائل متفرقة فی اللباس، ج8، ص555، دارالکتاب الاسلامی، بیروت☆مجمع الانہر، کتاب الفرائض، ج 2، ص745، داراحیاء التراث العربی، بیروت☆درمختار، مسائل شتی، ج6، ص755، دارالفکر، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ٹوپی پہننا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے، مگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام عمامہ بھی باندھتے تھے یعنی عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی اور یہ فرمایا کہ: ہم میں اور اُن میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔ یعنی ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں اور وہ صرف عمامہ ہی باندھتے ہیں، اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے۔ چنانچہ یہاں کے کفار بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے۔

بعض نے حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہے، مگر یہ قول صحیح نہیں کیونکہ مشرکینِ عرب بھی عمامہ باندھا کرتے تھے۔

(بہار شریعت، حصہ16، ص419، مکتبة المدینه، کراچی)

عظیم محدث علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وَلَمْ يُرْوَ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ: یہ بات مروی نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ

لَبِسَ الْقَلَنْسُوَۃَ بِغَیْرِ الْعِمَامَۃِ" تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، ج7، ص2777، دارالفکر، بیروت)

یعنی جو احادیث اور کتبِ فقہ میں ٹوپی پہننے کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامے کے نیچے ٹوپی پہنی ہے۔

ننگے سر رہنا سنت نہیں

سوال: بعض غیر مقلد ننگے سر رہتے ہیں اور ننگے سر ہی نماز پڑھتے ہیں، گویا یہ تأثر دیتے ہیں کہ ننگے سر رہنا ہی سنت ہے۔

جواب: سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین عظام علیہم الرضوان کی سنت سر پر ٹوپی کے ساتھ عمامہ شریف باندھنا ہے، ننگے سر رہنا سنت نہیں ہے۔

عمامہ سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

((اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اعْتَمَّ اَرْخٰی عِمَامَتَہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ)) ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب عمامہ پہنتے تو ایک شملہ آگے اور ایک پیچھے چھوڑتے تھے۔

(المعجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ أحمد، جلد1، صفحہ110، دار الحرمین، القاہرۃ)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت عمامہ شریف پہنتے یہاں تک کہ دورانِ وضو بھی عمامہ شریف نہ اتارتے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ قِطْرِیَّۃٌ، فَأَدْخَلَ یَدَہٗ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَۃِ، فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِہٖ، وَلَمْ یَنْقُضِ الْعِمَامَۃَ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو وضو

کرتے دیکھا جبکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر قطری عمامہ تھا پس آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنا دستِ مبارک عمامہ کے نیچے سے داخل کر کے اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا اور عمامہ کو کھولا نہیں۔

(ابوداؤد، باب المسح علی العمامہ، ج1، ص36، المکتبۃ العصریہ، بیروت ☆ابن ماجہ، باب ماجاء فی المسح علی العمامہ، ج1، ص187، داراحیاء الکتب العربیہ، حلب ☆المستدرک علی الصحیحین، واما حدیث عائشۃ، ج1، ص275، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ فَمَسَحَ عَلٰی عِمَامَتِہٖ وَمَسَحَ بِنَاصِیَتِہٖ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک پر عمامہ تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے عمامہ اور ناصیہ (سر کے اگلے حصے پر) پر مسح فرمایا۔

(شرح معانی الاثار، باب فرض مسح الرأس فی الوضوء، ج1، ص30، عالم الکتب)

تھوڑے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے۔

(صحیح مسلم، باب المسح علی الناصیۃ والعمامۃ، ج1، ص231، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

نماز میں بھی عمامہ سر مبارک پر ہوتا۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَجَدَ عَلٰی کَوْرِ الْعِمَامَۃِ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے دیکھا۔

(المعجم الاوسط، من اسمہ محمد، ج7، ص170، دارالحرمین، القاہرہ)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

((انَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَسْجُدُ عَلَی کَوْرِ الْعِمَامَۃِ))

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم،ج8،ص54،دارالکتاب العربی،بیروت)

عید کے موقع پر بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامہ شریف باندھتے تھے، چنانچہ سنن کبری للبیہقی میں ہے:

((کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْتَمُّ فِی کُلِّ عِیدٍ))

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر عید والے دن عمامہ باندھتے تھے۔

(السنن الکبری للبیہقی ،کتاب صلوٰۃ العیدین،باب الزینۃ للعید،جلد 3،صفحہ397،دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

فتح مکہ والے دن باعمامہ تھے۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((انَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاء))

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ والے دن مکۃ المکرمہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

(صحیح مسلم،باب جوازِ دخول مکۃ بغیر احرام،ج 2،ص990،داراحیاء التراث العربی،بیروت☆جامع الترمذی،باب ماجاء فی العمامۃ السوداء،ج 3،ص277،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

خطبہ دیتے ہوئے باعمامہ۔حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

((انَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

سَوْدَاءُ))

وسلم کے مبارک سر پر سیاہ عمامہ شریف تھا۔

(صحیح مسلم،باب جوازِ دخول مکۃ بغیر احرام،ج2،ص990،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعض اوقات صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اپنے مبارک ہاتھوں سے عمامہ باندھتے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے،فرماتی ہیں:

((عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ:عَمَّمَ رَسُولُ اللَّہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، وَأَرْخَی لَہُ أَرْبَعَ أَصَابِعَ، وَقَالَ:إِنِّی لَمَّا صَعِدْتُ إِلَی السَّمَاءِ رَأَیْتُ أَکْثَرَ الْمَلَائِکَۃِ مُعْتَمِّین))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمامہ شریف باندھا اور شملہ چار انگلیوں جتنا چھوڑا۔اور ارشاد فرمایا:جب میں آسمان پر گیا تو اکثر ملائکہ کو عمامہ باندھے دیکھا۔

(المعجم الاوسط،باب المیم،من اسمہ مقدام،،جلد8،صفحہ369،دار الحرمین ،القاہرۃ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((عَمَّمَنِی رَسُولُ اللَّہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَسَدَلَہَا بَیْنَ یَدَیَّ، وَمِنْ خَلْفِی))

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ باندھا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑے۔

(سنن ابی داؤد،باب فی العمائم،ج4،ص55،المکتبۃ العصریہ،بیروت)

عبدالاعلی بن عدی سے روایت ہے، کہتے ہیں:

((أَنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلِیَّ بْنَ أَبِی طَالِبٍ یَوْمَ غَدِیرِ خُمٍّ فَعَمَّمَہُ، وَأَرْخَی عَذَبَۃَ الْعِمَامَۃِ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غدیر خم والے دن بلایا، پس ان کو عمامہ

مِنْ خَلْفِهِ، ثُمَّ قَالَ :هٰكَذَا فَاعْتَمُّوا؛ فَإِنَّ الْعَمَائِمَ سِيمَا الاسلام وَهِيَ حَاجِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ))

باندھا اور عمامہ کا شملہ پیچھے رکھا، پھر ارشاد فرمایا: ایسے عمامہ باندھو، بے شک عمامہ اسلام کی علامت اور مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔

(معرفة الصحابه لابی نعیم،عبد الاعلی بن عدی البهرانی،ج4،ص1883،دارالوطن للنشر،الرياض☆كنز العمال،آداب التعميم،ج 15،ص483،مؤسسة الرساله،بيروت☆اسد الغابة،عبد الاعلى بن عدى،ج3،ص170،دارالكتب العلميه،بيروت)

ابوراشد حبرانی سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

((سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ عَمَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ بِعِمَامَةٍ سَدَلَ بَيْنَ طَرَفَيْهَا عَلَى مِنْكَبَيَّ وَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ أَمَدَّنِي يَوْمَ بَدْرٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ بِمَلَائِكَةٍ مُعْتَمِّينَ بِهَذِهِ الْعِمَّةِ وَقَالَ إِنَّ الْعِمَامَةَ حَاجِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ))

ترجمہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، وہ فرمارہے تھے: مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غدیر خم والے دن عمامہ شریف باندھا، اس کے شملے میرے کندھوں کے درمیان لٹکائے، اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یوم بدر اور یوم حنین اس طرز کے عمامے باندھے ہوئے ملائکہ سے میری مدد فرمائی، اور فرمایا: عمامہ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔

(الكامل ى ضعفاء الرجال،عبد الله بن بسر الشامى،ج5،ص285،الكتب العلميه،بيروت)

حضرت سعد سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارَى عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ عَلَيْهِ

ترجمہ: میں نے بخارا میں ایک آدمی کو سفید خچر پر دیکھا، اس کے سر پر خز (اون اور ریشم سے بنے

عِمَامَةُ خَزٍّ سَوْدَاءُ، فَقَالَ: كَسَانِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

ہوئے کپڑے) کا سیاہ عمامہ تھا، اور وہ فرمارہے تھے: یہ عمامہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہنایا (عطا فرمایا) ہے۔

(سنن ابی داؤد،باب ماجاء فی الخز،ج4،ص45،المكتبة العصريه،بيروت)

بلکہ عمامہ شریف کا اتنا اہتمام فرماتے کہ اس وقت تک کسی کو کسی علاقے کی ولایت نہ سونپتے جب تک اسے عمامہ نہ باندھتے۔ چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُوَلِّي وَالِيًا حَتَّى يُعَمِّمَهُ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تک کسی کو (کسی جگہ کا) والی نہیں بناتے تھے جب تک اسے عمامہ نہ باندھ دیں۔

(المعجم الكبير للطبراني ،باب الصاد،أبو سفيان الرعيني، عن أبي أمامة،جلد8،صفحه144،مكتبة ابن تيمية ،القاہرة)

ابوبکر بن محمد سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((انَّ رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ عَمَائِمًا يَقْسِمُهَا))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی حارث بن خزرج کے ایک آدمی کی طرف عمامے بھیجے تاکہ وہ انہیں تقسیم کردے۔

(السير لابی اسحاق الفرازی،باب الغلول،ج1،ص237،مؤسسة الرساله،بيروت)

عمامہ شریف باندھنے کی ترغیب دلائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِعْتَمُّوا تَزْدَادُوا حِلْمًا))

ترجمہ: عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔

(المعجم الكبير،ج1،ص194، المكتبة الفيصلية،بيروت☆المستدرك على الصحيحين،اما حديث ابن عباس،ج4،ص214،دارالكتب العلميه،بيروت)

اس کو کفر و اسلام میں فرق کرنے والا قرار دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْعِمَامَةَ حَاجِزَةٌ بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْاِيْمَانِ)) ترجمہ: بے شک عمامہ کفر و ایمان میں فارق ہے۔

(مسند أبی داود الطیالسی، أحادیث علی بن أبی طالب، جلد 1، صفحہ 130، دار ہجر، مصر ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج10، ص14، دار صادر، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ)) ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

(سنن ابی داؤد، ج2، ص208، آفتاب عالم پریس، لاہور ☆ جامع الترمذی، باب العمائم علی القلانس، ج3، ص300، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

((وَفِي (كتاب الْجِهَاد) لِابْنِ أبي عَاصِم: حَدثنَا أَبُو مُوسَى حَدثنَا عُثْمَان بن عمر عَن الزبير ابْن جوان عَن رجل من الْأَنْصَار قَالَ: جَاءَ رجل إِلَى ابْن عمر فَقَالَ: يَا أَبَا عبد الرَّحْمَن، الْعِمَامَة سنة؟ فَقَالَ: نعم)) ترجمہ: امام ابن ابی عاصم کی کتاب الجہاد میں ہے: ایک آدمی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور عرض کی: اے ابو عبد الرحمٰن! کیا عمامہ سنت ہے؟ فرمایا: ہاں۔

(عمدۃ القاری، شرح صحیح بخاری، باب العمائم، ج21، ص307، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سنتِ صحابہ ہونے پر دلائل

حضرت عمر کا عمامہ:

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُعْتَمًّا, قَدْ أَرْخَى عِمَامَتَهُ مِنْ خَلْفِهِ)) ترجمہ: میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ عمامہ پہنے ہوئے تھے، عمامے کا شملہ پیچھے کی جانب تھا۔

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب صلوٰۃ العیدین، باب الزینۃ للعید، جلد 3، صفحہ 397، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ☆ (شعب الایمان، فصل افی العمائم، جلد 8، صفحہ 290، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض)

حضرت علی کا عمامہ:

حضرت علی بن ربیعہ فرماتے ہیں:

((شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَ عِيدٍ، فَرَأَيْتُهُ مُعْتَمًّا، قَدْ أَرْخَى عِمَامَتَهُ, وَالنَّاسُ مِثْلُ ذَلِكَ)) ترجمہ: میں عید والے دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، میں نے انہیں عمامہ میں دیکھا، انہوں نے عمامہ کا شملہ پیچھے کی جانب رکھا ہوا تھا اور لوگ بھی اسی طرح عمامے پہنے ہوئے تھے۔

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب صلوٰۃ العیدین، باب الزینۃ للعید، جلد 3، صفحہ 398، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضرت اصبغ بن نباتہ فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ مُعْتَمًّا، يَمْشِي وَمَعَهُ)) ترجمہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ عید والے دن عمامہ پہنے نکلے اور

نَحْوٌ مِنْ أَرْبَعَةِ أَلْفٍ يَمْشُونَ مُعْتَمِّينَ)) ان کے ساتھ چار ہزار لوگ عمامہ پہنے چل رہے تھے۔

(السنن الكبرى للبيهقي ، كتاب صلوة العيدين، باب الزينة للعيد، جلد 3، صفحه 398، دار الكتب العلمية، بيروت)

حضرت عبد اللہ بن عمر کا عمامہ:

حضرت ابووائل سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ مُعْتَمًّا قَدْ أَرْخَى عِمَامَتَهُ مِنْ قِبَلِ ظَهْرِهِ)) ترجمہ: میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عمامہ پہنے دیکھا جس کا شملہ پشت کی جانب تھا۔

(شعب الايمان ، فصل افى العمائم ، جلد8، صفحه291، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع ، رياض)

حضرت عبد اللہ بن زبیر کا عمامہ:

حضرت ہشام فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ مُعْتَمًّا قَدْ أَرْخَى طَرَفَيِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ)) ترجمہ: میں نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمامہ باندھے دیکھا، آپ نے عمامہ کے دونوں شملے سامنے رکھے ہوئے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبه، فی ارخاء العمامه بين كتفين، ج5، ص180، مكتبة الرشد، الرياض)

حضرت ابوامامہ کا عمامہ:

حضرت عتبہ بن الندر فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ أَبَا أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ قُبَاءٌ وَعِمَامَةٌ ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، انہوں نے قبا پہنی ہوئی

عَدَنِيَّةٌ وَقَدْ أَرْخَى الْعِمَامَةَ وَرَاءَهُ ذِرَاعًا)) تھی، ان پر عدنی عمامہ تھا اور انہوں نے عمامہ کا شملہ ایک ہاتھ پیچھے چھوڑا ہوا تھا۔

(الاحاد والمثاني لابن ابی عاصم، ذکر ابی امامه الباہلی، ج2، ص442، دار الراية، الرياض)

حضرت عمار بن یاسر کا عمامہ:

حضرت ملحان بن ثوبان فرماتے ہیں:

((كَانَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ عَلَيْنَا بِالْكُوفَةِ سَنَةً، وَكَانَ يَخْطُبُنَا كُلَّ جُمُعَةٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ)) ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سال کوفہ میں ہمارے امیر رہے، وہ ہر جمعہ کو خطبہ دیا کرتے اور ان کے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ ہوتا۔

(السنن الكبرى للبيهقي ، بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ مِنْ حُسْنِ الْهَيْئَةِ وَمَا يُعْتَمُ، جلد 3، صفحه 349 ، دار الكتب العلمية، بيروت)

حضرت انس کا عمامہ:

حضرت سلمہ بن وردان فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ عَلَى أَنَسٍ عِمَامَةً قَدْ أَرْخَاهَا مِنْ خَلْفِهِ)) ترجمہ: میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر عمامہ دیکھا، انہوں نے اس کا شملہ پیچھے کو رکھا ہوا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبه، فی ارخاء العمامه بين كتفين، ج5، ص180، مكتبة الرشد، الرياض)

حضرت زید بن ثابت کا عمامہ:

حضرت ثابت بن عبید فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَلَيْهِ إِزَارٌ، وَرِدَاءٌ، وَعِمَامَةٌ)) ترجمہ: میں نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، انہوں نے ازار، چادر اور عمامہ پہنا ہوا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبه، من يعتم بكور واحد، ج5، ص181، مكتبة الرشد، الرياض)

حضرت ابوذر کا عمامہ:

حضرت عبداللہ بن صامت سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((دَخَلْتُ مَعَ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: وَعَلَى أَبِي ذَرٍّ عِمَامَةٌ فَرَفَعَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَأْسِهِ وَقَالَ: إِنِّي وَاللّٰهِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا أَنَا مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ شَوْذَبٍ: يَعْنِي مِنَ الْخَوَارِجِ))

ترجمہ: میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، حضرت ابوذر کے سر مبارک پر عمامہ شریف تھا، انہوں نے اپنا عمامہ اپنے سر سے اتارا اور کہا: امیر المؤمنین! خدا کی قسم میں خوارج میں سے نہیں ہوں۔

(تاریخ المدینہ لابن شبہ، باب تواضع عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، ج3، ص1036، طبع جدہ)

امام حسین کا عمامہ:

حضرت سُدِّیؒ فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعَلَيْهِ عِمَامَةُ خَزٍّ قَدْ خَرَجَ شَعْرُهُ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ))

ترجمہ: میں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ان کے مبارک سر پر خز (اون اور ریشم سے بنے ہوئے کپڑے) کا عمامہ تھا، ان کے بال عمامہ کے نیچے سے نکلے ہوئے تھے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ج 3، ص100، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

چار صحابہ کے سروں پر عمامے:

حضرت مسلم بن زیاد سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ أَرْبَعَةً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَفَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، وَأَبَا الْمُنِيبِ، وَفَرُّوخَ بْنَ سَيَّارٍ أَوْ سَيَّارَ بْنَ فَرُّوخَ يُرْخُونَ الْعَمَائِمَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَثِيَابُهُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ))

ترجمہ: میں نے چار صحابہ کرام انس بن مالک، فضالہ بن عبید، ابو المنیب اور فروخ بن سیار یا سیار بن فروخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا کہ عمامہ پہنتے اور شملہ پیچھے کی جانب چھوڑتے تھے اور ان کے کپڑے ٹخنوں تک ہوتے۔

(شعب الایمان، فصل فی العمائم، جلد 8، صفحہ296، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض☆معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، باب ابومنیب لہ صحبۃ فیما، ج6، ص3031، دار الوطن للنشر، الریاض☆اسد الغابۃ، ابو منیب، ج6، ص299، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مہاجرین کے سروں پر عمامے:

حضرت سلیمان بن ابی عبداللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((أَدْرَكْتُ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ يَعْتَمُّونَ بِعَمَائِمَ كَرَابِيسَ سُودٍ، وَبِيضٍ، وَحُمْرٍ، وَخُضْرٍ، وَصُفْرٍ))

ترجمہ: میں نے پہلے مہاجر صحابہ علیہم الرضوان کو سوتی سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ کے عمامے باندھتے پایا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس والزینۃ، من کان یعتم بکور واحد، جلد 5، صفحہ181، مکتبۃ الرشد، الریاض)

انصار کے سروں پر عمامے:

حضرت ریاح بن حارث نخعی فرماتے ہیں:

((كُنَّا قُعُودًا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَجَاءَ رَكْبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَيْهِمُ الْعَمَائِمُ))

ترجمہ: ہم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں بیٹھے تھے، انصار کا ایک گروہ آیا، ان کے سروں پر عمامے تھے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ریاح بن حارث عن ابی ایوب، ج4، ص173، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

تمام صحابہ کے سروں پر عمامے:

عبیداللہ کہتے ہیں:

((أَخْبَرَنَا أَشْيَاخُنَا أَنَّهُمْ رَأَوْا أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَمُّونَ، وَيُرْخُونَهَا بَيْنَ أَكْتَافِهِمْ))

ترجمہ: ہمارے شیوخ نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کو عمامے پہنتے دیکھا ہے اور وہ اپنے عماموں کے شملے کندھوں کے درمیان رکھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،فی ارخاء العمامہ بین کتفین،ج5،ص180،مکتبۃ الرشد،الریاض)

تابعین سے ثبوت:

حضرت اسماعیل فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ عَلَى شُرَيْحٍ عِمَامَةً قَدْ أَرْخَاهَا مِنْ خَلْفِهِ))

ترجمہ: میں نے حضرت شریح کے سر پر عمامہ دیکھا، انہوں نے اس کا شملہ پیچھے کی طرف لٹکایا ہوا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،فی ارخاء العمامہ بین کتفین،ج5،ص180،مکتبۃ الرشد،الریاض)

حضرت عبیدہ اللہ بن عمر فرماتے ہیں:

((عَنْ سَالِمٍ، وَالْقَاسِمِ: كَانَا يُرْخِيَانِ عَمَائِمَهُمْ بَيْنَ أَكْتَافِهِمْ))

ترجمہ: حضرت سالم اور حضرت قاسم اپنے عماموں کے شملے کندھوں کے درمیان رکھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،فی ارخاء العمامہ بین کتفین،ج5،ص180،مکتبۃ الرشد،الریاض)

حضرت سلیمان بن مغیرہ کہتے ہیں:

((رَأَيْتُ أَبَا نَضْرَةَ يَعْتَمُّ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ قَدْ أَرْخَاهَا تَحْتَ عُنُقِهِ))

ترجمہ: میں نے ابونضرہ کو دیکھا، انہوں نے کالا عمامہ باندھا ہوا تھا اور اس کا شملہ ٹھوڑی کے نیچے رکھا ہوا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،فی ارخاء العمامہ بین کتفین،ج5،ص180،مکتبۃ الرشد،الریاض)

حضرت سلیمان کہتے ہیں:

((رَأَيْتُ الْحَسَنَ يَعْتَمُّ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ قَدْ أَرْخَى طَرَفَهَا خَلْفَهُ))

ترجمہ: میں نے حضرت حسن کو کالا عمامہ باندھے دیکھا، انہوں نے اس کا شملہ پیچھے کی طرف چھوڑا ہوا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،فی ارخاء العمامہ بین کتفین،ج5،ص180،مکتبۃ الرشد،الریاض)

اقوال علماء:

فیض القدیر میں ہے:

"ذكره ابن العربی قال والعمامة سنة المرسلين وعادة الأنبياء والسادة"

ترجمہ: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عمامہ مرسلین کی سنت اور انبیاء علیہم السلام اور بڑے لوگوں کی عادت ہے۔

(فیض القدیر،جلد4،صفحہ429،المکتبۃ التجاریۃ الکبری ،مصر)

مواہب لدنیہ شرح الشمائل الترمذیہ میں ہے:

"والعمامة سنة لا سيما للصلوٰة"

ترجمہ: عمامہ شریف باندھنا سنت مبارکہ ہے بالخصوص نماز میں۔

(مواہب لدنیہ ص 99☆کشف الغمامہ عن سنیۃ العمامہ،ص19،مطبع حنفیہ پٹنہ)

علامہ موصلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 683ھ)،علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (855ھ)،علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 970ھ) اور علامہ شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1069ھ) فرماتے ہیں:

"وَالْمُسْتَحَبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ قَمِيصٍ وَإِزَارٍ وَعِمَامَةٍ"

ترجمہ: مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑوں میں نماز پڑھے: قمیص، ازار، اور عمامہ۔

(الاختیار لتعلیل المختار،باب مایفعل قبل الصلاۃ،ج 1،ص45،مطبعۃ الحلبی،القاہرہ☆البنایہ فی

شرح الہدایہ،الاکل والشرب فی الصلاۃ،ج 2،ص447،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆بحر الرائق،باب شروط الصلاۃ،ج 1،ص283،دارالکتاب الاسلامی،بیروت☆مراقی الفلاح،فصل فی المکروہات،ج1،ص128،المکتبۃ العصریہ،بیروت)

علامہ علاء الدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 540ھ)، **علامہ علاء الدین کاسانی** رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 587ھ)، **علامہ برہان الدین محمد بن احمد** رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 616ھ) **علامہ زیلعی** رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 743ھ)، فرماتے ہیں:

"أما الـمُستَحبّ فأن يُصَلّي فِي ثَلاثَة أثـوَاب قَمِيص وَإزَار ورداء أو عِـمَـامَة كَـذَا ذكـر الفَقِيه أبُو جَعُفَر الهنداونی عَن أصُحَابنَا"

ترجمہ: مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑوں میں نماز پڑھے قمیص، ازار اور چادر یا **عمامہ** میں، ایسا ہی ابوجعفر ہندانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے اصحاب سے ذکر کیا ہے۔

(تحفۃ الفقہاء،باب مایستحب فی الصلاۃ،ج 1،ص146،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆بدائع الصنائع ،فصل مایستحب فی الصلوۃ،ج 1،ص219،دارالکتب العلمیہ، بیروت☆محیط برہانی،الفصل السادس فی التغنی والالحان،ج 1،ص377،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆تبیین الحقائق،باب ما یفسد الصلاۃ،ج1،ص162 ، المطبعۃ الکبری الامیریہ،القاہرہ)

علامہ مقدسی حنبلی (متوفی 968ھ) اور **علامہ بہوتی حنبلی** (متوفی 1051ھ) فرماتے ہیں:

"(وَيُسَنُّ لِرَجُلٍ وَالْإِمَامُ أَبْلَغُ) أَيْ: آكَدُ--- (أَنْ يُصَلِّيَ فِي ثَوْبَيْنِ مَعَ سَتْرِ رَأْسِهِ) بِعِمَامَةٍ وَمَا فِي مَعْنَاهُ، لِأَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَذَلِكَ يُصَلِّي"

ترجمہ: آدمی کے لیے اور امام کے لیے زیادہ مؤکد طور پر دو کپڑوں اور عمام وغیرہ سے سر کو ڈھانپ کر نماز پڑھنا سنت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے ہی نماز پڑھی ہے۔

(الاقناع فی فقہ الامام احمد بن حنبل،ج 1،ص88،دارالمعرفۃ،بیروت☆کشاف القناع فی متن الاقناع ملخصاً،باب ستر العورۃ واحکام اللباس،ج1،ص267،دارالکتب العلمیہ ، بیروت)

علامہ زکریا بن محمد انصاری شافعی (متوفی 926ھ) فرماتے ہیں:

"(وَ يُسْتَحَبُّ) لِلرَّجُلِ (أَنْ يَلْبَسَ لِلصَّلَاةِ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ وَيَتَقَمَّصَ وَيَتَعَمَّمَ)"

ترجمہ: آدمی کے لیے مستحب ہے کہ نماز کے لیے بہترین لباس پہنے، قمیص اور عمامہ پہنے۔

(اسنی المطالب فی شرح روض الطالب،الشرط السادس ترک الکلام،ج1،ص178،دارالکتاب الاسلامی،بیروت)

اس کے حاشیے "حاشیۃ الرملی الکبیر" میں عمامہ کے استحباب پر دلیل دیتے ہوئے لکھا ہے:

"((**عَنْ النَّبِيِّ** صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **أَنَّهُ قَالَ صَلَاةٌ بِعِمَامَةٍ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ صَلَاةً بِلَا عِمَامَةٍ**))"

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ عمامہ کے ساتھ نماز بلا عمامہ ستر نمازوں سے افضل ہے۔

(حاشیۃ الرملی الکبیر علی اسنی المطالب فی شرح روض الطالب،الشرط السادس ترک الکلام ، ج1،ص179،دارالکتاب الاسلامی،بیروت)

مذاہبِ فقہاء بالخصوص مذاہب اربعہ پر مشتمل مشہور کتاب الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

"لَا خِلَافَ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ فِي اسْتِحْبَابِ سَتْرِ الرَّأْسِ فِي الصَّلَاةِ لِلرَّجُلِ، بِعِمَامَةٍ وَمَا فِي مَعْنَاهَا، لِأَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَذَلِكَ يُصَلِّي"

ترجمہ: اس میں فقہاء کا اختلاف نہیں کہ نماز میں مرد کے لئے سر ڈھانپنا عمامہ کے ساتھ یا جو عمامہ کے معنی میں ہو مستحب ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر ڈھانپ کر ہی نماز پڑھتے تھے۔

(الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ،جلد22،صفحہ5،دارالسلاسل ،الکویت)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں**:"

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کریمہ نماز مع کلاہ وعمامہ ہے۔''

(فتاوی رضویہ،ج7،ص389،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''سرورعالم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ با عمامہ نماز پڑھائی اور کسی صحیح حدیث میں وارد نہیں کہ آپ نے بغیر عمامہ امامت فرمائی بلکہ عادت شریف اور خصلت منیف تھی کہ ہر حالت میں سفر وحضر، گھر کے اندر اور گھر کے باہر، نماز اور غیر نماز میں ۔۔۔عمامہ کو رشک ماہ ومہر فرماتے رہتے حتی وضو فرماتے وقت بھی عمامہ کو نہ توڑتے، نہ اسے سر منور سے اتار کر رکھتے، اس وجہ سے علماء نے عمامہ کو مطلقا خاص کر نماز میں سنت قرار دیا۔''

(کشف الغمامہ عن سنیۃ العمامہ،ص19،مطبع حنفیہ پٹنہ)

عبد القادر الکیلانی الاسکندرانی (متوفی 1362ھ) نے لکھا:

''فإن العمامة سنة من سنن الإسلام،وقد جاء فی التعمم أحادیث کثیرة''

ترجمہ: بے شک عمامہ اسلام کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے اور عمامہ باندھنے کے بارے میں کثیر احادیث آئی ہیں۔

(مجلة الحقائق،العمامة فی الاسلام،ج23،ص17)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے القاب میں سے ''صاحب التاج'' یعنی عمامہ والا ہونا بھی ہے۔ چنانچہ تاریخ الخمیس میں ہے:

''وأما ألقابه صلّی اللہ علیہ وسلم فکثیرة مثل صاحب البراق وصاحب التاج المراد بہ العمامة لان العمائم تیجان العرب''

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے القاب کثیر ہیں مثال کے طور پر صاحبِ براق (براق والا) اور صاحبِ تاج (تاج والا) اور تاج سے مراد عمامہ ہے کیونکہ عمامے عرب کے تاج ہیں۔

(تاریخ الخمیس،ذکر شمائلہ وصفاتہ،ج1،ص207،دارصادر،بیروت)

یہ بات شفاء شریف، مواہب اللدنیہ اور سبل الہدی وغیرہ کتب میں بھی

موجود ہے۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،فصل فی تشریف اللہ تعالیٰ، ج1،ص235،دارالفکر،بیروت☆المواہب اللدنیہ،الفصل الاول،ج1،ص472،المکتبة التوفیقیہ،القاہرہ☆سبل الہدی والرشاد فی سیرة خیر العباد،صاحب زمزم،ج1، ص478، دارالکتب العلمیہ،بیروت)

ننگے سر نماز پڑھنے کی ممانعت

حدیث مبارک میں ہے:

((کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یامر بستر الراس بالعمامة اوالقلنسوة و ینهی عن کشف الرأس فی الصلوة))

ترجمہ: حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں عمامہ یا ٹوپی سے ستر سر کا حکم دیا کرتے تھے اور نماز میں سر ننگا کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

(کشف الغمہ، جلد1،صفحہ85)

علامہ برہان الدین محمود بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 616ھ) فرماتے ہیں:

''وکان یروی:أنہ لو صلی مکشوف الرأس، وهو یجد ما یستتر بہ الرأس؛ إن کان تهاوناً بالصلاة یکره''

ترجمہ: مروی ہے کہ اگر کسی نے سر ڈھانپنے والی چیز کے میسر آنے کے باوجود ننگے سر نماز پڑھی اگر یہ سستی اور لاپروائی کی وجہ سے ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔

(محیط برہانی،الفصل الرابع فی الصلاة،ج5،ص310،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

علامہ شمس الدین تمرتاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وَصَلَاتُهُ حَاسِرًا رَأْسَهُ لِلتَّكَاسُلِ''

ترجمہ: ننگے سر نماز پڑھنا سستی کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے۔

(تنویر الابصار مع ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ،

جلد1،صفحہ641،دارالفکر،بیروت)

بحرالرائق میں ہے:

''وَكَـذَا مَكْشُوفُ الرَّأْسِ لِلتَّهَاوُنِ وَالتَّكَاسُل'' ترجمہ:ایسے ہی لاپروائی اور سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

(بحرالرائق،تغمیض عینیه فی الصلاة،ج2،ص27،دارالکتاب الاسلامی،بیروت)

مراقی الفلاح میں ہے:

''تکرہ وھو "مکشوف الرأس" تکاسلا لترك الوقار'' ترجمہ:سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں ترکِ وقار ہے۔

(مراقی الفلاح،فصل فی المکروہات،ج1،ص359،دارالکتب العلمیه،بیروت)

بعض فقہائے کرام نے ننگے سر نماز پڑھنے کی تین قسمیں بیان کی ہیں:اگر سستی کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے اور معاذ اللہ نماز کو بے قدر اور ہلکا سمجھ کر ہو تو کفر اور بہ نیت تواضع وعاجزی ہو تو جائز ہے۔عمدۃ المتاخرین علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''(وَصَلَاتُهُ حَاسِرًا) أَيْ كَاشِفًا (رَأْسَهُ لِلتَّكَاسُلِ) وَلَا بَأْسَ بِهِ لِلتَّذَلُّلِ، وَأَمَّا لِلْإِهَانَةِ بِهَا فَكُفْرٌ'' ترجمہ:ننگے سر نماز پڑھنا سستی کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے اور تواضع وعاجزی کے طور پر ہو تو کوئی حرج نہیں اور نماز کی اہانت کے طور پر ہو تو کفر ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار،کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ، جلد1،صفحہ 641 ، دارالفکر،بیروت)

مخالفین کے اکابر:

میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد لکھتا ہے:''ٹوپی وعمامہ سے نماز پڑھنا اولیٰ ہے کیونکہ یہ امر مسنون ہے۔''

(فتاوی نذیریہ،جلد1،ص240)

غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے''نماز کا مسنون طریقہ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بالدوام ثابت ہے یعنی بدن پر کپڑا اور سر ڈھکا ہوا، پگڑی یا ٹوپی سے۔''

(فتاوی ثنائیہ،جلد1،ص525)

ایک اور غیر مقلد مولوی نے لکھا ہے''الحمد للہ! اہل حدیث حضرات نے کسی کے سر ننگے نہیں کروائے۔ہم تو مرد کے لئے سر ڈھانپنے کو مستحسن عمل جانتے ہیں۔''

(تحفہ احناف بجواب تحفہ اہل حدیث،صفحہ50،مکتبہ دفاعِ کتاب وسنت،لاہور)

قاضی شوکانی نے لکھا ہے:

''وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى اسْتِحْبَابِ لُبْسِ الْعِمَامَةِ'' ترجمہ:حدیث پاک عمامے کے پہننے کے استحباب پر دلالت کرتی ہے۔

(نیل الاوطار،باب ماجاء فی لبس القمیص والعمامہ،ج2،ص126،دارالحدیث،مصر)

سوال:بعض غیر مقلد ننگے سر نماز پڑھنے پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ صحیح بخاری میں ہے:

((صَلَّى جَابِرٌ فِي إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهُ مَوْضُوعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ، قَالَ لَهُ قَائِلٌ:تُصَلِّي فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ؟ فَقَالَ:إِنَّمَا صَنَعْتُ ذَلِكَ لِيَرَانِي أَحْمَقُ مِثْلُكَ وَأَيُّنَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ:حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی تہبند میں نماز پڑھی جس کو گردن کے پیچھے سے گرہ لگا رکھی تھی، حالانکہ ان کے کپڑے پیچھے کھونٹی پر لٹک رہے تھے۔اس پر کسی نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ آپ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے ہیں،تو انہوں نے جواب میں فرمایا:ہاں میں نے ایسا اس لئے کیا کہ تیرے جیسا احمق مجھے دیکھ لے،کیونکہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم میں سے کون تھا جس کے پاس دو کپڑے تھے۔

(صحیح بخاری، باب عقد الازار علی القفافی الصلاۃ، ج1، ص80، دارطوق النجاۃ)

جواب: جو دلیل سوال میں پیش کی گئی ہے:

اولاً: اس روایت میں سر پر کپڑا یا پگڑی نہ باندھنے کا ذکر سرے سے ہے ہی نہیں۔

ثانیاً: دوسری بات یہ کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کام بیان جواز کے لئے تھا۔ یعنی یہ بتلانا مقصود تھا کہ ایک ایسے کپڑے میں جس میں ستر چھپ جائے بامر مجبوری نماز ہو جاتی ہے۔ اس سے ان کی مراد کپڑا ہونے کے باوجود سر پر عمامہ نہ باندھنے کی ہرگز نہیں تھی۔ اس حدیث پاک کے تحت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”فَكَأَنَّهُ قَالَ صَنَعْتُهُ عَمْدًا لِبَيَانِ الْجَوَازِ“ ترجمہ: گویا کہ انہوں نے فرمایا: میں نے بیانِ جواز کے لیے قصداً ایسا کیا ہے۔

(فتح الباری، باب عقد الازار علی القفافی الصلاۃ، ج1، ص467، دارالمعرفہ، بیروت)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں:

”الْغَرَض بَيَان جَوَاز ذَلِك الْفِعْل“ ترجمہ: ان کی غرض اس فعل کا جواز بیان کرنا تھی۔

(عمدۃ القاری، باب عقد الازار علی القفافی الصلاۃ، ج4، ص57، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ثالثاً: تیسری بات یہ ہے کہ اس روایت پر تو غیر مقلدین کا خود بھی عمل نہیں بلکہ وہ اس روایت کا بالکل ہی الٹ کرتے ہیں۔ کیونکہ نہ تو وہ ایک کپڑا لے کر گردن سے باندھتے ہیں اور نہ ہی کپڑے اتار کر کھونٹی پر لٹکاتے ہیں۔ بہر حال اس روایت

سے ننگے سر استدلال کرنا کسی جاہل اور بے وقوف ہی کا کام ہو سکتا ہے، آج تک کسی محدث، مفسر اور مجتہد نے اس روایت یا اس جیسی روایات سے ننگے سر نماز پڑھنا نہیں لیا۔

بہر حال ماقبل میں احادیث موجود ہیں کہ عمامہ باندھنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام کی سنت ہے، فرشتوں کا شعار اور طریقہ ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ باندھنے کی ترغیب دلائی ہے، اسے اسلام کی علامت قرار دیا ہے۔ علماء نے عمامہ سر پر رکھنے کو سنت فرمایا ہے، کسی نے بھی ننگے سر رہنے کو سنت نہیں کہا۔

رابعاً: غیر مقلدین کو چاہیے کہ اپنی مسجدوں میں کپڑے لٹکانے والی کھونٹیاں لگا لیں اور جب مسجد میں آئیں تو امام و مقتدی سب کپڑے اتار کر ایک چادر سے تہبند باندھ کر حدیثِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پورا پورا عمل کیا کریں۔

باب سوم: عمامہ کے رنگ

کون سے رنگ سے سنت ادا ہوگی

سوال: کون سے رنگ کا عمامہ باندھنے سے عمامہ باندھنے کی سنت ادا ہو جائے گی؟

جواب: کسی بھی رنگ کا عمامہ پہننے سے سنتِ عمامہ ادا ہوجائے گی۔
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مختلف رنگ کے عمامے باندھنا ثابت ہے جیسا کہ آگے بالتفصیل آرہا ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مختلف رنگوں کے عمامے باندھنا ثابت ہے جیسا کہ حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ کی روایت میں ہے:

((أَدْرَكْتُ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ يَعْتَمُّونَ بِعَمَائِمَ كَرَابِيسَ سُودٍ، وَبِيضٍ، وَحُمْرٍ، وَخُضْرٍ، وَصُفْرٍ))

ترجمہ: سلیمان بن ابی عبد اللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے پہلے مہاجر صحابہ علیہم الرضوان کو سوتی سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ کے عمامے باندھتے پایا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس والزینۃ، جلد6، صفحہ48، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

وَكَفٰى بِهِمْ قُدْوَةً فِي الدِّيْنِ ترجمہ: اوران کا دین میں پیشوا ہونا دلیل کافی ہے۔

اور عمامہ کی ترغیب اور فضائل میں وارد احادیث مطلق ہیں یعنی ان میں کسی فضیلت کو کسی خاص رنگ کے ساتھ مقید نہیں کیا کہ فلاں رنگ کا عمامہ پہنو گے تو ہی یہ فضیلت حاصل ہوگی۔

نیز علماء وفقہاء نے بھی سنتِ عمامہ کی ادائیگی کو کسی خاص رنگ میں منحصر نہیں

کیا۔لہٰذا کسی بھی رنگ کا عمامہ باندھنے سے سنت عمامہ ادا ہو جائے گی اور عمامہ باندھنے والا احادیث میں مروی فضائل کا مستحق قرار پائے گا۔

کون کون سے رنگ ثابت ہیں

سوال: کون کون سے رنگ کا عمامہ باندھنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟

جواب: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درج ذیل رنگوں کا عمامہ باندھنا ثابت ہے: (1) سفید (2) سیاہ (3) سبز (4) زرد (5) سرخ دھاری دار۔

الاصابہ فی معرفۃ الصحابۃ میں ہے:

((خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مُسْتَكِفُّوْنَ يَتَخَبَّرُوْنَ عَنْهُ فَخَرَجَ مُشْتَمِلاً طَرَحَ طَرَحَيْ ثَوْبَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ عَاصِبًا رَأْسَهٗ بِعِصَابَةٍ بَيْضَاءَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَثَابَ النَّاسُ اِلَيْهِ حَتّٰى اِمْتَلَاَ الْمَسْجِدُ))

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باہر تشریف لائے جبکہ لوگ زیارت کے لئے جمع تھے اور آپ کے متعلق پوچھ رہے تھے، پس رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لپٹے ہوئے اپنے کپڑے کے دونوں کنارے اپنے کندھے پہ ڈالے اپنا سر اقدس سفید عمامہ سے لپیٹے باہر تشریف لائے، پس آپ منبر پر کھڑے ہو گئے اور لوگ آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے یہاں تک کہ مسجد بھر گئی۔

(الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ،ج3،ص70)

الفائق میں ہے "اُلْعِصَابَةُ الْعِمَامَةُ" عصابہ کا معنی عمامہ ہے۔

(الفائق فی غریب الحدیث والاثر ،ج1،ص81،دارالمعرفۃ،لبنان)

صحیح بخاری میں ہے:

((صَعِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ المِنْبَرَ، وَکَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَہُ مُتَعَطِّفًا مِلْحَفَۃً عَلَی مَنْکِبَیْہِ، قَدْ عَصَبَ رَأْسَہُ بِعِصَابَۃٍ دَسِمَۃٍ))

ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ منبر پر چڑھے اور وہ آخری مجلس تھی جس میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف فرما ہوئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنے شانوں پر لحاف اوڑھے ہوئے جبکہ اپنے سر پر سیاہ عمامہ لپیٹے ہوئے تھے۔

(صحیح بخاری ،بابمن قال فی الخطبة بعد الثناء اما،ج2،ص11،دارطوق النجاة)

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

''وَقَالَ ابْن دُرَیْد:الدسمة غبرة فِیهَا سَواد، والعصابة:الْعِمَامَة، سمیت عِصَابَة لِأَنَّهَا تعصب الرَّأْس أَی:تربطه''

ترجمہ:ابن دید نے کہا:دسمہ سے مراد ایسا مٹیالا رنگ جس میں سیاہی ہو اور عصابہ کا معنی عمامہ ہے،اسے عصابہ اس لیے نام دیا گیا کیونکہ اسے سر کے اردگرد باندھتے ہیں۔

(عمدة القاری،باب القعدة بین الخطبتین یوم الجمعة،ج6،ص228،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

دسمہ کا معنی سیاہ ہے۔

(الفائق فی غریب الحدیث والاثر ،ج1،ص187،دارال معرفة،بیروت)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((انَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ، وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ))

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ والے دن مکۃ المکرّمہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

(صحیح مسلم،باب جواز دخول مکة بغیر احرام،ج 2،ص990،داراحیاء التراث العربی،بیروت☆جامع الترمذی،باب ماجاء فی العمامة السوداء،ج 3،ص277،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی مشہور تصنیف ''ضیاء القلوب فی

لباس المحبوب'' میں فرماتے ہیں:

''دستار مبارك آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اکثر اوقات سفید بود و گاهے سیاہ و احیانا سبز''

ترجمہ: سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا عمامہ شریف اکثر اوقات سفید ہوتا تھا،کبھی کبھی سیاہ اور کبھی کبھی سبز ہوتا تھا۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب مع خلاصة الفتاوی،جلد3،صفحہ153، مکتبہ حبیبیہ ،کوئٹہ)

فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مرضه الذی توفّی فیه، وعلی رأسه عصابة صفراء))

ترجمہ:میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرضِ وفات میں حاضر خدمت ہوا،آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک پر زرد رنگ کا عمامہ تھا۔

(الشمائل المحمدیه للترمذی،باب ماجاء فی اتکاء رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ج1،ص93،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

تاریخ مدینہ للدمشق میں ہے:

((خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ قَمِیْصٌ اَصْفَرُ وَرِدَاءٌ اَصْفَرُ وَعِمَامَۃٌ صَفْرَاءُ))

ترجمہ:رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہماری طرف باہر تشریف لائے جبکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر زرد قمیص،زرد چادر اور زرد عمامہ تھا۔

(تاریخ مدینه للد مشق ، ج34 ،ص385)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ قِطْرِیَّۃٌ، فَأَدْخَلَ یَدَہُ مِنْ

ترجمہ:میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو وضو کرتے دیکھا جبکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر قطری عمامہ تھا پس آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنا دستِ

تَحْتِ الْعِمَامَةِ، فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ، وَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ)) مبارک عمامہ کے نیچے سے داخل کر کے اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا اور عمامہ کو کھولا نہیں۔

(ابوداؤد، باب المسح علی العمامہ، ج 1، ص 36، المکتبة العصریہ، بیروت ☆ابن ماجہ، باب ماجاء فی المسح علی العمامہ، ج 1، ص 187، داراحیاء الکتب العربیہ، حلب ☆المستدرك علی الصحیحین، واما حدیث عائشة، ج 1، ص 275، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اور قطری کپڑا سرخی والے دھاری دار کپڑے کو کہا جاتا ہے جیسا کہ علامہ ابن الاثیر ثوبِ قطری کے بارے میں فرماتے ہیں:

"هُوَ ضَرْبٌ مِّنَ الْبُرُوْدِ فِيْهِ حُمْرَةٌ وَلَهَا اَعْلَامٌ فِيْهَا بَعْضُ الْخُشُوْنَةِ" ترجمہ: وہ دھاری دار کپڑوں کی ایک قسم ہے جس میں سرخی ہوتی ہے اور ان پر نقوش ہوتے ہیں اور قدرے کھردرا ہوتا ہے۔

(النہایة فی غریب الأثر، قطرب، ج 4، ص 80، المکتبة العلمیہ، بیروت)

سوال: فتح مکہ والے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کالا عمامہ سجایا تھا، اس میں کیا حکمت تھی؟

جواب: اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ محمد علی بن محمد البکری (متوفی 1057ھ) فرماتے ہیں:

"ولبسه العمامة السوداء يومئذ إشارة إلى أن هذا الدين لا يتغير كالسواد بخلاف سائر الألوان" ترجمہ: فتح مکہ والے دن سیاہ رنگ کا عمامہ پہننے میں حکمت یہ تھی کہ اس طرف اشارہ ہو جائے کہ یہ دین متغیر ہونے والا نہیں جیسا کہ کالا رنگ تبدیل نہیں ہوتا، باقی رنگ اس کے برعکس ہیں۔

(دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، باب استحباب الثوب الابیض، ج 5، ص 263، دارالمعرفہ، بیروت)

ممنوع رنگ

سوال: کیا عمامہ میں کوئی رنگ منع بھی ہے؟

جواب: مرد کو کُسم سے رنگا ہوئے سرخ اور کیسر (زعفران) کے رنگا ہوا زرد رنگ کا عمامہ باندھنا ممنوع ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

((إن هذه من ثياب الكفار فلا تلبسها" وفي حديث: بل احرقهما)) ترجمہ: یہ کافروں کے کپڑے ہیں تم انہیں مت پہنو۔ بلکہ انہیں جلا دو۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن لبس الرجل، جلد 3، صفحہ 1647، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

درمختار میں ہے:

"(وكره لبس المعصفر والمزعفر الأحمر والأصفر للرجال) مفاده أنه لا يكره للنساء (ولا بأس بسائر الألوان)" ترجمہ: کسم یا کیسر (زعفران) سے رنگے ہوئے سرخ و زرد رنگ کے کپڑے پہننا مرد کو مکروہ ہیں۔ اس کا مفاد یہ ہے کہ عورتوں کے لئے یہ دونوں ممنوع نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ بقیہ سارے رنگوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(درمختار، الحظر و الاباحت، فصل فی اللبس، جلد 6، صفحہ 358، دار الفکر، بیروت)

(کسم ایک قسم کا پھول ہے جس سے انتہائی سرخ قسم کا رنگ حاصل ہوتا ہے اور پھر اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔ کیسر بھی ایک قسم کا پھول ہے جس سے زرد رنگ حاصل ہوتا ہے۔ اس کو زعفران بھی کہتے ہیں، فیروز اللغات)

بہارِ شریعت میں ہے "کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے گہرا

رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم ہے۔عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں،ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد، سرخ، دھانی ،بسنتی، چمپئی، نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں۔اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے،خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے۔

اور یہ ممانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے تشبہ ہوتا ہے اس وجہ سے ممانعت ہے،لہٰذا اگر یہ علت نہ ہو تو ممانعت بھی نہ ہوگی،مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ عمامہ رنگا جا سکتا ہے اور کرتہ پاجامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اوڑھیں تو اس میں زنانہ پن ظاہر ہوتا ہے تو عمامہ کو جائز کہا جائے گا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ۔

(بہار شریعت، حصہ16، ص415,416، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

باب چہارم: سبز عمامہ کا ثبوت

سوال: سبز رنگ کا عمامہ باندھنا کہاں سے ثابت ہے؟ دلائل کے ساتھ بیان فرمائیں۔

جواب: سبز عمامہ باندھنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور فرشتوں سے ثابت ہے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سبز عمامہ کا ثبوت

محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی مشہور تصنیف "ضیاء القلوب فی لباس المحبوب" میں فرماتے ہیں:

"دستار مبارك آنحضرت صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم اكثر اوقات سفید بود و گاهے سیاه و احیانا سبز"

ترجمہ: سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا عمامہ شریف اکثر اوقات سفید ہوتا تھا اور کبھی کبھی سیاہ و سبز ہوتا تھا۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب، جلد3، صفحہ153، مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ)

دیوبندی محقق و شارح ترمذی محمد سعید پالن پوری کے افادات پر مرتب کتاب تحفۃ الالمعی شرح سنن ترمذی میں مرقوم ہے کہ پگڑی کسی بھی رنگ کی باندھنا جائز ہے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیاہ پگڑی بھی باندھی ہے اور ہری (سبز) بھی اور سفید بھی، پس لال پگڑی تو مناسب نہیں باقی جس رنگ کی چاہے باندھ سکتا ہے۔

(تحفۃ الالمعی شرح سنن ترمذی، 5، ص70، مطبوعہ کراچی)

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سبز رنگ کا عمامہ پہنا اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بادشاہی مسجد لاہور میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف منسوب جو عمامہ رکھا ہے اس کا رنگ بھی سبز ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے سبز عمامہ کا ثبوت

امام بخاری و مسلم علیہما الرحمہ کے استاد حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ اولین مہاجر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں:

((عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: اَدْرَكْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ يَعْتَمُّوْنَ بِعَمَائِمَ كَرَابِيْسَ سُوْدٍ، وَبِيْضٍ، وَحُمْرٍ، وَخُضْرٍ، وَصُفْرٍ))

ترجمہ: حضرت سلیمان بن ابو عبد اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے اولین مہاجر صحابہ علیہم الرضوان کو سوتی سیاہ، سفید، سرخ، سبز، زرد رنگ کے عمامے باندھتے پایا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس والزینۃ، جلد6، صفحہ48، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

مسند اسحاق بن راہویہ میں یہ روایت اس طرح ہے:

((عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَدْرَكْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ يَعْتَمُّوْنَ بِعَمَائِمَ كَرَابِيْسَ حُمْرٍ وَسُوْدٍ وَخُضْرٍ وَصُفْرٍ))

ترجمہ: حضرت سلیمان بن ابی عبد اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے مہاجرین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سرخ، سیاہ، سبز اور زرد سوتی عمامے باندھتے پایا۔

(مسند اسحاق بن راہویہ، مایروی عن الاسود بن یزید عن عائشہ، ج3، ص882، مکتبۃ الایمان، مدینہ منورہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ))

ترجمہ: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تو ان میں سے تم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

(مشکوٰۃ، ص554، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اولین مہاجر صحابہ کرام علیہم الرضوان میں خلفاء راشدین بھی ہیں ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ))

ترجمہ: تم پر میری اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے، اسے دانتوں سے اچھی طرح مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔

(سنن ابی داود، ج2، ص279، آفتاب عالم پریس، لاہور)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ اَصْحَابِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ))

ترجمہ: لوگو! تم میرے بعد میرے صحابہ ابوبکر و عمر کی اقتداء کرنا۔

(جامع ترمذی، ج2، ص207، امین کمپنی، دہلی)

فرشتوں سے سبز عمامہ کا ثبوت

تفسیر بغوی، تفسیر خازن اور شرح البخاری للسفیری میں ہے حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں:

((كَانَتْ سِيْمَا الْمَلَائِكَةِ يَوْمَ بَدْرٍ عَمَائِمَ بِيْضٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ عَمَائِمَ خُضْرٍ))

ترجمہ: یوم بدر ملائکہ کی نشانی سفید عمامے اور حنین کے دن سبز عمامے تھے۔

(تفسیر بغوی، فی التفسیر سورۃ الانفال، سورت 8، آیت 9، ج2، ص273، داراحیاء التراث العربی، بیروت ☆ تفسیر خازن، فی التفسیر سورۃ الانفال، سورت 8، آیت 9، ج2، ص296، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ شرح البخاری للسفیری، المجلس العشرون، ج1، ص425، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

شیخ محقق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "جبریل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ اور میکائیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ انسانی شکل و صورت میں ابلق گھوڑوں پر سوار اترے اس وقت ان کے جسموں پر سفید لباس اور ان کے سروں پر سفید عمامے اور روزِ حنین سبز عمامے تھے۔"

(مدارج النبوہ فارسی، ج2، ص93)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سبز عمامہ کا ثبوت

الحدیقۃ الندیہ میں ہے:

"ثُمَّ یَھْبِطُ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلَی الْاَرْضِ وَھُوَ مُتَعَمِّمٌ بِعِمَامَۃٍ خَضْرَاءَ"

ترجمہ: پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس حال میں زمین پر اتریں گے کہ آپ سبز رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے ہوں گے۔

(الحدیقۃالندیۃ،الباب الثانی،ج1،ص273،مکتبہ النوریہ الرضویہ ،لاہور)

عقد الدرر فی اخبار المنتظر میں ہے کہ:

"ثُمَّ یَامُرُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ جِبْرِیْلَ اَنْ یُّھْبِطَ بِعِیْسٰی عَلَیْہِمَا السَّلَامُ اِلَی الْاَرْضِ وَھُوَ فِی السَّمَاءِ الثَّانِیَۃِ فَیَاْتِیْہِ فَیَقُوْلُ :یَا رُوْحَ اللّٰہِ وَکَلِمَتَہٗ رَبُّکَ یَاْمُرُکَ بِالنُّزُوْلِ اِلَی الْاَرْضِ فَیَنْزِلُ وَمَعَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفاً مِّنَ الْمَلَائِکَۃِ وَھُوَ بِعِمَامَۃٍ خَضْرَاءَ"

ترجمہ: پھر اللہ عزوجل جناب جبریل کو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارنے کا حکم فرمائے گا اور آپ دوسرے آسمان پر ہیں ،پس جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آکر عرض کریں گے :اے روح اللہ اور کلمۃ اللہ! آپ کا پروردگار آپ کو زمین کی طرف اترنے کا حکم فرماتا ہے ،پس آپ علیہ السلام اس حال میں نزول فرمائیں گے کہ آپ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہونگے اور آپ سبز عمامہ پہنے ہونگے۔

(عقد الدرر فی اخبار المنتظر ،الفصل الثانی فی ماجاء من الاثار،ج1،ص342،مکتبۃ المنار،اردن)

فیض القدیر شرح جامع الصغیر میں ہے کہ:

"ثُمَّ یَھْبِطُ بِعِیْسٰی اِلَی الْاَرْضِ وَھُوَ مُتَعَمِّمٌ بِعِمَامَۃٍ خَضْرَاءَ مُتَقَلِّدٌ بِسَیْفٍ رَاکِبٌ عَلٰی فَرَسِہٖ"

ترجمہ: پھر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام زمین کی جانب اتریں گے جبکہ آپ سبز عمامہ پہنے، گلے میں تلوار لٹکائے اپنے گھوڑے پر سوار ہونگے۔

(فیض القدیر،ج3،ص537،المکتبۃ التجاریۃ الکبری،مصر)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سبز عمامہ کا ثبوت

دیوبندی محقق ومؤرخ معین الدین ندوی نے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوکہ تابعی ہیں کے بارے میں لکھا ہے"عمامہ آپ کا سفید ہوتا تھا زعفرانی رنگ زیادہ پسند خاطر تھا،کبھی کبھی سبز بھی استعمال کرتے تھے۔" (تابعین ،ص365)

سبز عمامہ کے مخالفین کے اکابرین سے سبز عمامہ کا ثبوت

دیوبندی اکابر کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کے حصول کا طریقہ یوں بیان کیا ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمالِ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے ،اور الصلوۃ والسلام علیك یارسول اللہ کی داہنے اور الصلوۃ والسلام علیك یانبی اللہ کی بائیں اور الصلوۃ والسلام علیك یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے......ان شاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔

(ضیاء القلوب مشمولہ کلیات امدادیہ ،ص61،مطبوعہ کراچی)

مدرسہ دیوبند میں سبز عمامہ سے دستار بندی

دیوبندی ترجمان ماہنامہ الرشید کے دارالعلوم نمبر میں مرقوم ہے کہ ۱۲۹۰ھ

/۱۸۷۳ء سے انتظامیہ نے دستار بندی اور عطائے سند کا سلسلہ شروع کر دیا۔
دارالعلوم کے سرپرست اعلیٰ فارغ التحصیل طلبہ کے سر پر اپنے ہاتھ سے سبز دستار باندھتے اور سند عطا فرماتے۔ (ماہنامہ الرشید دار العوم دیو بند نمبر،ص551)

انور شاہ کشمیری کا سبز عمامہ

دیو بندیوں کے محدث العصر انور شاہ کشمیری کے متعلق ان کی سوانح میں مرقوم ہے کہ اس حسین اور پرکشش جسم پر جب موسم سرما آتا سبز عمامہ زیب سر اور سبز قبا زیب بدن کرتے تو ایک فرشتہ انسانوں کی اس دنیا میں چلتا پھرتا نظر آتا۔

(حیات کشمیری "نقش دوام "ص75)

خلیل احمد انبیٹھوی کا سبز عمامہ باندھنا

دیو بندیوں کے محدث خلیل احمد انبیٹھوی کے متعلق دیو بندی محقق و مؤرخ عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے کہ عمامہ حضرت متوسط طول کا باندھتے تھے مگر نہایت خوبصورت شملہ دوسوا دو بالشت پیچھے چھوڑتے اور اکثر مشروع بھاگلپوری کا سبز یا کاہی ہوتا تھا ہمیشہ آپ کھڑے ہو کر عمامہ باندھتے۔ (تذکرۃ الخلیل ،ص362)

حسین احمد مدنی کی سبز عمامہ سے دستار بندی

دیو بندی مذہب کا شیخ الاسلام حسین احمد مدنی خود اپنے متعلق لکھتا ہے کہ مجھ کو ایک عمامہ سبز حسبِ اصولِ مدرسہ (دیو بند) از دست حضرت شیخ الھند بندھوایا گیا۔

(نقش حیات ،ج1 ،ص147)

نوٹ: مخالفین کے اکابرین سے سبز عمامہ کا ثبوت مولانا کاشف اقبال مدنی کے مضمون بنام "سبز عمامہ کا جواز اور دیو بندی کذاب" سے لیا گیا ہے مزید تفصیلات کے لئے رسالہ کلمۂ حق شمارہ 2 اور 4 سے موصوف کے مضمون کا مطالعہ فرمائیں۔

سبز لباس سے سبز عمامہ کا ثبوت

عمامہ لباس کا حصہ ہے اسی وجہ سے محدثین عمامہ کے متعلق احادیث اور فقہاء

عمامہ کے احکام کتاب اللباس میں ذکر کرتے ہیں۔
شیخ محقق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"بدانکہ لباس مصدر ست بمعنی ملبوس چنانچہ کتاب بمعنی مکتوب واسم لباس شامل ست بدستار و پیراھن وجبہ و کلاہ و رداء و ازار وغیرہ وآنچہ در پوشش بیاید"

ترجمہ: جان لو کہ لباس مصدر بمعنی ملبوس کے ہے جیسا کہ کتاب بمعنی مکتوب اور لباس کا اسم دستار (یعنی عمامہ)، پیراہن، جبہ، ٹوپی، چادر اور ازار وغیرہ جو کچھ پہننے میں آئے سب کو شامل ہے۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس ،ص36،دار احیاء العلوم،باب المدینہ کراچی)

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیراہنِ اقدس (لباس) میں کیا کیا کپڑے ہیں؟ تو جواباً آپ نے ارشاد فرمایا: "ردا (یعنی چادر)، تہبند، عمامہ، یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیص اور ٹوپی، پاجامہ ایک بار خریدنا لکھا ہے۔ پہننے کی روایت نہیں۔"

(الملفوظات،حصہ سوم ،ص342،مکتبۃ المدینہ ،باب المدینہ کراچی)

اور سبز لباس کا پسندیدہ ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

اھل جنت کا لباس سبز ھوگا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز کپڑے کریب اور قنادیز کے پہنیں گے۔

(پ15 ،سورۃ الکھف،آیت31)

امام قرطبی علیہ الرحمۃ **اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:**

''وَخُصَّ الْأَخْضَرُ بِالذِّكْرِ لِأَنَّهُ الْمُوَافِقُ لِلْبَصَرِ''

ترجمہ: اور سبز رنگ کا خصوصی طور پر اس لیے ذکر فرمایا گیا کہ وہ بینائی کے زیادہ موافق ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن، ج10، ص397، دارالکتب المصریہ، القاہرہ)

دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿**عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ**﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ان کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قنادیز کے۔

(پ29، سورۃ الدھر، آیت21)

امام ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ **اس آیت پاک کے تحت لکھتے ہیں:**

''أَيْ: لِبَاسُ أَهْلِ الْجَنَّةِ''

یعنی آیت میں مذکور سبز رنگ کے کپڑے اہلِ جنت کا لباس ہوں گے۔

(تفسیر ابنِ کثیر، سورۃ الدہر، ج8، ص293، دار طیبہ للنشر والتوزیع، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **نے ارشاد فرمایا:**

((**أَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلَى عُرْيٍ كَسَاهُ اللَّهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ**))

ترجمہ: کوئی بھی مسلمان شخص کسی مسلمان بھائی کو ننگے ہونے کی وجہ سے کپڑے پہنائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے سبز لباس پہنائے گا۔

(ابوداؤد، باب فی فضل سقی الماء، ج2، ص130، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ رنگ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ **سے روایت ہے، فرماتے ہیں:**

((**كَانَ أَحَبُّ الْأَلْوَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ** صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **الْخُضْرَةَ**))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کو سب رنگوں میں سے سبز رنگ زیادہ پسند تھا۔**

(المعجم الاوسط للطبرانی، من اسمہ محمد، ج 6، ص39، دارالحرمین، القاہرہ☆الطب النبوی لابی

نعیم، باب ذکر الالوان، ج1، ص312، دارابن حزم)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ **لکھتے ہیں:**

''**وَقَدْ وَرَدَ: أَنَّهُ كَانَ أَحَبُّ الْأَلْوَانِ إِلَيْهِ الْخُضْرَةَ عَلَى مَا فِي رِوَايَةِ الطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ**''

ترجمہ: تحقیق وارد ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کو تمام رنگوں میں سے سبز رنگ زیادہ پسند تھا اس روایت کے مطابق جو امام طبرانی نے المعجم الاوسط میں نقل کی ہے۔**

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، ج7، ص2763، دارالفکر، بیروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ **فرماتے ہیں کہ رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **وسلم کو سبز رنگ بہت ہی زیادہ پسند تھا۔**

(تفسیر مظہری، ج2، ص33☆مرقاۃ المفاتیح، ج4 ص415)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **لکھتے ہیں کہ آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم **کو سفید رنگ کے بعد سبز رنگ بہت زیادہ پسند تھا۔** (شرح السعادۃ، ص431)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما **سے روایت ہے، فرماتے ہیں:**

((**أن النبي** صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **كان يحب أن ينظر إلى الخضرة**))

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **سبزے (سبز رنگ) کی طرف نگاہ کرنے کو محبوب رکھتے تھے۔**

(الطب النبوی لابی نعیم، باب اختیار المجالس التی تنفسح، ج1، ص248، دارابن حزم)

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ **نے یہ روایت اس طرح نقل کی ہے:**

((**أن النبي** صلی اللہ علیہ وسلم **كان يحب أن ينظر إلى الخضرة وإلى الماء الجاري**))

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **سبزے (سبز رنگ) اور جاری پانی کی طرف نظر کرنے کو محبوب رکھتے تھے۔**

(احیاء علوم الدین، بیان حقیقۃ المحبۃ واسبابہا، ج4، ص298، دارالمعرفۃ، بیروت)

ایک اور روایت نقل کرتے ہیں:

((کان یعجبہ الخضرۃ والماء الجاری)) ترجمہ: سبزا(سبز رنگ) اور جاری پانی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند تھا۔

(احیاء علوم الدین،بیان حقیقۃ المحبۃ واسبابہا،ج4،ص298،دارالمعرفۃ،بیروت)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((قال رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم:النظر فی الخضرۃ یزید فی البصر والنظر فی الماء یزید فی البصر والنظر إلی الوجہ الحسن یزید فی البصر)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سبزے(سبز رنگ) کی طرف نگاہ کرنا بصارت میں اضافہ کرتا ہے، پانی میں دیکھنا بصارت میں اضافہ کرتا ہے اور وجہ حسن کی طرف دیکھنا بصارت میں اضافہ کرتا ہے۔

(الطب النبوی لابی نعیم،باب اختیار المجالس التی تنفسح،ج1،ص249،دارابن حزم)

حضرت محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں''سبز رنگ کی طرف نظر کرنا بینائی کو زیادہ کرتا ہے۔'' (ضیاء القلوب،ص3)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سبز چادر زیب تن فرمانا

حضرت ابو رِمْثَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((رَأَیْتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں پہنے ہوئے دیکھا۔

(جامع ترمذی،باب ماجاء فی الثوب الاخضر،ج4،ص416،دارالغرب الاسلامی،بیروت☆سنن ابی داؤد ،باب فی الخضرۃ،ج4 ،ص52،المکتبۃ العصریہ،بیروت☆سنن نسائی ، الزینۃ للخطبۃ للعیدین،ج 3 ،ص185، مکتب المطبوعات الاسلامیہ،حلب☆مشکوۃ المصابیح ،ج2،ص1248،المکتب الاسلامی،بیروت☆مصابیح السنۃ،ج 3، ص202☆شرح السنۃ

،ج12،ص21☆مسند احمد بن حنبل،حدیث ابی رمثہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ،ج11،ص687،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت)

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

((خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سبز کپڑے پہنے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔

(سنن نسائی ،لبس الخضر من الثیاب،ج8،ص204،مکتب المطبوعات الاسلامیہ،حلب☆مسند احمد بن حنبل،حدیث ابی رمثہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ،ج11،ص684،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب لباس

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((کَانَ أَحَبُّ الثِّیَابِ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنْ یَلْبَسَہَا الحِبَرَۃَ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب ترین لباس یہ تھا کہ آپ حبرہ زیب تن فرمائیں۔

(صحیح بخاری،باب البرود والحبرۃ والشملۃ ،ج7 ،ص147،دارطوق النجاۃ)

بخاری شریف کے حاشیہ میں امام داؤدی نے حبرہ کا رنگ اور اس کی وجہ محبوبیت یوں بیان کی ہے کہ حبرہ کا رنگ سبز تھا اور محبوب اس لئے کہ یہ اہل جنت کا لباس ہے۔ (صحیح بخاری،حاشیہ،ج2،ص865)

عظیم محدث علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں:

''قِیلَ لِکَوْنِہَا خَضْرَاءَ وَہِیَ مِنْ ثِیَابِ أَہْلِ الْجَنَّۃِ'' ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کپڑا اس لئے پسند تھا کہ یہ سبز رنگ کا تھا اور سبز رنگ کا لباس اہل جنت کے لباس میں سے ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ، کتاب اللباس،ج7،ص2763،دارالفکر،بیروت)

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی **لکھتے ہیں:**

((وکان یعجبه الثیاب الخضر)) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبز کپڑے پسند تھے۔

(احیاء العلوم، کتاب اداب المعیشة واخلاق النبوة، ج2، ص374، دارالمعرفه، بیروت)

کتبِ فقہ میں سبز لباس کو سنت لکھا ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار میں ہے:

''وَلُبُسُ الْأَخْضَرِ سُنَّةٌ كَمَا فِي الشِّرْعَة'' ترجمہ: **سبز لباس سنت ہے جیسا کہ الشرعہ میں ہے۔**

(ردالمحتار، فصل فی للبس، ج6، ص351، دارالفکر، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''سبز کپڑوں کو بعض کتابوں میں سنت لکھا ہے'' (بہار شریعت، حصہ16، ص409، مکتبة المدینه، کراچی)

فرشتوں کا لباس

حضرت مجاہد تابعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 104ھ) کی تفسیر میں ہے:

((عَنْ مُوسَى بْنِ سَالِمٍ، قَالَ: لَمْ يَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صُورَتِهِ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً رَآهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ خُضْرٌ فِيهَا الدُّرٌّ)) ترجمہ: حضرت موسیٰ بن سالم سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کی اپنی (اصل) صورت میں ایک مرتبہ ہی دیکھا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے اوپر سبز لباس تھا جس میں موتی تھے۔

(تفسیر مجاہد، سورة النجم، ج1، ص626، دارالفکر الاسلامی الحدیثة، مصر)

ایک روایت میں دومرتبہ آنے کا بھی تذکرہ ہے، چنانچہ اسی تفسیر مجاہد میں ہے:

((عَنْ مُرَّةَ الْهَمَذَانِيِّ، قَالَ: مَا ترجمہ: حضرت مرہ ہمذانی سے روایت ہے،

أَتَى جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صُورَةِ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ أَتَاهُ فِي خُضْرٍ مُعَلَّقٍ بِهِ الدُّرُّ)) فرماتے ہیں: جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صورتِ ملائکہ میں صرف دوبار حاضر ہوئے، وہ ایسے **سبز لباس** میں حاضر ہوئے جس میں موتی لگے ہوئے تھے۔

(تفسیر مجاہد، سورة النجم، ج1، ص626، دارالفکر الاسلامی الحدیثة، مصر)

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

''ویروی عن علی بن موفق قال حججت سنة فلما كان ليلة عرفة نمت بمنى في مسجد الخيف فرأيت في المنام كأن ملكين قد نزلا من السماء عليهما ثياب خضر)) ترجمہ: حضرت علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ایک سال میں نے حج کیا، جب عرفہ کی رات تھی، میں منی میں مسجد الخیف میں سو گیا تو میں نے نیند میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے ہیں انہوں نے سبز لباس پہنا ہوا ہے۔

(احیاء علوم الدین، الفصل الاول فی فضائل الحج، ج1، ص241، دارالمعرفه، بیروت)

سبز عمامہ بطور شعار پہننا

سوال: سبز عمامہ کو علامت وشعار کے طور پر استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: سبز عمامہ کو علامت وشعار کے طور پر استعمال کرنے میں بھی کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ کسی شے کو بطور شعار استعمال کرنا اس وقت منع ہے کہ جب اس شے کا استعمال فی نفسہ ناجائز ہو یا کفار وفساق کی علامت ہو اور سبز عمامہ باندھنے میں یہ دونوں باتیں معدوم ہیں کیونکہ سبز عمامہ نہ تو فی نفسہ ناجائز ہے اور نہ ہی کفار وفساق کی علامت ہے بلکہ سبز عمامہ باندھنا تو روز حنین اترنے والے فرشتوں کی نشانی ہے صحابہ وتابعین کا طریقہ ہے۔ تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے اور جب حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائیں گے تو سبز عمامہ آپ کے سر کا تاج ہوگا۔ جیسا کہ بالدلائل گزر چکا۔

کسی شے کو بطور شعار استعمال کرنے کے جواز وعدم جواز سے متعلق تفصیلی احکام درج ذیل ہیں:

شعار کی اقسام

شِعار کی چار اقسام ہیں:

(1) شعارِ اسلام (2) شعارِ کفار وفُسّاق

(3) شعارِ صالحین (4) شعارِ مباح

(1) **شعارِ اسلام**: شعارِ اسلام سے مراد وہ عوامل ہیں جو اسلام کی پہچان ہیں جیسے مسجد، اذان، نماز، جمعہ، قربانی، عیدین، داڑھی، ختنہ، وغیرہ۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

((عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ الْأَذَانُ شِعَارُ الْإِيمَانِ))

امام زہری سے مروی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اذان شعارِ ایمان میں سے ہے۔

(مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلوٰۃ، جلد1، صفحہ483، المکتب الإسلامی، بیروت)

السنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے:

((عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: جَاءَ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مُرْ أَصْحَابَكَ أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ؛ فَإِنَّهَا شِعَارُ الْحَجِّ))

ترجمہ: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی اپنے اصحاب کو حکم فرمائیں کہ تلبیہ کے ساتھ اپنی آوازوں کو بلند کریں کہ یہ حج کے شعار میں سے ہے۔

(السنن الکبری للبیہقی، جلد5، صفحہ42، مکتبۃ دار الباز، مکۃ المکرمۃ)

کیونکہ یہ شعار اسلام کی پہچان ہیں اور ان کی بقاء میں مذہب اسلام کی شان و شوکت کا اظہار ہے لہٰذا اہل اسلام پر لازم ہے کہ انہیں باقی رکھیں۔

(2) **شعارِ کفار و فُسّاق**: اس قسم میں وہ شعار داخل ہیں جو بذات خود غیر شرعی ہوں یا فی نفسہ تو جائز ہوں لیکن کفار، فساق اور بدعتی لوگوں کی علامت ہوں، یہ شعار ناجائز ہیں اور بعض صورتوں میں کفر۔ الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

"ذَهَبَ الْحَنَفِيَّةُ عَلَى الصَّحِيحِ عِنْدَهُمْ، وَالْمَالِكِيَّةُ عَلَى الْمَذْهَبِ، وَجُمْهُورُ الشَّافِعِيَّةِ إِلَى أَنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكُفَّارِ فِي اللِّبَاسِ الَّذِي هُوَ شِعَارٌ لَهُمْ بِهِ يَتَمَيَّزُونَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ

یعنی صحیح مذہب پر احناف، مالکیہ اور جمہور شافعیہ اس طرف گئے ہیں کہ وہ لباس جو کفار کا شعار ہو اور وہ اس کے ذریعے مسلمانوں سے ممتاز ہوتے ہوں تو اس لباس میں ان کی مشابہت اختیار

"یُحکَمُ بِکُفرِ فَاعِلِہٖ ظَاھِرًا" کرنے والے پر ظاہراً کفر کا حکم ہوگا۔

(الموسوعة الفقهيه،جلد1،صفحه1،المكتبة الشاملة)

شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن انگرکھا کے متعلق فرماتے ہیں "یہ بھی ایک جدید پیداوار ہے۔لیکن اس کے باوجود یہ اپنے اندر ممانعت شرعی نہیں رکھتا۔مگر جبکہ اس کے پردے کا چاک دائیں طرف ہوتو پھر ہندوؤں کی مشابہت کی وجہ سے حرام ہے۔" آگے مزید فرماتے ہیں: "اگر کافروں یا فاسقوں سے کوئی خصوصیت رکھتا ہوتو پھر اس کا استعمال بھی ناجائز ہے۔"

(فتاوی رضویہ،جلد22،صفحہ192،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے ایک تفصیلی فتوی کا خلاصہ درج ذیل ہے "اس جنس مسائل میں حق تحقیق و تحقیق حق یہ ہے کہ تشبہ دو وجہ پر ہے:

(1)التزامی (2)لزومی۔

التزامی یہ ہے کہ یہ شخص کسی قوم کے طرز وضع خاص اسی قصد سے اختیار کرے کہ ان کی سی صورت بنائے ان سے مشابہت حاصل کرے حقیقۃً تشبہ اسی کا نام ہے:

فان معنی القصد و التکلف ملحوظ فیه کمالایخفی — ترجمہ: اس لئے کہ قصد اور تکلف کے مفہوم کا اس میں لحاظ رکھا گیا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

اورلزومی یہ کہ اس کا قصد تو مشابہت کا نہیں مگر وہ وضع اس قوم کا **شعار خاص** ہورہی ہے کہ خواہی نخواہی مشابہت پیدا ہوگی۔

التزامی میں قصد کی تین صورتیں ہیں:

اول یہ کہ اس قوم کو محبوب ومرضی (پسندیدہ) جان کر اُن سے مشابہت پسند کرے، یہ بات اگر مبتدع کے ساتھ ہو بدعت اور کفّار کے ساتھ معاذ اللہ کفر،

حدیث:

((من تشبه بقوم فهو منهم)) — ترجمہ: جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے تو وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔

(سنن ابی داؤد ،کتاب اللباس،باب لبس الشهرة،ج2،ص203،آفتاب عالم پریس ،لاہور)

حقیقۃً صرف اسی صورت سے خاص ہے۔

دوم کسی غرض مقبول کی ضرورت سے اسے اختیار کرے وہاں اس وضع کی شناعت اور اس غرض کی ضرورت کا موازنہ ہوگا اگر ضرورت غالب ہوتو بقدر ضرورت کا وقت ضرورت یہ تشبیہ کفر کیا معنی ممنوع بھی نہ ہوگا جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے مروی کہ بعض فتوحات میں منقول رومیوں کے لباس پہن کر بھیس بدل کر کام فرمایا اور اس ذریعہ سے کفار اشرار کی بھاری جماعتوں پر باذن اللہ غلبہ پایا،اسی طرح سلطان مرحوم صلاح الدین یوسف انار اللہ تعالی برہانہ کے زمانے میں جبکہ تمام کفار یورپ نے سخت شورش مچائی تھی دو عالموں نے پادریوں کی وضع بنا کر دورہ کیا اور اس آتش تعصب کو بجھا دیا۔

سوم نہ تو انہیں اچھا جانتا ہے نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پر حامل ہے بلکہ کسی نفع دنیوی کے لئے یا یوہیں بطور ہزل واستہزاء اس کا مرتکب ہوا تو حرام وممنوع ہونے میں شک نہیں اور اگر وہ وضع ان کفار کا مذہبی **دینی شعار** ہے جیسے زنار، قشقہ، چٹیا، چلیپا، تو علماء نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا کما سمعت انفا (جیسا کہ تم نے ابھی سنا۔) اور فی الواقع صورت استہزاء میں حکم کفر ظاہر ہے کمالایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔)

اور **لزومی** میں بھی حکم ممانعت ہے جبکہ اکراہ وغیرہ مجبوریاں نہ ہوں

جیسے انگریزی منڈا، انگریزی ٹوپی، جاکٹ، پتلون، اُلٹا پردہ، اگرچہ یہ چیزیں کفار کی مذہبی نہیں مگر آخر شعار ہیں تو ان سے بچنا واجب اور ارتکاب گناہ۔ ولہٰذا علماء نے فسّاق کی وضع کے کپڑے موزے سے ممانعت فرمائی۔

مگر اس کے تحقق کو اس زمان ومکان میں ان کا شعار خاص ہونا قطعاً ضرور جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں اور ان میں اور ان کے غیر میں مشترک نہ ہو ورنہ لزوم کا کیا محل، ہاں وہ بات فی نفسہٖ شرعاً مذموم ہوئی تو اس وجہ سے ممنوع یا مکروہ رہے گی نہ کہ تشبّہ کی راہ سے۔

اس تحقیق سے روشن ہوگیا کہ تشبُّہ وہی ممنوع ومکروہ ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یا وہ شے ان بدمذہبوں کا شعار خاص یا فی نفسہ شرعاً کوئی حرج رکھتی ہو، بغیر ان صورتوں کے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج24، ص533، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ردالمحتار میں ہے:

''وَیَجْعَلُهُ لِبَطْنِ کَفِّهِ فِی یَدِهِ الْیُسْرَی وَقِیلَ الْیُمْنَی إلَّا أَنَّهُ مِنْ شِعَارِ الرَّوَافِضِ فَیَجِبُ التَّحَرُّزُ عَنْهُ قُهُسْتَانِیٌّ وَغَیْرُهُ''

ترجمہ: انگوٹھی کا نگینہ بائیں ہاتھ کی اندرونی سطح کی طرف ہو اور یہ بھی کہا گیا کہ دائیں ہاتھ میں پہنے۔ مگر یہ رافضیوں کا شعار (علامت) ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے، قہستانی وغیرہ۔

(درمختار، ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد9، صفحہ580، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

تنبیہ: گزشتہ زمانے میں رافضیوں کا شعار تھا اور وہ ختم ہوگیا ہے لہٰذا اب وجہ تشبیہ زائل ہوجانے کی بنا پر ممانعت نہ رہی۔

فقہاء کرام کی مذکورہ عبارات سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ جو چیزیں فی

نفسہ ناجائز ہوں یا کفار وفساق یا کسی بدعتی فرقے کی علامت ہوں ان کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں بلکہ فعل حرام اور بعض صورتوں میں کفر ہے۔

(3) **شعارِ صالحین**: بعض چیزیں بزرگانِ دین کے شعار سے ہوتی ہیں جیسا کہ اون کا لباس پہننا صوفیہ کا شعار ہے۔ حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں: ''پشم اور اون وصوف کا مخصوص وضع قطع کا لباس جسے گدڑی کہتے ہیں صوفیہ کرام کا شعار ہے۔''

(کشف المحجوب، صفحہ 71، شبیر برادرز، لاھور)

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''صوف یعنی اون کے کپڑے اولیائے کاملین اور بزرگانِ دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اگرچہ ان کے جسم پر کالی کملی ہوتی مگر دل مخزن انوار الٰہی اور معدن اسرار نامتناہی ہوتا۔''

(بہارشریعت، حصۃ16، صفحہ416، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نیلے رنگ کا لباس بھی صوفیاء کا شعار رہا ہے چنانچہ داتا حضور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اکثر سلف صالحین صوفیہ کرام کا لباس بایں وجہ نیلگون رہتا تھا کہ وہ اکثر سیر وسیاحت میں رہتے تھے چونکہ سفید لباس حالت سفر میں گرد وغبار وغیرہ سے جلد میلا ہوجاتا ہے اور اس کا دھونا بھی دشوار ہوتا ہے اس وجہ کو خاص طور پر ملحوظ رکھتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نیلگون رنگ مصیبت زدہ اور غمزدوں کا شعار ہے۔''

(کشف المحجوب، صفحہ 82، شبیر برادرز، لاہور)

اور بزرگانِ دین کے طریقہ پر ریا وتفاخر کے بغیر عمل مستحب ہوتا ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

''وَیُسْتَحَبُّ الْأَبْیَضُ، وَکَذَا   سفید کپڑے پہننا مستحب ہے اسی طرح کالے

"الْأَسْوَدُ لِأَنَّهُ شِعَارُ بَنِي الْعَبَّاسِ"

کپڑے پہننا مستحب ہے کہ یہ بنوعباس کا شعار ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد9، صفحہ580، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

پیوند والے کپڑے پہننا صالحین کا شعار اور متقیوں کی سنت ہے، اگر کوئی اس نیت سے پیوند والے کپڑے پہنے تو مستحب ہے چنانچہ فیض القدیر میں ہے:

"قَدْ وَرَدَ أَنَّ عُمَرَ طَافَ وَعَلَيْهِ مُرَقَّعَةٌ بِاثْنَتَيْ عَشَرَةَ رُقْعَةً فِيهَا مِنْ أَدِيمٍ وَرَقَعَ الْخُلَفَاءُ ثِيَابَهُمْ وَذٰلِكَ شِعَارُ الصَّالِحِينَ وَسُنَّةُ الْمُتَّقِينَ حَتّٰى اتَّخَذَ الصُّوفِيَّةُ شِعَارًا"

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طواف کیا اور ان کے لباس پر بارہ چمڑے کے پیوند تھے۔ خلفاء کے کپڑے پیوند والے ہوتے تھے اور یہ صالحین کا شعار اور متقین کی سنت ہے۔ یہاں تک کہ صوفیہ نے پیوند والے کپڑوں کو اپنا شعار بنالیا۔

(فیض القدیر، جلد3، صفحہ36، المکتبۃ الشاملۃ)

یونہی اہلسنت کے شعار کہ جن سے سنیت کی پہچان ہو جیسے مساجد میں یارسول اللہ لکھنا، اذان سے پہلے اور بعدِ جمعہ صلوٰۃ وسلام پڑھنا، میلاد کے جلوس و محافل اور اس میں شرکت، وقت مولود قیام، وغیرہ یہ سب مستحب ہیں۔

(4) **شعارِ مباح**: کسی چیز یا لباس کو دینی یا دنیاوی مصلحت کے پیش نظر علامت بنالینا شرعاً مباح ہے، جبکہ وہ نہ تو شریعت کے مخالف ہو اور نہ ہی اسے فرض و واجب جانا جائے۔ اس پر بے شمار عقلی و نقلی دلائل موجود ہیں۔ جیسے اسکول یونیفارم، پولیس، فوج اور ملازمین کا لباس وغیرہ۔ عباسی خلفاء میں کالا عمامہ بطور شعار پہنا جاتا تھا اور اموی خلفاء میں سفید عمامہ۔ چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

"وَالْعِمَامَةُ السَّوْدَاءُ صَارَتْ فِيمَا بَعْدَ عِمَامَةِ الْخُلَفَاءِ الْعَبَّاسِيِّينَ الَّذِينَ اتَّخَذُوا اللَّوْنَ الْأَسْوَدَ شِعَارًا لَهُمْ بَيْنَمَا كَانَ اللَّوْنُ الْأَبْيَضُ شِعَارًا لِلدَّوْلَةِ الْأُمَوِيَّةِ"

ترجمہ: بعد کے دور میں کالا عمامہ عباسی خلفاء کا عمامہ ہو گیا جنہوں نے کالے رنگ کو اپنا شعار بنالیا جبکہ اس وقت سفید رنگ اموی خلفاء کا شعار تھا۔

چشتی، قادری، نقشبندی اور سہروردی سلاسل کی مخصوص ٹوپیاں، لباس، وظائف، اسی طرح جو جس سلسلہ سے تعلق رکھتا ہو بطور علامت اس کی نسبت لکھنا جیسے چشتی، قادری، رضوی علماء وفقہاء سے ثابت ہے۔

اس پر نقلی دلائل بھی پیش خدمت ہیں۔ کسی چیز کو شعار بنانے کا جواز احادیث سے ثابت ہے، وہ شعار چاہے وقتی ہو یا مستقل چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

((عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ تَلْقَوْنَ الْعَدُوَّ غَدًا فَإِنَّ شِعَارَكُمْ ﴿حٰمٓ o لَا يُنْصَرُونَ﴾))

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک جنگ کے موقع پر) فرمایا تم کل دشمنوں سے ملو گے تو تمہارا شعار (علامت ونشانی) ہے ﴿حٰمٓ o لا یُنصَرُونَ﴾

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب السیر، جلد12، صفحہ504، طبعۃ الدار السلفیۃ، الہندیۃ)

المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے:

((عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ شِعَارَ الْمُهَاجِرِينَ يَا بَنِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَشِعَارَ الْخَزْرَجِ يَا بَنِي

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کا شعار یا بنی عبد الرحمٰن رکھا، خزرج کا یا بنی عبد اللہ

عَبْدِ اللہِ، وَشِعَارَ الْاَوْسِ یَا بَنِی عُبَیْدِ اللہِ، وَسَمَّی خَیْلَنَا:خَیْلَ اللہِ ,إذَا فَزِعْنَا)) رکھا،اوس کا شعار یا بنی عبید اللہ رکھا، ہمارے سواروں کا نام ''خیل اللہ'' یعنی اللہ کے شاہسوار رکھا۔جب ہمیں بلاتے تو ان شعار سے بلاتے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،جلد7،صفحہ269،مکتبة العلوم والحکم،الموصل)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((کَانَ سِیمَا أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ بَدْرٍ الصُّوفُ الْاَبْیَضُ)) ترجمہ:بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی پہچان سفید اون کا لباس تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،غزوۃ بدرالکبری،ج7،ص354،مکتبة الرشد،الریاض)

سنن اللبیہقی میں ہے:

((غَزَوْتُ مَعَ أَبِی بَکْرٍ رَحِمَہُ اللہُ زَمَنَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ شِعَارُنَا أَمِتْ أَمِتْ)) ترجمہ:حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دور میں ہم نے حضرت ابوبکر کے ساتھ غزوہ میں شرکت کی تو ہمارا شعار اس میں تھا امت امت یعنی اے اللہ دشمنوں کو موت دے۔

(سنن اللبیہقی،جلد2،صفحہ 170،مجلس دائرۃ المعارف النظامیة الکائنة ، حیدر آباد)

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

((عَنْ ہِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ أَبِیہِ قَالَ :کَانَ شِعَارُ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ مُسَیْلِمَۃَ :یَا أَصْحَابَ سُورَۃِ الْبَقَرَۃِ)) ترجمہ:حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا شعار مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں یا اصحاب سورۃ البقرہ تھا۔

(مصنف عبدالرزاق،باب الشعار، جلد5،صفحہ232،المکتب الإسلامی،بیروت)

اسی طرح یوم حنین میں تھا۔مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

((عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ مُصَرِّفٍ الْیَامِیِّ، قَالَ :لَمَّا انْہَزَمَ الْمُسْلِمُونَ یَوْمَ حُنَیْنٍ نُودُوا: یَا أَصْحَابَ سُورَۃِ الْبَقَرَۃِ)) ترجمہ:حضرت طلحہ بن مصرف الیامی سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ جب مسلمانوں کو حنین والے دن (عارضی طور) پر شکست ہوئی تو وہ پکارتے تھے: یا اصحاب سورۃ البقرہ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ،جلد12،صفحہ503،طبعة الدار السلفیة، الہندیة)

سنن ابوداؤد میں ہے:

((عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: کَانَ شِعَارُ الْمُہَاجِرِینَ عَبْدَ اللّٰہِ، وَشِعَارُ الْاَنْصَارِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ)) ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے مہاجرین کا شعار عبداللہ تھا اور انصار کا شعار عبدالرحمٰن تھا۔

(سنن ابو داؤد،جلد2،صفحہ38،دار الفکر، بیروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''بعض وارثی فقراء ہمیشہ احرام کا لباس پہنتے ہیں اس میں حرج نہیں لیکن اضطباع نہ کریں اور نہ ننگے سر رہیں۔''

(مراٰۃ المناجیح،جلد4،صفحہ136،نعیمی کتب خانہ، گجرات)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ کسی مباح چیز کو اپنا شعار بنانا بالکل جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح سنن ابن ماجہ میں فرماتے ہیں:

''فَمَا کَانَ مِنْہُمَا بِطَرِیقِ الْخُیَلَاءِ فَہُوَ حَرَامٌ وَمَا کَانَ بِطَرِیقِ الْعُرُفِ وَالْعَادَۃِ وَصَارَ شِعَارُ الْقَوْمِ لَایَحْرُمُ ترجمہ:اگر وہ بطور تکبر ہو تو حرام ہے اور جو بطور عرف و عادت ہو اور قوم کا شعار بن جائے تو حرام نہیں اور اگر اس میں

"وَاِنْ کَانَ الْاِسْرَافُ فِیهِ لَا یَخْلُوْ عَنْ کَرَاهَةٍ"

اسراف ہوتو وہ کراہت سے خالی نہیں۔

(شرح سنن ابن ماجه،باب لبس الثوب،جلد1،صفحه255،قدیمی کتب خانه ،کراچی)

سبز یا کسی بھی رنگ کے عمامہ کو اپنی علامت بنالینا ہرگز بدعت نہیں، بدعت وہ ہوتی ہے جو سنت کے خلاف ہو۔ بدعت کی تعریف بیان کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"قَوْلُ عُمَرَ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هُوَ فِعْلٌ مَا لَمْ یَسْبَقْ إِلَیْهِ فَمَا وَافَقَ السُّنَّةَ فَحَسَنٌ وَمَا خَالَفَ فَضَلَالَةٌ وَهُوَ الْمُرَادُ حَیْثُ وَقَعَ ذَمُّ الْبِدْعَةِ وَمَا لَمْ یُوَافِقْ وَلَمْ یُخَالِفْ فَعَلٰی أَصْلِ الْإِبَاحَةِ"

ترجمہ: حضرت عمر فاروق کا فرمانا: یہ اچھی بدعت ہے۔ اس میں موجود بدعت سے مراد یہ ہے کہ جو پہلے نہ ہوا ہو۔ پس وہ نیا کام جو سنت کے موافق ہو وہ اچھا ہے اور جو سنت کے خلاف ہو وہ گمراہی ہے۔ اور جہاں کہیں بدعت کی مذمت کی گئی ہے اس سے مراد یہی بری بدعت ہے اور جو کام نہ سنت کے موافق ہو نہ مخالف ہو تو وہ اصل اباحت پر ہوگا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری،مقدمة الفتح ،جلد01،صفحه84،دارالمعرفة ،بیروت)

اگر سنیت کی پہچان کی نیت سے پہنا جائے تو مستحب ہے۔ علمائے کرام کو خاص وضع قطع کا لباس پہننا کہ لوگ اس لباس کو دیکھ کر عالم سمجھیں اور ان سے مسائل پوچھیں اسے مستحب کہا گیا ہے چنانچہ درمختار میں ہے:

"یَحْسُنُ لِلْفُقَهَاءِ لَفُّ عِمَامَةٍ طَوِیلَةٍ وَلُبْسُ ثِیَابٍ وَاسِعَةٍ"

ترجمہ: فقہاء کے لئے اچھا عمل یہ ہے کہ وہ طویل عمامہ باندھیں اور کھلا لباس پہنیں۔

(درمختارمع ردالمحتار،ج9،ص586،مکتبه رشیدیه، کوئٹه)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"(قَوْلُهُ لَفُّ عِمَامَةٍ طَوِیلَةٍ) لَعَلَّهُمْ تَعَارَفُوهَا کَذٰلِكَ فَإِنْ کَانَ عُرْفُ بِلَادٍ أُخَرَ أَنَّهَا تُعَظَّمُ بِغَیْرِ الطُّولِ یُفْعَلُ لِإِظْهَارِ مَقَامِ الْعِلْمِ وَلِأَجْلِ أَنْ یُعْرَفُوا فَیُسْأَلُوا عَنْ أُمُورِ الدِّینِ"

ترجمہ: علماء طویل عمامہ باندھیں کہ اس سے پہچانے جائیں ،اسی طرح اگر دوسرے شہروں کا عرف یہ ہو کہ وہاں غیر طویل عمامہ کے ساتھ تعظیم کی جاتی ہے تو ایسا ہی کریں تاکہ علم کے مقام کا اظہار ہو اور لوگ پہچان کر ان سے مسائل پوچھیں۔

(درمختارمع ردالمحتار،جلد9،صفحه586،مکتبه رشیدیه، کوئٹه)

بہار شریعت میں ہے: "فقہا وعلماء کو ایسے کپڑے پہننے چاہیے کہ وہ پہچانے جائیں تاکہ لوگوں کو ان سے استفادہ کا موقع ملے اور علم کی وقعت لوگوں کے ذہن نشین ہو۔"

(بہارشریعت،جلد2،صفحه43،ضیاء القرآن،لاہور)

اگر کسی لباس کو شعار بنانا ناجائز و بدعت ہوتا تو ہرگز علماء وفقراء کو خاص لباس پہننے کی اجازت نہ ہوتی۔

باب پنجم: اعتراضات کے جوابات

دجال کے پیرکاروں والا اعتراض

سوال: بعض مانعین سبز عمامہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَتَّبِعُ الدَّجَّالَ مِنْ أُمَّتِی سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَیْهِمُ السِّیجَانُ،رَوَاهُ فِی شرح السّنة))

ترجمہ: میری امت کے ستر ہزار آدمی دجال کی پیروی کریں گے ان پر سیجان (یعنی سبز عمامے) ہوں گے،اس کو شرح السنہ میں روایت کیا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح،الفصل الثانی،ج3،ص1515،المکتب الاسلامی،بیروت)

اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس کے متعدد جوابات ہیں:

پہلا جواب: مذکورہ روایت میں **سیجان** کا لفظ آیا ہے جو کہ ساج کی جمع ہے اور **ساج** کا معنی سبز عمامہ ہرگز نہیں بلکہ کتبِ لغت میں **ساج** کے درج ذیل معانی لکھے ہیں:

سیاہ رنگ کی چادر، سبز رنگ کی چادر، موٹا کپڑا، تارکول والے سیاہ دھاگے سے بنا ہوا کپڑا، گول چادر، ساکھو کا درخت ہے اور مجازاً مربع یعنی چورس چادر کو بھی ساج کہا جاتا ہے۔

لسان العرب میں ہے:

”وَتَصْغِیرُ السَّاجِ:سُوَیْجٌ،وَالْجَمْعُ سِیجَانٌ .قَالَ ابْنُ الْأَعرابی:

ترجمہ: ساج کی تصغیر سویج ہے اور اس کی جمع سیجان ہے، ابن عربی نے کہا: سیجان

السِّیجَانُ الطَّیَالِسَةُ السُّودُ، وَاحِدُهَا ساجٌ .وَفِی حَدِیثِ ابْنِ عَبَّاسٍ،أَن النَّبِیَّ، صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم، کَانَ یَلْبَسُ فِی الْحَرْبِ مِنَ الْقَلَانِسِ مَا یَکُونُ مِنَ السِّیجانِ الخُضْر“

کالی چادروں کو کہتے ہیں، اور اس کا واحد ساج ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں ٹوپی پہنتے تھے جو سبز سیجان کی بنی ہوئی تھی۔

(لسان العرب،فصل الشین المعجمہ،ج2،ص303،دارصادر،بیروت)

تاج العروس میں ہے:

”وَالسَّاجُ الطَّیْلَسَانُ الأَخضرُ اَوِ الضَّخْمُ الْغَلِیظُ اَوِ الاَسْوَدُ اَوِ الْمُقَوَّرُ یُنْسَجُ کَذَالِكَ وَبِهٖ فُسِّرَ حَدِیثُ ابْنَ عَبَّاسٍ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَلْبَسُ فِی الْحَرْبِ مِنَ الْقَلَانِسِ مَا یَکُونُ مِنَ السِّیْجَانِ وَفِیْ حَدِیثِ اَبِیْ هُرَیْرَةُ اَصْحَابُ الدَّجَّالِ عَلَیْهِمُ السِّیْجَانُ“

ترجمہ: ساج سبز رنگ کی چادر کو کہا جاتا ہے، موٹے کپڑے کو بھی بولتے ہیں، سیاہ رنگ کی چادر کو بھی کہتے ہیں اور ساج، تارکول والے سیاہ دھاگے سے بنے ہوئے کپڑے کو بھی کہا جاتا ہے اس کی وضاحت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی ملتی ہے جس میں یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں ٹوپی پہنتے تھے جو سیجان کی بنی ہوئی تھی اور حدیث ابو ہریرہ میں ہے کہ اصحابِ دجال پر سیجان (چادریں) ہوں گی۔

(تاج العروس،مادہ:سوج،ج6،ص50،دارالہدایہ)

مزید تاج العروس ہی میں لکھا ہے کہ:

”وَقیل الساجُ :الطَّیْلَسانُ الْمُدَوَّرُ ویُطْلَق مَجَازاً علی

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ ساج گول چادر کو کہا جاتا ہے اور مجازی طور پر مربع (یعنی چورس

"الكِسَاءِ المُرَبّع .قُلت :وَبه فُسِّر حديثُ جابرٍ"

چادر پر بھی ساج کا اطلاق کیا جاتا ہے۔میں کہتا ہوں:اسی کے ساتھ حدیثِ جابر کی تفسیر کی گئی۔

(تاج العروس،مادہ:سوج،ج6،ص50،دارالہدایہ)

المعجم الوسیط میں ہے:

"(اَلسَّاجُ) ضَرْبٌ مِّنَ الشَّجَرِ يَعْظُمُ جِدًّا وَيَذْهَبُ طُوْلًا وَعَرْضًا وَلَهٗ وَرَقٌ كَبِيْرٌ (ج) سِيْجَانٌ"

ترجمہ: ساج ایک بہت بڑا درخت ہے جو طول وعرض میں پھیلا ہوا ہوتا ہے اور اس کے بڑے بڑے پتے ہوتے ہیں۔ اور سیجان،ساج کی جمع ہے۔

(المعجم الوسیط،باب السین،ج1،ص460،دارالدعوہ)

ہماری زبان میں اس درخت کو ساگوان کہا جاتا ہے اس کی لکڑی بھی سیاہ ہوتی ہے۔

منجد عربی،اردو میں بھی ساج کا معنی ساکھو کا درخت اور کشادہ گول چادر لکھا ہے۔

نوٹ: مذکورہ حوالہ جات میں سیجان کی تفسیر طیلسان سے کی گئی ہے اور طیلسان کا معنی المنجد میں کالی چادر،میلا کپڑا،سبز چادر جسے علماء ومشائخ استعمال کرتے ہیں بیان کیا گیا ہے۔یونہی فرہنگ فارسی،لغات کشوری وغیرہ میں بھی طیلسان کا یہی معنی لکھا ہے۔

دوسرا جواب: اس حدیث میں جن ستر ہزار افراد کا تذکرہ ہے وہ مسلمان نہیں بلکہ یہودی ہیں یعنی اس حدیث میں امت سے امتِ اجابت (امت مسلمہ) مراد نہیں بلکہ امتِ دعوت مراد ہے،جیسا کہ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے،فرمایا:

"((يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ أَصْفَهَانَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ))"

ترجمہ: اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے جن پر طیالسہ ہوگی۔

(صحیح مسلم،باب فی بقیۃ من احادیث الدجال،ج4،ص2266،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

ملا علی قاری علیہ الرحمہ سوال میں مذکور حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"مِنْ أُمَّتِي أَيْ:أُمَّةِ الْإِجَابَةِ أَوِ الدَّعْوَةِ وَهُوَ الْأَظْهَرُ لِمَا سَبَقَ أَنَّهُمْ مِنْ يَهُوْدِ أَصْفَهَانَ"

اس روایت میں امتِ اجابت مراد نہیں بلکہ امتِ دعوت مراد ہے اور یہ بات ظاہر ہے جیسا کہ اصفہان کے یہودیوں والی روایت گذشتہ اوراق میں گذر چکی۔

(مرقاۃ المفاتیح،باب العلامات بین یدی الساعۃ،ج8،ص3481،دارالفکر،بیروت)

شیخ محقق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کی شرح کرتے ہوئے اشعۃ اللمعات کی چوتھی جلد میں یہی ارشاد فرمایا ہے۔

لہذا اس روایت کو سبز عمامہ باندھنے والے **مسلمانوں** پر منطبق کرنا سراسر غلط ہے

تیسرا جواب: نیز مسلم شریف کی روایت سے یہ بھی پتا چلا کہ وہ ستر ہزار جو دجال کی پیروی کریں گے ان کا تعلق **اصفہان** سے ہوگا نہ کہ **پاکستان** سے۔

چوتھا جواب: سوال میں مذکور روایت موضوع ومن گھڑت ہے اس روایت کی سند میں ایک راوی ابو ہارون العبدی ہے جس کا نام عمارہ بن جوین ہے، اس پر محدثین کرام نے سخت جرح فرمائی ہے۔

امام ذہبی نے اس کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے کہ اَكْذَبُ مِنْ فِرْعَوْنَ فرعون سے بھی زیادہ جھوٹا تھا۔چنانچہ فرماتے ہیں:

"قال السليماني: سمعت أبا بكر بن حامد يقول: سمعت صالح بن محمد أبا علي وسئل عن أبي هارون العبدي ،فقال: أكذب من فرعون"

صالح بن محمد ابو علی سے ابو ہارون العبدی کے بارے میں سوال کیا گیا،تو فرمایا: وہ فرعون سے زیادہ جھوٹا ہے۔

(ميزان الاعتدال،عمارة بن جوين،ج3،ص174،دارالمعرفه،بيروت)

مزید اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"كذبه حماد بن زيد. وقال شعبة: لئن أقدم فتضرب عنقي أحب إلي من أن أحدث عن أبي هارون. وقال أحمد: ليس بشئ. وقال ابن معين: ضعيف، لا يصدق في حديثه. وقال النسائي: متروك الحديث"

ترجمہ: حماد بن زید نے اس کی تکذیب کی ہے،امام شعبہ نے فرمایا: ابو ہارون سے روایت کرنے سے بہتر ہے کہ میں اپنی گردن کٹوادوں۔امام احمد نے فرمایا: یہ کوئی چیز نہیں ہے،امام یحیی بن معین نے فرمایا: ضعیف ہے،اس کی حدیث میں تصدیق نہیں کی جائے گی،امام نسائی نے فرمایا: یہ متروک الحدیث ہے۔

(ميزان الاعتدال،عمارة بن جوين،ج3،ص173،دارالمعرفه،بيروت)

مزید فرماتے ہیں:

"قال الجوزجاني: أبو هارون كذاب مفتر"

ترجمہ: جوزجانی نے کہا: ابو ہارون کذاب اور مفتری ہے۔

(ميزان الاعتدال،عمارة بن جوين،ج3،ص173،دارالمعرفه،بيروت)

امام دارقطنی نے اس کے بارے میں فرمایا:

"متلون خارجي وشيعي" **ترجمہ: متلون المزاج ہے،خارجی اور شیعہ ہے۔**

(ميزان الاعتدال،عمارة بن جوين،ج3،ص173،دارالمعرفه،بيروت)

ابن المدینی نے یحیی بن سعید سے نقل کیا ہے:

"ضعفه شعبة وما زال ابن عون يروي عنه حتى مات"

ترجمہ: امام شعبہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن عون نے اس سے کوئی روایت نہیں لی یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

(تهذيب التهذيب،من اسمه عماره،ج7،ص412،مطبعه دائرة المعارف النظاميه،ہند)

امام ابن حجر عسقلانی نقل کرتے ہیں:

"وقال البخاري تركه يحيى القطان"

ترجمہ: امام بخاری نے فرمایا: ابو ہارون کو امام یحیی قطان نے ترک کر دیا۔

(تهذيب التهذيب،من اسمه عماره،ج7،ص412،مطبعه دائرة المعارف النظاميه،ہند)

مزید اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقال أبو زرعة ضعيف حديث وقال أبو حاتم ضعيف أضعف من بشر بن حرب"

ترجمہ: امام ابوزرعہ نے کہا کہ یہ ضعیف الحدیث ہے،امام ابوحاتم نے کہا کہ ضعیف ہے،بشر بن حرب سے زیادہ ضعیف ہے۔

(تهذيب التهذيب،من اسمه عماره،ج7،ص412،مطبعه دائرة المعارف النظاميه،ہند)

مزید نقل کرتے ہیں:

"عن حماد بن زيد كان كذابا بالغداة شيء وبالعشي شيء"

ترجمہ: حماد بن زید سے مروی ہے کہ ابو ہارون کذاب ہے صبح کچھ ہوتا ہے اور شام کو کچھ۔

(تهذيب التهذيب،من اسمه عماره،ج7،ص412،مطبعه دائرة المعارف النظاميه،ہند)

وہابی محدث زبیر علی زئی نے ابو ہارون کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ راوی ضعیف، متروک اور جھوٹا تھا لہذا (اس کی) یہ روایت موضوع ہے۔

(الحدیث ،جنوری 2006ء،ص1)

''دیندار جماعت'' والا اعتراض

سوال: مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا وقارالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''وقار الفتاویٰ'' میں سبز عمامہ کو ایک بدمذہب جماعت جس کا نام ''دیندار جماعت'' ہے کا شعار لکھا ہے اور اس وجہ سے اسے پہننے سے منع کیا ہے۔

جواب: اگر کسی زمانے میں کوئی چیز کسی قسم کے بدمذہبوں کا شعار اور ان کی علامت بن جائے تو اس کے لئے حکمِ ممانعت ہوتا ہے اور وہ چیز بعد میں ان کا شعار وعلامت نہ رہے تو اس سے حکمِ ممانعت اٹھ جاتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے:

''یَجْعَلُهُ لِبَطْنِ کَفِّهِ فِي یَدِهِ الْیُسْرَی وَقِیلَ الْیُمْنَی إلَّا أَنَّهُ مِنْ شِعَارِ الرَّوَافِضِ فَیَجِبُ التَّحَرُّزُ عَنْهُ قُهُسْتَانِيٌّ وَغَیْرُهُ. قُلْت: وَلَعَلَّهُ کَانَ وَبَانَ فَتَبَصَّرْ''

ترجمہ: (مرد) انگوٹھی بائیں ہاتھ میں ہتھیلی کی طرف کرے، اور کہا گیا دائیں ہاتھ میں پہنے، مگر یہ رافضیوں کا شعار ہے، تو اس سے بچنا ضروری ہے، (قہستانی وغیرہ) میں نے کہا یہ کسی زمانے میں رہا ہوگا پھر ختم ہوگیا، تو اس پر غور کرلو۔

(درمختار کتاب الحظرو الاباحۃ ،ج6،ص361،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

ردالمحتار میں ہے:

''أَيْ کَانَ ذَلِكَ مِنْ شِعَارِهِمْ فِي الزَّمَنِ السَّابِقِ، ثُمَّ انْفَصَلَ وَانْقَطَعَ فِي هَذِهِ الْأَزْمَانِ، فَلَا یُنْهَی عَنْهُ کَیْفَمَا کَانَ''

یعنی وہ گزشتہ زمانے میں ان کا شعار تھا پھر ان زمانوں میں نہ رہا اور ختم ہوگیا تو اب اس سے ممانعت نہ ہوگی، جیسے بھی ہو۔

(ردالمحتار،ج6،ص361،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

فتاویٰ رضویہ میں ہے ''کسی طائفہ باطلہ کی سنت جبھی تک لائقِ احتراز رہتی ہے کہ وہ ان کی سنت رہے، اور جب ان میں سے رواج اُٹھ گیا تو ان کی سنت ہونا ہی

جاتا رہا، احتراز کیوں مطلوب ہوگا۔ (فتاوی رضویہ،ج8،ص634،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

فی زمانہ نہ دیندار جماعت موجود ہے اور نہ سبز عمامہ بدمذہبوں کا شعار ہے۔ لہذا حکمِ ممانعت نہ رہا۔

مواظبت والا اعتراض

سوال: چلو مان لیا کہ سبز عمامہ پہننا حضور صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وسلَّم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت اور جائز ومستحب ہے، مگر ایک مستحب کام پر ہمیشگی کرنا کیسا ہے؟

جواب: کسی مستحب کام پر مواظبت (ہمیشگی) کرنا جائز ودرست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کو واجب سمجھ کر نہ کرے اور یہ اندیشہ بھی نہ ہو کہ لوگ اسے واجب سمجھ لیں گے۔ جیسا کہ مردے کو سفید رنگ کا کفن پہنانا مستحب ہے، شامی میں ہے:

''وَیُسْتَحِبُّ الْبَیَاضُ'' ترجمہ: اور سفید کفن مستحب ہے۔

(شامی،ج3،ص100،مکتبہ امدادیہ،ملتان)

مگر فی زمانہ کفن میں سفید رنگ پر مواظبت ہے ہر مسلمان کو سفید رنگ کا کفن ہی دیا جاتا ہے اور کوئی اسے غلط نہیں کہتا۔

اسی طرح فجر کی اذان میں ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' کہنا مستحب ہے، جیسا کہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کے وقت یہ الفاظ کہے تو رسول اللہ صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا:

((اِجْعَلْهُ فِیْ اَذَانِكَ)) ترجمہ: ان الفاظ کو اپنی اذان کا حصہ بنالو۔

اس کے تحت بحرالرائق میں ہے ''وَهُوَ لِلنُّدُبِ'' ترجمہ: اور یہ فرمانا استحباب کے لئے ہے۔

(البحرالرائق،ج 1،ص256،مکتبہ رشیدیہ،کوئٹہ)

اور بہار شریعت میں ہے ''صبح کی اذان میں فلاح کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا مستحب ہے۔'' (بہار شریعت ،ج1،حصہ3،ص470،مکتبۃ المدینہ ،کراچی)

مگر آج کوئی اذانِ فجر اس سے خالی نہیں ہوتی اور سب اسے صحیح ودرست سمجھتے ہیں۔ جب ان مستحب کاموں پر مواظبت منع نہیں تو پھر سبز عمامہ پر مواظبت بھی منع نہیں۔

قیام اللیل یعنی رات کے نوافل مستحب ہیں، مگر پابندی کرنے والے کو ترک کرنا مکروہ وناپسندیدہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

((قَالَ لِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَا عَبْدَ اللّٰہِ، لَا تَکُنْ مِثْلَ فُلَانٍ کَانَ یَقُومُ اللَّیْلَ، فَتَرَکَ قِیَامَ اللَّیْلِ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں اُٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا۔

(صحیح بخاری، باب مایکرہ من ترک قیام اللیل لمن کان یقومہ، ج2، ص54، دارطوق النجاۃ)

بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَی اللہِ تَعَالَی أَدْوَمُھَا، وَإِنْ قَلَّ))

ترجمہ: اعمال میں زیادہ پسند اللہ عزوجل کو وہ ہے جو ہمیشہ ہو، اگرچہ تھوڑا ہو۔

(صحیح مسلم، باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل وغیرہ، ج1، ص541، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اس حدیث پاک کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کیا ہے، ان کے بارے میں ماقبل راوی کہتے ہیں:

((وَکَانَتْ عَائِشَۃُ إِذَا

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب کسی عمل کو اپناتیں تو

عَمِلَتِ الْعَمَلَ لَزِمَتْہُ)) اس کو اپنے اوپر لازم کرلیتیں یعنی پابندی کے ساتھ کرتیں۔

(صحیح مسلم، باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل وغیرہ، ج1، ص541، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

باب ششم: خواب میں عمامہ دیکھنا

علامہ ابراہیم بن یحیی المقدسی النمیری (المتوفی 779ھ) فرماتے ہیں:

"العِمَامَة فِي الْمَنَام تَاج الرجل وقوته وولايته وَزَوجته فَمن رأى من الْمُلُوك أَو الْوُلَاة كَأَن عمَامَته نزلت فِي عُنُقه ادوارا فَإِنَّهُ يعزل من ولَايَته وَيُطَالب ببقايا بقيت فِي عُنُقه وَكَذَلِكَ إِذا سلبت من فَوق رَأسه وخطفها خاطف فَإِنَّهُ يعزل من ولَايَته۔وَإِن غير وَال فَإِنَّهُ يُطلق الزَّوْجَة أَو يذهب مَاله وجاهه وَكَذَلِكَ إِذا رأى عمَامَته صَارَت ذَهَبا فَإِن ولَايَته ذَاهِبَة أَو زَوجته أَو مَاله۔الرُّؤْيَا المعبرة حِكَايَة رأى جَعْفَر الْمَنْصُور فِي مَنَامه كَأَن النَّبِي عَمه بعمامة كورها على رَأسه ثَلَاثَة وَعشْرين لفة فولي الْخلَافَة ثَلَاثَة وعشرين سنة وَكَذَلِكَ إِذا رأى إِنْسَان

ترجمہ: خواب میں عمامہ دیکھنا مرد کے تاج، قوت، ولایت اور اس کی زوجہ کی طرف اشارہ ہے، پس بادشاہوں یا اہل عہدہ میں سے جس نے خواب میں دیکھا کہ اس کا عمامہ اس کی گردن میں لپٹا ہوا ہے تو وہ اپنی ولایت سے معزول ہوجائے گا اور اس سے ان چیزوں کا مطالبہ کیا جائے گا جو اس کی گردن پر باقی ہیں، اسی طرح عمامہ جب اس کے سر سے سلب کر لیا گیا یا اسے اچکنے والے نے اسے اچک لیا تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ یہ معزول ہوجائے گا۔اور اگر بادشاہ کے علاوہ کسی نے دیکھا کہ عمامہ اس کے سر سے گر گیا ہے تو وہ اپنی بیوی کو طلاق دے گا یا اس کا مال وجاہ چلا جائے گا۔اسی طرح جب اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کا عمامہ سونے کا

كَأَن سُلْطَانا حَيا أَو مَيتا نَاوَلَهُ عِمَامَة فَإِنَّهُ يوليه فِي ولَايَة۔والعمامة نصْرَة لقصة نوح عَلَيْهِ السَّلَام إِذْ دَعَا الله تَعَالَى وانتصر على قومه نزل عَلَيْهِ جِبْرِيل عَلَيْهِ السَّلَام وَعَممه بعمامة وأركبه فِي السَّفِينَة وَالْمَلَائِكَة الَّذين أمد الله بهم نبيه كَانُوا معممين وَذَلِكَ قَوْله تَعَالَى ﴿يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ﴾ وَقَالَ ((اعتموا تزدادوا حلما)) وَمن رأى كَأَنَّهُ لبس عِمَامَة ازْدَادَ رئاسة وصناعة فَإِن كَانَت من خَز ازْدَادَ مَالا وَإِن كَانَت من صوف نَالَ ولَايَة وصلاحا فِي دينه۔وَإِن كَانَت من قطن فَهِيَ كالصوف وَإِن كَانَت من أبريسم فَهِيَ ولَايَة فِي فَسَاد دين وَمَالهَا حرَام۔وَمن تعمم بعمامة فَوق عمَامَته زَاد

ہوگیا ہے تو اس کی ولایت یا مال یا زوجہ چلی جائے گی۔وہ خواب جن کی حکایۃً تعبیر بیان کی گئی ہے، ابوجعفر منصور نے خواب میں دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عمامہ باندھا جس کے تیئیس بل تھے، پس انہیں تیئیس سال کے لئے خلیفہ بنا دیا گیا، اسی طرح جب کسی انسان نے خواب میں دیکھا کہ زندہ یا مردہ سلطان نے اسے عمامہ دیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ سلطان اسے کوئی عہدہ دے گا۔عمامہ نصرت (فتح) کی نشانی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے جب دعائے ضرر کی اور ان کے خلاف مدد طلب کی تو جبریل امین نازل ہوئے اور انہوں نے آپ علیہ السلام کو عمامہ باندھا اور انہیں کشتی میں سوار کیا۔وہ ملائکہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے بھیجا وہ عمامے کی حالت میں تھے، اور یہ اللہ

جاهه وَثَبت فِي ولَايَته وَمن رأى
كَـأَنَّهُ يلف عِمَامَة على رَأسه فَإِنَّهُ
يُسَـافـر سـفـرا بِقدر طول الْعِمَامَة
ـوَقيـل الْـعِـمَـامَة امْرَأَة فَمَا يرى
فِيهَـا مـن نقص أَو خرق أَو وسخ
فَهُوَ فِي المراة ـوَمن رأى عمَامَته
بَيْـضَـاء نـقية وفيهَا خرق أَو مزق
فَهُـوَ كَلَام يُقَال فِي زَوجته وَهِي
بـريـئة مـن ذَلِك لبياض الْعِمَامَة ـ
والـعـمـامة الـصَّـفْرَاء مرض فِي
الـرَّأْس ـوالـعـمـامة السَّـوْدَاء إِذا
لبسهَـا غيـر مُـعْتَاد لَهَا هم وحزن
وَهِـي سؤدد لمن هُوَ من أَهلهَا ـ
وَإِذا رأى الْملك عمَامَته كالبيت
وخـاتـمـه كالخلخال فَإِنَّهُ يعْزل
من ملكه وَإِن كَانَ واليا عزل من
ولَايَته''

تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے
﴿یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَةِ الٰفٍ
مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ﴾ یعنی تمہارا
رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان
والے بھیجے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: عمامہ باندھو اس سے حلم
بڑھے گا۔ جس نے خواب میں دیکھا کہ
اس نے عمامہ پہنا ہے تو اس کی امیری
اور کاروبار میں ترقی ہوگی، اور اگر دیکھا
کہ ریشم اور اون کے کپڑے کا عمامہ
باندھا ہے تو اس کے مال میں زیادتی
ہوگی، اور اگر دیکھا کہ اون کا عمامہ بہنا
ہے تو تو اسے کو منصب اور دین میں
پرہیزگاری نصیب ہوگی۔ اور اگر عمامہ
روئی کا ہے تو اس کی تعبیر اون کے عمامے
ہی کی طرح ہے۔ اور اگر عمامہ ابریسم کا
ہے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اسے
کوئی عہدہ ملے گا جس میں دین کا
نقصان ہوگا، اور اس کا مال حرام ہوگا۔
جس نے خواب میں عمامے کے اوپر

عمامہ باندھا تو اس کی عزت میں ترقی
ہوگی اور وہ اپنے عہدے پر ثابت رہے
گا، جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ
عمامہ باندھ رہا ہے تو وہ عمامے کی لمبائی
کی مقدار سفر کرے گا۔ کہا گیا ہے کہ
خواب میں عمامہ دیکھنا اپنی عورت کے
احوال دیکھنے کی طرح ہے، پس جس نے
عمامے میں کوئی کمی دیکھی یا پھٹن یا اس
می میل دیکھی تو یہ عیب اس کی عورت میں
بھی ہوں گے۔ جس نے خواب میں
سفید و صاف عمامہ دیکھا اور اس میں
پھٹن تھی یا وہ پرزے پرزے نظر آیا تو یہ
اس کی عورت کے بارے میں کئے جانے
والے کلام کی طرف اشارہ ہے، اور اس
کی عورت بریٔ الذمہ ہے جو کہ اس
عمامے کی سفیدی سے ظاہر ہورہا
ہے۔ زرد رنگ کا عمامہ دیکھا تو یہ سر میں
مرض کی نشانی ہے۔ خواب میں غیر معتاد
طریقہ پر کالا عمامہ باندھے دیکھا تو یہ
اس بات کی نشانی ہے کہ اسے رنج و الم

پہنچے گا،خواب میں سیاہ عمامہ دیکھنا اس بات کی نشانی ہے کہ اگر یہ سرداری کا اہل ہے تو اسے سرداری ملے گی۔ بادشاہ نے جب اپنے عمامے کو گھر کی طرح یا اپنی انگوٹھی کو پازیب کی طرح دیکھا تو وہ اپنے ملک سے معزول ہو جائے گا،اور اگر خواب دیکھنے والا گورنر ہو تو وہ اپنے عہدے سے معزول ہو جائے گا۔

(تعبیر الرؤیا،باب الحرف العین،ج1،ص208،مکتبۃ الجامعۃ الاردنیہ)

علامہ عبدالغنی نابلسی (متوفی 1143ھ) فرماتے ہیں:

”(ومن رأى) أن والياً عممه فإنه يتولى ولاية أو يتزوج زوجة تقية.(ومن رأى) أن نبياً عممه أو سلطاناً حياً أو ميتاً ناوله عمامة فإنه يوليه ولاية ومن صلى في المنام صلاة بغير عمامة ربما داخله شك في وضوئه أو نقص في ركوعه وسجوده،(ومن رأى) من المشركين أن على رأسه عمامة أسلم لما ورد:

اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ کے بادشاہ نے اسے عمامہ پہنایا ہے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ یہ بادشاہ بنے گا یا کسی نیک عورت سے شادی کرے گا۔جس نے خواب میں دیکھا کہ نبی نے یا سلطان (جو زندہ ہے یا مردہ ہے) نے عمامہ دیا تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اسے کوئے عہدہ ملے گا۔جس نے خواب میں بغیر عمامے کے نماز پڑھی تو بسا اوقات اسے نماز میں شک واقع ہو جاتا ہے یا اس کے رکوع وسجود

لا يفرق بيننا وبين المشركين إلا العمائم على القلانس .ومن كان خائفاً ذي سلطان ورآه في المنام بعمامة حسنة حلم عليه وأمن من شره وكذلك إن كان على رأسه عمامة حسنة حلم هو على غيره وأمن غيره شره“

ناقص رہ جاتے ہیں۔مشرکین میں سے جس نے دیکھا کہ اس کے سر پر عمامہ ہے تو وہ ایمان لے آئے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے باندھنا ہے،جب کوئی کسی حکمران سے خوف زدہ ہو اور اسے خواب میں خوبصورت عمامہ باندھے دیکھے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ وہ اس پر نرمی کرے گا اور یہ اس کے شر سے محفوظ رہے گا،اسی طرح اگر اس نے اپنے آپ کو خوبصورت عمامہ باندھے دیکھا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دوسروں پر نرمی کرے گا اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔

(تعطیر الانام فی تعبیر المنام،باب العین،ج1،ص254،دارالفکر،بیروت)

باب ھفتم: لباس کے بارے میں محبوب رنگ

سوال: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کپڑوں میں کون سا رنگ محبوب تھا؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لباس میں سفید رنگ زیادہ محبوب تھا۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِلْبَسُوا الثِّيَابَ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ)) ترجمہ: سفید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور خوب ہیں۔اور اپنے اموات کو سفید کفن دو۔

(مسند احمد بن حنبل،ومن حدیث سمرہ بن جندب،ج 33،ص354،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت☆جامع الترمذی،باب ماجاء فی لبس البیاض،ج 4،ص414،دارالغرب الاسلامی،بیروت☆السنن الکبری للنسائی،ای الکفن خیر،ج 2،ص410،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت)

یہی حدیث پاک الفاظ مختلفہ کے ساتھ سنن ابن ماجہ، سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور دیگر کتب احادیث میں بھی ہے۔

(سنن ابن ماجہ،باب ماجاء فیما یستحب من الکفن،ج 1،ص473،داراحیاء الکتب العربیہ،بیروت☆سنن ابی داؤد،باب فی البیاض، ج 4 ، ص 51،المکتبۃ العصریہ،بیروت ،سنن نسائی،ای الکفن خیر،ج4،ص34،مکتب المطبوعات الاسلامیہ،حلب)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”رنگ سبز وسرخ بھی ثابت ہے۔اور محبوب تر سفید۔“

(فتاوی رضویہ،ج22،ص168تا171،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

کالے رنگ کا لباس

سوال: کالے رنگ کا لباس پہننا کیسا ہے؟

جواب: کالے رنگ کا لباس پہننا جائز ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کالا عمامہ پہنا ہے چنانچہ صحیح مسلم شریف میں ہے:

((أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل یوم فتح مکۃ وعلیہ عمامۃ سوداء)) ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے کالا عمامہ پہن رکھا تھا۔

(صحیح مسلم ،کتاب الحج،باب جوز دخول مکۃ ،جلد 2،صفحہ990،دار احیاء التراث العربی ،بیروت)

اس حدیث پاک کے تحت علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”فیہ جواز لباس الثیاب السود وفی الروایۃ الأخری خطب الناس وعلیہ عمامۃ سوداء فیہ جواز لباس الأسود فی الخطبۃ“ ترجمہ: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کالے کپڑے پہننا جائز ہے۔اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کالا عمامہ پہن کا لوگوں کو خطبہ دیا۔اس حدیث سے خطبہ میں کالا لباس پہننے کے جواز کا ثبوت ہے۔

(شرح نووی علی مسلم ،کتاب الحج،باب جوز دخول مکۃ،جلد 9،صفحہ133،دار احیاء التراث العربی ،بیروت)

یونہی کتبِ فقہ مثل تبیین، بحر، بنایہ ودرمختار مع ردالمحتار وغیرہ میں ہے:

واللفظ لآخر ”ندب لبس السواد لأن محمدا ذکر فی السیر الکبیر فی باب الغنائم حدیثا یدل علی أن لبس السواد مستحب“ ترجمہ: کالا لباس مستحب ہے۔امام محمد نے سیر کبیر باب الغنائم میں ایک حدیث نقل کی ہے جو کالا لباس پہننے کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار ،کتاب الخنثی ،مسائلِ شتی ،جلد6،صفحہ731،دار الفکر ،بیروت)

البتہ یہ یاد رہے کہ فوتگی پر اظہارِ غم یا ماتم کے لئے کالے کپڑے پہننا ناجائز

ہیں۔فتاوی ہندیہ میں ہے:

”ولا یجوز صبغ الثیاب أسود أو أکھب تأسفا علی المیت“

میت پر اظہارِ افسوس کے لئے سیاہ یا مائل بہ سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الکرھیۃ، الباب التاسع ،جلد5،صفحہ333،دار الفکر ،بیروت)

یونہی محرم کے دنوں میں سیاہ کپڑے پہننا منع ہیں کہ بد مذہبوں کی علامت اوران سے مشابہت ہے اور ہمیں بد مذہبوں کی مشابہت سے بچنے کا حکم ہے۔سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں ”مسلمان کو چاہئے عشرہ مبارک میں تین رنگوں سے بچے سیاہ، سبز، سرخ۔سیاہ، سبز کی وجہیں تو معلوم ہوگئیں اور سرخ آج کل ناصبی خبیث خوشی کی نیت سے پہنتے ہیں، سیاہ میں اُودا، نیلا، کاسنی۔سبز میں کاہی، دھانی، پستیء۔سرخ میں گلابی، عنابی، نارنجی سب داخل ہیں۔غرض جس پر ان میں کوئی رنگ صادق آئے اگر سوگ یا خوشی کی نیت سے پہنے جب تو خود ہی حرام ہے ورنہ ان کی مشابہت سے بچنا بہتر ہے۔“

(فتاوی رضویہ،جلد24،صفحہ96-492،رضا فائونڈیشن،لاہور)

سرخ لباس

سوال: مرد کے لئے سرخ رنگ کے کپڑے پہننا کیسا ہے؟

جواب: مرد کے لئے سرخ کپڑے پہننا جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ نہ پہنے۔

درمختار میں ہے:

”(**ولابأس بسائر الالوان**)وفی المجتبی و القھستانی وشرح النقایۃ لابی المکارم:لابأس بلبس الثوب الاحمر۔اھ۔ومفادہ ان

ترجمہ: مرد ہر رنگ کے کپڑے پہن سکتا ہے،مجتبی ،قہستانی،شرح نقایہ لابی مکارم میں ہے کہ سرخ رنگ کا کپڑا پہننے میں حرج نہیں،اس کا مفاد یہ کہ یہ مکروہ

الکراھۃ تنزیھیۃ“

تنزیہی ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار،ج9،ص15،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے:

”لان کلمۃ لابأس تستعمل غالباً فیما ترکہ اولی“

کیونکہ لابأس غالب طور پر خلافِ اولیٰ کے لئے آتا ہے۔

(ردالمحتار،ج9،ص15،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”خالص سرخ غیر معصفر میں اضطرابِ اقوال ہے اور صحیح معتمد جواز۔۔باینہمہ انصاف یہ کہ شدتِ اختلاف کے باعث احتراز اولیٰ۔“

(فتاوی رضویہ،ج22،ص198،رضا فائونڈیشن،لاہور)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے۔۔۔ان دو رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کا رنگ زرد، سرخ، دھانی، بسنتی، چمپئی، نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں۔اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے، خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے۔“

(بہار شریعت،حصہ16،ص415،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

زرد لباس

سوال: زرد رنگ کپڑا مرد کو پہنا کیسا ہے؟ خصوصا جو شخص اپنے کو عالم کہے اور پھر زرد کپڑا پہنتا ہو۔

جواب: زعفران کا رنگا ہوا کپڑا مرد پر حرام ہے۔اور کسی طرح کا زرد رنگ حرام نہیں۔ہاں اگر وہ کسی ایسی وضع مخصوص پر ہے جس سے انگشت نمائی وشہرت ہو تو مطلقا مکروہ ہے۔

(فتاوی رضویہ،ج22،ص،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

فتاوی رضویہ میں ایک اور مقام پر ہے ''کسم کا رنگا ہوا سرخ اور کیسر کا رزرد جنھیں معصفر ومزعفر کہتے ہیں مرد کو پہننا ناجائز وممنوع ہے اور ان سے نماز مکروہ تحریمی۔اوران کے سوااور رنگ کا زرد بلاکراہت مباح خالص ہے۔''

(فتاوی رضویہ،ج22،ص196،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

لباس میں ممنوع رنگ

سوال: کون سے رنگ کالباس پہننا مردوعورت کے لئے ممنوع ہے؟

جواب: عورت کو ہر رنگ کے کپڑے پہننا جائز ہے۔مرد کو کُسم سے رنگے ہوئے سرخ اور کیسر (زعفران) کے رنگے ہوئے زرد رنگے کپڑے پہننا جائز نہیں ہے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

((إن هذه من ثياب الكفار فلا تلبسها، وفي حديث "بل احرقهما")) ترجمہ: یہ کافروں کے کپڑے ہیں تم انہیں مت پہنو۔بلکہ انہیں جلادو۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهي عن لبس الرجل، جلد3، صفحہ1647، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

درمختار میں ہے:

''(وكره لبس المعصفر والمزعفر الأحمر والأصفر للرجال) مفاده أنه لا يكره للنساء (ولا بأس بسائر الألوان)'' ترجمہ: کسم یا کیسر سے رنگے ہوئے سرخ و زرد رنگ کے کپڑے پہننا مرد کو مکروہ ہیں ۔اس کا مفاد یہ ہے کہ عورتوں کے لئے یہ دونوں ممنوع نہیں ہیں ۔اس کے علاوہ بقیہ سارے رنگوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(درمختار، الحظر والاباحت، فصل فی اللبس، جلد6، صفحہ358، دار الفکر، بیروت)

(کسم ایک قسم کا پھول ہے جس سے انتہائی سرخ قسم کا رنگ حاصل ہوتا ہے اور پھر اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔کیسر بھی ایک قسم کا پھول ہے جس سے زرد رنگ حاصل ہوتا ہے۔اس کو زعفران بھی کہتے ہیں، فیروز اللغات)

کسم یا کیسر کے علاوہ بقیہ تمام رنگ (چاہے وہ سرخ وزرد ہوں یا کوئی اور) مردوں کو فی نفسہ جائز ہیں البتہ محرم کے دنوں میں سیاہ کپڑے پہننا منع ہیں، یونہی شوخ سرخ رنگ یا جن رنگوں میں زنانہ پن کا اظہار ہو ان سے بچنا چاہیے۔امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''عورت کو ہر قسم کا رنگ جائز ہے جب تک اس میں کوئی نجاست نہ ہو، اور مرد کے لئے دو رنگوں کا استثناء ہے، معصفر ار مزعفر یعنی کسم اور کیسر، یہ دونوں مرد کو ناجائز ہیں اور خالص شوخ رنگ بھی اسے مناسب نہیں۔

حدیث میں ہے:

((إيَّاكُمْ وَالْحُمْرَةَ فَإِنَّهَا أَحَبُّ الزِّينَةِ إِلَى الشَّيْطَانِ)) ترجمہ: سرخ رنگ سے بچو اس لئے کہ وہ شیطان کی پسندیدہ زینت ہے۔

(المعجم الکبیر، ج18، ص148، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

باقی رنگ فی نفسہ جائز ہیں کچے ہوں یا پکے ہاں اگر کوئی کسی عارض کی وجہ ممانعت ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے جیسے ماتم کی وجہ سے سیاہ لباس پہننا حرام ہے۔

بلکہ ماتم کے لئے کسی قسم کی تغییر وضع حرام ہے۔''

(فتاوی رضویہ ملخصا، ج22، ص185، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں ''کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے گہرا رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم ہے۔عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے

رنگ زرد، سرخ، دھانی، بسنتی، چمپئی، نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں۔اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے۔اور یہ ممانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے تشبہ ہوتا ہے اس وجہ سے ممانعت ہے لہذا اگر یہ علت نہ ہو تو ممانعت بھی نہ ہوگی، مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ عمامہ رنگا جاسکتا ہے اور کرتا یا پاجامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اوڑھیں تو اس میں زنانہ پن ظاہر ہوتا ہے تو عمامہ کو جائز کہا جائے گا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ۔'' (بہارشریعت،جلد2،حصہ 16،صفحہ415،مکتبۃ المدینہ)

قمیص

کرتے کی لمبائی

سوال: حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرتہ شریف کتنا نیچا تھا؟

جواب: کرتہ اور قمیض مبارک کی لمبائی نصف پنڈلی تک ہوتی۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے:

((اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَبِسَ قَمِیصًا وَکَانَ فَوْقَ الْکَعْبَیْنِ)) ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایسا کرتہ زیب تن فرمایا جو ٹخنوں سے اوپر تک لمبا تھا۔

(المستدرك للحاكم، كتاب اللباس،ج4،ص217،دارالكتب العلميه،بيروت)

مواہب اللدنیہ میں ہے:

((کان ذیل قمیصہ وردانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی انصاف الساقین)) ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قمیص مبار کا دامن اور چادر مبارک یعنی تہبند یہ دونوں آدھی پنڈلیوں تک ہوا کرتے تھے۔

(المواہب اللدینہ،المقصد الثالث، النوع الثانی،ج2،ص185،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''قمیص مبارک نیم ساق (آدھی پنڈلی) تک تھی۔'' (فتاوی رضویہ،ج22،ص168تا171،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''سنت یہ ہے کہ دامن کی لمبائی آدھی پنڈلی تک ہو اور آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو۔ (بہار شریعت،حصہ16،ص409،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

آستین کی لمبائی اور چوڑائی

سوال: آستین کی لمبائی اور چوڑائی کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: سنت یہ ہے کہ آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو۔جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے ”سنت یہ ہے کہ۔۔۔آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو۔“ (بہار شریعت، حصہ16، ص409، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

قمیض کا گریبان کہاں ؟

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قمیض کا گریبان مبارک سینہ اقدس پر تھا یا دائیں بائیں؟

جواب: گریبان مبارک سینہ اقدس پر تھا۔اشعۃ اللمعات میں ہے:

”جیب قمیص آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر سینہ مبارک وے بود چنانکہ احادیث بسیار بر آں دلالت دارد وعلمائے حدیث تحقیق ایں نمودہ اند“

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قمیص مبارک کا گریبان آپ کے سینہ مبارک پر تھا۔ چنانچہ بہت سی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں اور محدثین حضرات نے اس کی تحقیق کی ہے۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ج، ص، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

اسی میں ہے:

”تحقیق آنست کہ گریبان پیراھن نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر سینہ بود“

ترجمہ: تحقیق یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک کرتے کا گریبان آپ کے سینہ مبارک پر تھا۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ج، ص، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

سوال: کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرتے کے دامن کے چاک مبارک کھلے تھے؟

جواب: دامن کے چاک کھلے ہونا ثابت ہے کہ ان پر ریشمی کپڑے کی گوٹ تھی اور گوٹ کھلے ہوئے چاکوں پر لگاتے ہیں۔صحیح مسلم میں اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

((فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ كِسْرَوَانِيَّةٍ لَهَا لِبْنَةُ دِيبَاجٍ، وَفَرْجَيْهَا مَكْفُوفَيْنِ بِالدِّيبَاجِ))

انہوں (حضرت اسماء) نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک طیاسی کسروانی جبہ (لوگوں کو دکھانے کے لئے) باہر نکالا جس کے گریبان پر ریشمی کپڑے کی گوٹ لگی ہوئی تھی اور اس کی دونوں اطراف ریشم گھری ہوئی تھیں۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال اناء الذہب، ج3، ص1641، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

بٹن یا گھنڈی

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک کرتے میں بٹن لگے ہوئے تھے یا گھنڈی؟

جواب: اس زمانہ میں گھنڈی تکمے ہوتے جن کو زر وعروہ کہتے بٹن ثابت نہیں۔نہ ان میں کوئی حرج ہے۔(فتاوی رضویہ، ج22، ص168تا171، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سونے کے بٹن

سوال: قمیض میں سونے چاندی کے بٹن لگانا کیسا ہے؟

جواب: سونے چاندی کے بٹن لگانا جائز ہے۔صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”سونے چاندی کے بٹن کرتے یا اچکن میں لگانا جائز

ہے، جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے۔ یعنی جبکہ بٹن بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے، جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے۔ (بہار شریعت، حصہ16، ص415، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

پاجامہ اور تہبند

تہبند

سوال: کیا تہبند باندھنا سنت ہے؟

جواب: اصل سنت جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لگاتار اپنایا وہ تہبند ہی ہے، امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اصل سنت کہ مستمرہ فعلیہ حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین ازار یعنی تہبند ہے۔''

(فتاوی رضویہ، ج22، ص155تا159، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

پاجامہ (شلوار)

سوال: کیا پاجامہ (شلوار) پہننا بھی سنت ہے؟

جواب: جی ہاں! پاجامہ پہننا بھی سنت ہے۔ فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

''لُبْسُ السَّرَاوِيلِ سُنَّةٌ، وَهُوَ مِنْ أَسْتَرِ الثِّيَابِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ''	ترجمہ: پاجامہ (شلوار) سنت ہے اور یہ مردوں عورتوں دونوں اصناف کے لئے زیادہ ستر پوش ہے یونہی الغرائب میں مذکور ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع، ج5، ص333، نورانی کتب خانہ، پشاور)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''بالجملہ پاجامہ پہننا بلاشبہہ مستحب بلکہ سنت ہے، ان لم یکن فعلا فقولا والافلا اقل من السنتان تقریر اکماعلمت۔ اگر فعلی سنت نہ بھی ہو تو قولی سنت ضرور ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو کم از کم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریری سنت تو لامحالہ ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج22، ص155تا159، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مزید اس پر دلائل دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''ایک حدیث میں مروی ہوا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے عرض

کیا۔حضور پاجامہ پہنتے ہیں۔فرمایا:

((نَعَمْ، وَبِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَفِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، فَإِنِّي أُمِرْتُ بِالتَّسَتُّرِ، فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا أَسْتَرَ مِنْه)) ترجمہ:ہاں سفر وحضر میں شب و روز پہنتا ہوں اس لئے کہ مجھے ستر کا حکم ہوا ہے میں نے اس سے زیادہ ساتر کسی شیء کو نہ پایا۔

(المعجم الاوسط للطبرانی،من اسمہ محمد،ج6،ص349،دارالحرمین،القاہرہ ☆ مجمع الزوائد،کتاب اللباس، باب فی السراویل،ج 5،ص122، مکتبۃ القدسی،القاہرہ)

مگر یہ حدیث بشدت ضعیف ہے۔

حتی ان اباالفرج اوردہ علی عادتہ فی الموضوعات والصواب کما بینہ الامام السیوطی، واقتصر علیہ الحافظ ابن حجر وغیرہ انہ ضعیف فقط۔ تفرد بہ یوسف بن زیاد الواسطی واہ۔ ترجمہ: یہاں تک کہ حافظ ابوالفرج ابن جوزی نے اپنی عادت کے مطابق اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔لیکن ٹھیک بات جیسا کہ امام سیوطی نے بیان فرمائی اور حافظ ابن حجر وغیرہ نے اسی پر اکتفاء کیا وہ یہ ہے کہ وہ صرف ضعیف ہے چنانچہ یوسف بن زیاد واسطی اسے روایت کرنے میں متفرد (یعنی تنہا) ہے اور وہ کمزور ہے۔

ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسے خریدنا بسندِ صحیح ثابت ہے۔سوید بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((فَجَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلَ، ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لاکر ہمارے ساتھ چلے،ہم سے

فَبِعْنَاه)) پاجامے(شلوار) کا سودا کیا،ہم نے انہیں شلوار فرخت کی۔

(سنن ابی داؤد،باب فی الرجحان فی الوزن،ج3،ص245،المکتبۃ العصریہ،بیروت☆سنن ابن ماجہ،باب لبس السراویل،ج2،ص1185، داراحیاء الکتب العربیہ،بیروت☆جامع الترمذی،باب ماجاء فی الرجحان فی الوزن،ج2،ص589،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

نسائی کے الفاظ یہ ہیں:

((فَاشْتَرَى مِنَّا سَرَاوِيل)) ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے شلوار خریدی۔

(سنن نسائی،الرجحان فی الوزن،ج7،ص284،مکتب المطبوعات الاسلامیہ،حلب)

اور ظاہر ہے یہی ہے کہ خریدنا پہننے ہی کے لئے ہوگا۔

بہر حال اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم زمانہ اقدس میں باذن اقدس پاجامہ پہنتے کما فی الھدی والمواھب وشرح سفر السعادۃ وغیرھا (جیسا کہ الھدٰی،المواہب اور شرح سفر السعادۃ وغیرہ میں مذکور ہے۔)

مواہب اللدنیہ کی عبارت یہ ہے:

''وکانوا یلبسونہ فی زمانہ وباذنہ'' ترجمہ:صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں،آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے پاجامہ(شلوار) پہنتے تھے۔

(مواہب اللدنیہ،النوع الثانی فی لباسہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج 2،ص213،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ)

امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز شہادت پاجامہ پہنے ہوئے تھے:

کما فی تہذیب الامام النووی وغیرہ جیسا کہ تہذیب الاسماء امام نووی وغیرہ میں مذکور ہے۔

(تہذیب الاسماء واللغات،باب العین والثاء المثلثہ،ج 1،ص325،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆

(المواہب اللدنیه،النوع الثانی فی لباسه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ج 2 ، ص212،المکتبة التوفیقیه،القاہره)

ایک حدیث میں ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام **روز مکالمہ طور اون کا پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے:**

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:کَانَ عَلَی مُوسَی یَوْمَ کَلَّمَہُ رَبُّہٗ کِسَاءُ صُوفٍ وَجُبَّۃُ صُوفٍ وَکُمَّۃُ صُوفٍ وَسَرَاوِیلُ صُوفٍ وَکَانَتْ نَعْلَاہُ مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَیِّتٍ))

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تو اس دن وہ اون کی بنی ہوئی چادر، اونی جبہ ،اونی ٹوپی اوراونی شلوار میں ملبوس تھے اوران کے جوتے مردہ گدھے کی کھال کے بنے ہوئے تھے۔

(جامع الترمذی،باب ماجاء فی لبس الصوف،ج3،ص276،دارالغرب الاسلامی،بیروت☆المستدرك علی الصحیحین،تفسیر سورۂ طٰه، ج2 ، ص 411،دارالکتب العلمیه،بیروت)

دوسری حدیث میں ہے کہ سب میں پہلے جس نے پاجامہ پہنا ابراھیم خلیل اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ **ہیں، چنانچہ رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **نے ارشاد فرمایا:**

((اول من لبس السراویل ابراھیم الخلیل))

ترجمہ: سب سے پہلے جس نے شلوار پہنی وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر،ج6،ص201،دارالفکر للطباعة والنشر،بیروت)

تیسری حدیث میں ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **نے اپنی امت سے پاجامہ پہننے والی عورتوں کے لئے دعا مغفرت کی اورمردوں کوتاکید فرمائی کہ خودبھی پہنیں اوراپنی عورتوں کوبھی پہنائیں کہ اس میں ستر زیادہ ہے۔حضرت علی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **نے رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کی حدیث روایت کی:**

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِمُتَسَرْوِلَاتِ أُمَّتِی، یَقُوْلُھَا ثَلَاثًا، یَا أَیُّھَا النَّاسُ! اتَّخِذُوا السَّرَاوِیلَاتِ فَإِنَّھَا مِنْ أَسْتَرِ ثِیَابِکُمْ وَ خُصُّوا بِھَا نِسَاءَ کُمْ إذا خرجن))

ترجمہ:اے اللہ!میری امت سے پاجامہ پہننے والی عورتوں کوبخشش فرما۔ اے لوگو، پاجامہ (یعنی شلوار) پہنا کرو کیونکہ یہ تمھارا لباس ہے سب سے زیادہ ستر پوش لباس ہے، شلوار سے اپنی عورتوں کومحفوظ کروجب وہ باہر نکلیں۔

(کنزالعمال بحواله البزار،ادب اللباس،ج 15،ص463،مؤسسة الرساله،بیروت☆الکامل لابن عدی ،ترجمه ابراہیم بن زکریا العلم ،ج1،ص413،دارالکتب العلمیه، بیروت)

بالجملہ پاجامہ پہننا بلاشبہہ مستحب بلکہ سنت ہے: ان لم یکن فعلا فقولا والافلا اقل من الستنان تقریر اکماعلمت۔ **اگرفعلی سنت نہ بھی ہوتو قولی سنت ضرور ہے اوراگر یہ بھی نہ ہوکم ازکم آنحضرت** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کی تقریری سنت تو لامحالہ ہے۔**

لاجرم فتاوٰی عالمگیریہ میں فرمایا:

"لُبْسُ السَّرَاوِیلِ سُنَّۃٌ، وَھُوَ مِنْ أَسْتَرِ الثِّیَابِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ ، کَذَا فِی الْغَرَائِبِ"

ترجمہ : پاجامہ (شلوار)سنت ہے اور یہ مردوں عورتوں دونوں اصناف کے لئے زیادہ ستر پوش ہے یونہی الغرائب میں مذکور ہے۔

(فتاوی ہندیه ،کتاب الکراهیة ،الباب التاسع ،ج 5،ص333،نورانی کتب خانه، پشاور☆فتاوی رضویه ملخصاً،ج22،ص155تا159،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

شلوار کا پائچہ فراخ یا تنگ

سوال: پاجامے(شلوار) میں فراخ پائچہ سنت ہے یا تنگ پائچہ؟

جواب: امام اہل سنت امام احمدرضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”روایات میں کوئی تخصیص پائچہ فراخ وتنگ کی نظر سے نہ گزری، یہ عاداتِ قوم و بلد پر ہے مگر فراخ کے یہ معنی کہ عرض کے پائچے، نہ غرارے دار جس میں کلیاں ڈال کر گھیر بڑھایا جاتا ہے۔ یہ مردوں کے لئے بلاشبہ ناجائز ہے کہ ان بلاد میں کلیوں دار پائچے خاص لباس عورات ہیں اور عورتوں سے تشبیہ حرام، مرد اگر پہنتے ہیں تو وہی زنانے یا نقال یا بدوضع فساق، ان لوگوں سے بھی مشابہت ممنوع۔

یونہی طول میں نہ ٹخنوں سے زائد ہوں کہ لٹکتے ہوئے پائچے اگر براہ تکبر ہوں تو حرام و گناہ کبیرہ ورنہ مردوں کے لئے مکروہ و خلاف اولیٰ۔

گھٹنوں کے قریب ہو جیسا کہ آج کل جہال وہابیہ نے اختراع کیا ہے کہ فراخ پائچے جب اتنے چھوٹے ہوں گے تو بیٹھنے لیٹنے میں ران کا کوئی حصہ کھل جانا مظنون بلکہ مشاہد ہے۔ شرح مطہر کی عادت کریمہ ہے کہ ایسی جگہ جب ایک مقدار کو فرض فرماتی ہے اس کی تکمیل وتوثیق کے لئے ایک حد معتدل تک اس سے زیادت سنت بتاتی ہے عورتوں کا سارا پاؤں عورت تھا تو انھیں ایک بالشت ازار یا پائچے لٹکانے کا حکم عزیمت اور دو بالشت تک رخصت ہوئی کہ قدم ہی تک رکھیں تو حرکات میں بعض حصہ ساق یا کعب کھل جاتا۔

یوہیں مرد کا ستر عورت کے گھٹنے کے نیچے تک ہے تو فراخ پائچہ جب وہیں تک ہوگا حرکات میں کوئی حصہ زانوں یا ران منکشف ہوجائے گا لہذا نیم ساق (آدھی پنڈلی) تک عزیمت اور کعبین تک رخصت ہوئی کہ تقریباً وہی ایک اور دو بالشت کا حساب ہے۔

یونہی تنگ پائچے بھی نہ چوڑی دار ہوں نہ ٹخنوں سے نیچے، نہ خوب چست بدن سے سلے۔ کہ یہ سب وضع فساق ہے۔ اور ساتر عورت (شرم کی جگہ کو چھپانے

والے لباس) کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے۔ یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی کہ ((نساء کاسیات عاریات)) ہوں گی یعنی کپڑے پہننے ننگیاں، اس کی وجوہ تفسیر سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ایسے تنگ چست ہوں گے کہ بدن کی گولائی فربہی انداز اوپر سے بتائیں گے جیسے بعض لکھنؤ والیوں کی تنگ شلواریں چست کرتیاں۔

نہ بہت اونچے گھٹنوں کے قریب ہوں کہ تنگ پائچوں میں اگرچہ احتمال کشف نہیں مگر پاؤں کے لباس میں جو حد مسنون ہے اس سے تجاوز یا افراط ہوا۔

یہ افراد بدعت وہابیہ ہند ہے تو ان سے تشبیہ مکروہ ہے۔ غرض ڈھیلے پائچے جب ان قباحتوں اور تنگ ان شناعتوں سے پاک ہوں تو دونوں شرعاً مرخص و پسند اور ادائے مستحب میں کافی وبسند ہیں ہاں غالب عادات علماء و اولیاء میں وہی عرض کے پائچے دیکھے گئے اور انھیں کو اصل سنت فعلیہ یعنی تہبند سے زیادہ مشابہت۔“

(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج22، ص155تا159، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ٹخنوں سے نیچے شلوار

سوال: مرد کے لیے شلوار کے پائنچے ٹخنوں سے نیچے رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی دو صورتیں ہیں:

(1) تکبر کی وجہ سے رکھنا حرام ہے۔ (2) بغیر تکبر کے مکروہ تنزیہی و خلافِ اولیٰ ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ، لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا زمین پر گھسیٹے اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِي يَسْتَرْخِي، إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذَلِكَ خُيَلَاءَ))

کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا تہبند ایک طرف سے ڈھیلا ہو جاتا ہے جب تک کہ میں اس کا خاص خیال نہ رکھوں تو ارشاد فرمایا: :تم ان میں نہیں ہو جو براہ تکبر ایسا کریں۔

(صحیح بخاری،باب من جرازارہ من غیرخیلاء ،جلد5،صفحہ6،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں ”پائچوں کا کعبین سے نیچا ہونا جسے عربی میں اسبال کہتے ہیں اگر براہ عجب وتکبر ہے تو قطعاً ممنوع وحرام ہے اوراس پر وعید شدید وارد۔“

(فتاوی رضویہ ،جلد22،صفحہ7-166،رضا فاؤنڈیشن ،لاہور)

مزید فرماتے ہیں ”(اسی طرح جن احادیث میں)علی الاطلاق وارد ہوا کہ (اس پر وعید ہے)اس سے (بھی) یہی صورت مراد ہے کہ بتکبر اسبال (ٹخنوں سے نیچے پائچے) کرتا ہو ورنہ ہرگز یہ وعید شدید اس پر وارد نہیں۔مگر علماء درصورت عدمِ تکبر حکم کراہت تنزیہی دیتے ہیں۔“

(فتاوی رضویہ ،جلد22،صفحہ7-166،رضا فاؤنڈیشن ،لاہور)

مزید فرماتے ہیں ”بالجملہ اسبال اگر براہ عجب وتکبر ہے حرام ورنہ مکروہ اور خلاف اولیٰ ،نہ حرام مستحق وعید۔“

(فتاوی رضویہ ،جلد22،صفحہ7-166،رضا فاؤنڈیشن ،لاہور)

فتاوی ہندیہ میں ہے:

”اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیہ کذا فی الغرائب“

ترجمہ: کسی آدمی کا ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکانا اگر تکبر کی بنا پر نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔

(فتاوی ہندیہ،کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع ،جلد5،صفحہ333،دار الفکر ،بیروت)

سوال: اگر نماز میں شلوار ٹخنوں سے نیچے ہو،تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر تکبر کی وجہ سے شلوار نیچے لٹکائی ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی ورنہ مکروہ تنزیہی۔امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ”ازار کا گٹوں سے نیچے رکھنا اگر برائے تکبر ہو حرام ہے اوراس صورت میں نماز مکروہ تحریمی ورنہ صرف مکروہ تنزیہی، اور نماز میں بھی اس کی غایت خلافِ اولیٰ۔“

(فتاوی رضویہ ،جلد7،صفحہ388،رضا فاؤنڈیشن ،لاہور)

شلوار ٹخنوں سے اوپر

سوال: مرد کو شلوار کے پائنچے کہاں تک رکھنے چاہئے ٹخنوں کے اوپر یا پنڈلی تک؟

جواب: آدھی پنڈلی تک پائنچوں کا ہونا بہتر وعزیمت ہے اور آدھی پنڈلی سے لیکر ٹخنوں کے اوپر تک رکھنے کی اجازت ورخصت ہے۔حدیث پاک میں ہے:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ :مَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي إِزَارِي اسْتِرْخَاءٌ، فَقَالَ:يَا عَبْدَ اللهِ ارْفَعْ إِزَارَكَ، فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ:زِدْ، فَزِدْتُ، فَمَا زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ، فَقَالَ بَعْضُ

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور میرا ازار ڈھیلا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عبداللہ! اپنا ازار اوپر کرو، میں نے اوپر کیا۔ پھر فرمایا مزید اوپر کرو پھر اس کے بعد میں

الْقَوْمِ:إِلَى أَيْنَ؟ فَقَالَ:أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ)) مسلسل اسے کھینچتا رہا، تو لوگوں میں سے کسی نے پوچھا کہاں تک (کھینچتے رہے)؟ ارشاد فرمایا: دونوں پنڈلیوں کے نصف تک۔

(صحیح مسلم ،کتاب اللباس والزینۃ ،باب تحریم جر الثوب،جلد 3،صفحہ1653،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

((سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، وَمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فِي النَّارِ)) ترجمہ: میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمانوں کا تہبند دونوں پنڈلیوں کے نصف تک ہونا چاہئے، اس پر کوئی حرج نہیں کہ نصف پنڈلی اور ٹخنون کے درمیان ہو، اور ٹخنوں سے نیچے ہے تو جتنا نیچے ہے ٹخنوں سے نیچے اتنا حصہ آگ میں ہے۔

(ابن ماجہ،کتاب اللباس،باب موضع الازار این ہو،جلد2،صفحہ1183،دار احیاء الکتب العربیہ،بیروت)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فَالْمُسْتَحَبُّ نِصْفُ الساقين والجائز بلا كراهة ماتحته إِلَى الْكَعْبَيْنِ" ترجمہ: مستحب ہے کہ تہبند (یا شلوار) پنڈلیوں کے نصف تک ہو اور بغیر کراہت جائز ہے کہ نیچے ٹخنوں تک ہو۔

(شرح صحیح مسلم للنووی،کتاب اللباس،باب تحریم جر الثوب،ج14،ص62,63،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

فتاوی ہندیہ میں ہے:

"يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْإِزَارُ فَوْقَ ترجمہ: مناسب ہے کہ ازار ٹخنوں سے اوپر

الْكَعْبَيْنِ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ وَهَذَا فِي حَقِّ الرِّجَالِ" اوپر نصف پنڈلی تک ہو اور مردوں کے حق میں ہے۔

(فتاوی ہندیۃ،کتاب الکراھیۃ، الباب السابع ،ج5،ص333،دارالفکر،بیروت)

امام اہل سنت امام احمد خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہاں اس میں شبہہ نہیں کہ نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک پائچوں کا ہونا بہتر وعزیمت ہے اکثر ازار پر انوار سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہیں تک ہوتی تھی......امام نووی فرماتے ہیں:

"فالمستحب نصف الساقين والجائز بلاكراهة ماتحته الى الكعبين" ترجمہ: مستحب ہے کہ ازار (تہبند) پنڈلیوں کے نصف تک ہو اور بغیر کراہت جائز ہے کہ نیچے ٹخنوں تک ہو۔

وفی الفتاوی العالمگیریة ینبغی ان یکون الازار فوق الکعبین الی نصف الساق۔ ترجمہ: اور فتاوی عالمگیریہ میں ہے کہ مناسب ہے کہ ازار ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی تک ہو۔"

(فتاوی رضویہ ،جلد22،صفحہ168،رضا فائونڈیشن،لاہور)

ہاں شلوار وغیرہ کو نصف پنڈلی سے زیادہ اوپر کرنا ممنوع ومکروہ ہے کہ یہ مقدار سنت پر افراط (زیادتی) اور بد مذہبوں سے مشابہت ہے۔صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "کپڑوں میں اسبال یعنی اتنا نیچا کرتہ، جبہ، پاجامہ، تہبند پہننا کہ ٹخنے چھپ جائیں ممنوع ہے، یہ کپڑے آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنے تک ہوں یعنی ٹخنے نہ چھپنے پائیں۔مگر پاجامہ یا تہبند بہت اونچا پہننا آج کل وہابیوں کا طریقہ ہے، لہٰذا اتنا اونچا بھی نہ پہنے کہ دیکھنے والا وہابی سمجھے۔اس زمانے میں بعض لوگوں نے پاجامے بہت نیچے پہننے شروع کردیے ہیں کہ ٹخنے تو کیا ایڑیاں

بھی چھپ جاتی ہیں، حدیث میں اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے، یہاں تک کہ ارشادفرمایا: ٹخنے سے جو نیچا ہو، وہ جہنم میں ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ16،ص416,417،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

عورتوں کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے

سوال:عورتوں کو پاجامہ ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہیے یا ٹخنے ڈھانپ کر؟

جواب:عورات کے گٹے سترعورت میں داخل ہیں غیرمحرم کو ان کا دیکھنا حرام ہے۔ عورت کو حکم ہے کہ اس کے پائچے خوب نیچے ہوں کہ چلتے میں ساق (پنڈلی) یا گٹے کھلنے کا احتمال نہ رہے۔ ردالمحتار میں ہے:

"(اعضاء عورۃ الحرۃ) السَّاقَانِ مَعَ الْكَعْبَيْنِ، وَالثَّدْيَانِ"

آزاد عورت کا محل ستر (چھپانے کی جگہوں میں سے) ٹخنوں سمیت دو پنڈلیاں اور دو چھاتیاں ہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الصلوۃ،باب شروط الصلوۃ ،ج1،ص409،دارالفکر،بیروت)

حدیث پاک میں ہے:

((فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَكَيْفَ يَصْنَعْنَ النِّسَاءُ بِذُيُولِهِنَّ؟ قَالَ:يُرْخِينَ شِبْرًا، فَقَالَتْ:إِذًا تَنْكَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ، قَالَ: فَيُرْخِينَهُ ذِرَاعًا، لاَ يَزِدْنَ عَلَيْهِ))

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کی (جبکہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہبند کا ذکر فرمایا) یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! عورت کا کیا حکم ہے؟ ارشادفرمایا: وہ بالشت بھر (اپنا تہبند) لٹکائے رکھے، عرض کی: پھر اس کا پاؤں برہنہ ہوگا۔ ارشادفرمایا: ایک ہاتھ چھوڑ دے (یعنی لٹکائے) لیکن اس سے زیادہ تو نہ ہو۔

(سنن ترمذی،باب ماجاء فی جر ذیول النساء،ج 3،ص275،دارالغرب الاسلامی،بیروت☆سنن

نسائی،ذیول النساء،ج8،ص209،مکتب المطوعات الاسلامیہ،حلب)

کفِ ثوب

سوال:شلوار یا پاجامے کو نیفے سے فولڈ کر کے نماز پڑھنا کیسا؟ اسی طرح پینٹ لمبی ہونے کی وجہ سے نیچے سے تہہ کر کے نماز پڑھنا کیسا؟

جواب:شلوار یا پاجامے کے نیفے سے تہہ (فولڈ) کرنا اور پینٹ کو نیچے سے تہہ کرنا کفِ ثوب ہے اور نماز میں کفِ ثوب مکروہ تحریمی ہے۔ حدیث مبارک میں ہے:

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال امر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یسجد علی سبعۃ اعضاء ولا یکف شعرا ولاثوبا الجبہۃ والیدین والرکبتین والرجلین))

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا بال اور کپڑا نہ سمیٹنے کا حکم دیا گیا پیشانی دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے دونوں پاؤں۔

(صحیح بخاری،ج1،ص182،مکتبہ رحمانیہ،لاہور)

درمختار میں ہے:

"کرہ کف ای رفعہ ولو لتراب کمشمر کم او ذیل"

کپڑے کا اٹھانا اگرچہ مٹی کی وجہ سے ہو مکروہ ہے جیسا آستین اور دامن چڑھانا۔

(الدرالمختار ،ج1،ص91،مطبع مجتبائی ،دہلی)

ردالمحتار میں ہے:

"حرر الخیرالرملی مایفید ان الکراھۃ فیہ تحریمیۃ"

شیخ خیرالدین رملی کی عبارت اس بات کی مفید ہے کہ اس میں کراہت تحریمی ہے۔

(ردالمحتار، ج1،ص473،مصطفی البابی، مصر)

نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری میں "ولا یکف" کی شرح کرتے ہوئے

فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یعنی بال یا کپڑے کو غیر معتاد طریقے سے سمیٹنا، مثلاً بالوں کا جوڑا (مردوں کے لیے) باندھنا یا ان کو سمیٹ کر عمامے کے اندر کر لینا یا آستین چڑھا لینا یا تہبند اور پائجامے کو گھرس لینا اس سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔''

(نزهة القاری شرح صحیح البخاری، ج2، ص64، فرید بك سٹال، لاہور)

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''پائجامہ، تہبند، شلوار، پتلون یا کسی اور کپڑے کو نیچے سے موڑ دینا یا اوپر اٹھا کر اڑس لینا کفِ ثوب ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں کفِ ثوب کے بارے میں ایک مستقل باب باندھا ہے اور اس باب میں ایک حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے:

((امرت ان اسجد علی سبعة اعظم لااکف شعرا ولا ثوبا)) یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے اور بال اور کپڑے نہ سمیٹنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اسی حدیث کی بناء پر ہمارے تمام فقہاء نے کفِ ثوب یعنی کپڑے سمیٹنے کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ علامہ علاء الدین حصکفی متوفی 1088ھ نے درمختار میں لکھا:

''کرہ کف ای رفعه ولو لتراب کمشمر کم او ذیل'' کپڑے کو اڑسنا یعنی اوپر اٹھانا جس طرح آستین اٹھائی یا دامن سمیٹا یا دامن سمیٹا جاتا ہے، مکروہ ہے۔ اگرچہ مٹی سے بچنے کی خاطر ایسا کیا جائے۔

یہ خیال رہے کہ جو نماز کراہتِ تحریمی کے ساتھ پڑھی جائے گی اس کو دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا ہے۔''

(وقار الفتاوی، ج2، ص243، بزم وقار الدین، کراچی)

چوڑی دار پاجامہ

سوال: چوڑی دار پائجامہ پہننا کیسا ہے؟ اور بوتام لگا کر پنڈلیوں سے چمٹا

ہوا پاجامہ پہننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام اہل سنت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ''چوڑی دار پاجامہ پہننا منع ہے کہ وضع فاسقوں کی ہے۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''آداب اللباس'' میں فرماتے ہیں:

''سراویل که در عجم متعارف است که اگر زیر شتالنگ باشد یا دوسه چین واقع شود بدعت و گناه است۔'' ترجمہ: شلوار جو عجمی علاقوں میں مشہور و معروف ہے اگر ٹخنوں سے نیچے ہو یا دو تین انچ (شکن) نیچے ہو تو بدعت اور گناہ ہے۔

یونہی بوتام لگا کر پنڈلیوں سے چمٹا ہوا بھی ثقہ لوگوں کی وضع نہیں۔ آدمی کو بد وضع لوگوں کی وضع سے بھی بچنے کا حکم ہے یہاں تک کہ علماء درزی اور موچی کو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص فاسقوں کے وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے نہ سیے اگرچہ اس میں اجر کثیر ملتا ہو۔ فتاوی امام قاضی خان میں ہے:

''الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاطة شیء من زی الفساق ویعطی له فی ذلك کثیر الاجر لایستحب له ان یعمل لانه اعانة علی المعصیة'' اگر موچی یا درزی سے جب فاسقوں کی وضع کے مطابق کوئی چیز بنوانے یا سلوانے کے لئے اجارہ دی جائے تو اس کام کے لئے اسے بہت اجرت دی جائے تو اس کے لئے یہ کام کرنا بہتر نہیں اس لئے کہ یہ گناہ کے سلسلے میں امداد ہے۔

(فتاوی قاضی خاں، کتاب الحظر والاباحة، ج، ص، نولکشور، لکھنؤ☆فتاوی رضویه، ج22، ص، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

متفرقات

ریشمی کپڑے پہننا

سوال: مرد کے لیے ریشمی کپڑے پہننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مرد کو ریشمی کپڑے پہننا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ، فَإِنَّهُ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ)) ترجمہ: ریشم نہ پہنو کہ جو اسے دنیا میں پہنے گا آخرت میں نہ پہنے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال اناء الذهب والفضة، ج 3، ص1641، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے:

((وَمن لم يلْبسهُ فِي الْآخِرَة لم يدْخل الْجنَّة)) ترجمہ: اور جو آخرت میں نہیں پہنے گا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(الترغیب والترہیب، ترہیب الرجال من لبسہم الحریر، ج3، ص69، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَالدِّيبَاجَ، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ)) ترجمہ: سونے چاندی کے برتنوں نہ پیو، ریشم نہ پہنو کہ یہ دنیا میں کافروں کے لیے ہے اور آخرت میں تمہارے لیے۔

(صحیح بخاری، باب آنية الفضه، ج7، ص113، دارطوق النجاة)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ)) ترجمہ: ریشم وہ پہنے گا جس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر، ج 2، ص4، دارطوق النجاة☆صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال اناء الذهب والفضة، ج3، ص1639، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ایک حدیث میں ہے حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ حَرِيرٍ، أَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبًا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ترجمہ: جو ریشم پہنے گا اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن آگ کا کپڑا پہنائے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث جویریة نبت الحرث، ج44، ص339، مؤسسة الرساله، بیروت)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

((من لبس ثوب حَرير ألبسهُ اللـه يَوْمًا من نَار لَيْسَ من أيامكم وَلَكِن من أَيَّام الله الطوَال)) ترجمہ: جو ریشم پہنے اللہ تعالیٰ اسے ایک دن کامل آگ پہنائے گا وہ دن تمھارے دنوں میں سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ان لمبے دنوں سے ہے۔

(الترغیب والترہیب، ترہیب الرجال من لبسہم الحریر، ج3، ص72، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں ہے میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے اپنے دہنے ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا لیا پھر فرمایا:

((إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي)) ترجمہ: بیشک یہ دونوں (ریشم اور سونا) میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الحریر النساء، ج، ص، آفتاب عالم پریس، لاہور)

سلک کے کپڑے

سوال: سلک کے کپڑے کیا ریشمی کپڑے ہوتے ہیں؟

جواب: سلک کو بعض نے کہا کہ انگریزی میں ریشم کا نام ہے۔ اگر ایسا ہو بھی تو اعتبار حقیقت کا ہے نہ کہ مجرد نام کا، بر بنائے تشبیہ بھی ہوتا ہے جیسے ریگ ماہی مچھلی نہیں۔ جرمن سلور چاندی نہیں۔ جو کپڑے رام بانس یا کسی چھال وغیرہ چیز غیر ریشم کے ہوں اگرچہ صناعی سے ان کو کتنا ہی نرم اور چمکیلا کیا ہو مرد کو حلال ہیں اور اگر خالص ریشم کے ہوں یا بانا ریشم ہو اگرچہ تانا کچھ ہو تو حرام ہے۔ یہ امر ان کپڑوں کو دیکھ کر یا ان کا تار جلا کر واقفین سے تحقیق کر کے معلوم ہو سکتا ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج22، ص194، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ریشمی رومال

سوال: مرد کے لیے ریشمی رومال استعمال کرنا یعنی ہاتھ میں یا کندھے پر رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: ہاتھ میں لینا جیب میں رکھنا، اس سے منہ پوچھنا یہ سب جائز (اگر بہ نیت تکبر نہ ہو کہ اس نیت سے تو کوئی روا نہیں) اور کندھے پر ڈلنا مکروہ تحریمی۔ اصل یہ ہے کہ ہمارے امام مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ریشم کا پہننا ہی مرد کو ممنوع ہے نہ کہ باقی طرق استعمال، اور رومال حسب معمول کندھے پر ڈالنا ایک نوع لبس (پہننے کی قسم) ہے۔ ہاتھ یا جیب میں رکھنا پہننا نہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج22، ص، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

چوری کے کپڑے

سوال: چوری کا کپڑا پہن کر نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: چوری کا کپڑا پہن کر نماز پڑھنے میں اگرچہ فرض ساقط ہو جائے

گالان الفساد مجاور (کیونکہ فساد نماز سے باہر ہے) مگر نماز مکروہ تحریمی ہوگی لالاشتمال علی المحرم (حرام چیز پر مشتمل ہونے کی وجہ سے) کہ جائز کپڑے پہن کر اس کا اعادہ واجب، کالصلوۃ فی الارض المغصوبۃ سواء بسواء (جس طرح مغصوبہ زمین پر نماز کا حکم اور یہ برابر ہے)۔

(فتاوی رضویہ، ج7، ص392تا396، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

منگل کو کپڑا کاٹنا

سوال: منگل کو کپڑا قطع کرنا کیسا ہے؟

جواب: جو کپڑا منگل کے دن قطع ہوتا ہے اس کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وہ جلے گا یا ڈوبے گا یا چوری ہو جائے گا، لہذا منگل کے دن کپڑے قطع کرنے سے بچنا ہی چاہئے۔ امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ جو کپڑا منگل کے دن قطع ہو وہ جلے گا یا ڈوبے گا یا چوری ہو جائے گا۔''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ 2، ص268، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے'' کپڑے کے استعمال یا درزی کو دینے کے لئے کوئی خصوصیت نہیں، ہاں منگل کے دن کپڑا قطع نہ کیا جائے۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: جو کپڑا منگل کے روز قطع کیا جائے وہ جلے یا ڈوبے یا چوری ہو جائے۔''

(فتاوی رضویہ، ج22، ص، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

پینٹ شرٹ پہننے کا حکم

سوال: پینٹ شرٹ پہننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر پینٹ تنگ ہو اور اعضاء سے اس طرح چپکی ہو کہ اعضاء کی ہیئت معلوم ہوتی ہو تو لوگوں کے سامنے ایسی پینٹ پہننا منع ہے، اور دوسروں کو اس کی

طرف دیکھنا جائز نہیں۔صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''دبیز کپڑا جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہے ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں۔اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لئے بدرجہ اُولیٰ ممانعت۔بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں اس مسئلہ سے سبق لیں۔''

(بہارشریعت،نماز کابیان،نماز کی شرطوں کابیان،جلد 01،حصہ 03،صفحہ 480،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

اگر پینٹ تنگ نہ ہو بلکہ اتنی کھلی ہو کہ بدن کے اعضاء کی ہیئت نظر نہ آئے تو مردوں کیلئے اس کا پہننا اگرچہ جائز تو ہے لیکن مکروہ و ناپسندیدہ ہے فتاوی بریلی میں ہے: ''اب جبکہ انگریزی لباس مثلاً پینٹ شرٹ وغیرہ کا پہننا انگریزوں کے ساتھ خاص نہ رہا بلکہ دیگر قوموں کے ساتھ مسلمانوں میں بھی عام ہوگیا تو اب یہ کسی ایک قوم کا وضع مخصوصہ اور شعار قومی نہ رہا اور نہ ہی اب یہ انگریزوں کا شعار قومی کہلائے گا لہٰذا اب وہ حکم سابق نہ رہا البتہ اسے پہننا اب بھی کراہت سے خالی نہیں کہ یہ وضع صلحاء نہیں بہرحال وضع فساق ہے کہ لباس مذکور ابھی اتنا عام نہیں ہوا کہ صلحاء علما اور متقین بھی استعمال کرتے ہوں بلکہ اکثر فساق ہی استعمال کرتے ہیں ان میں بھی کچھ ایسے ہوتے ہیں جو بدرجہء مجبوری اسے استعمال کرتے ہیں بلکہ بعض پہننے والے خود بھی اسے کوئی اچھا لباس نہیں تصور کرتے اور لوگوں کا سے معیوب سمجھنا ہی اس کی کراہت کو کافی لہٰذا ایسی صورت میں مطلقاً مکروہ تنزیہی کا حکم ہے۔''

(فتاوی بریلی ،صفحہ 208،شبیر برادرز ،لاہور)

لہٰذا ایسی پینٹ بھی پہننے سے بچنا ہی بہتر ہے۔

سنن زوائد

سوال: روایت مشہورہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ تہبند ہی استعمال فرمایا اور قمیص بلا بٹن یعنی گھنڈی دار پہنی ہیں تو یہ سنت ہوا اور جب یہ سنت ہوا تو اگر کوئی شخص پاجامہ پہنے یا قمیص پر بٹن لگائے یا کالر لگائے یہ سب خلاف سنت ہے۔تو کیا وہ مخالف سنت کہلایا جائے گا اور مثلاً آپ نے یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کی روٹی ہی تناول فرمائی ہے تو جو شخص اپنے مکان پر گندم کی روٹی کھائے اور جو کی روٹی نہ کھائے تو مخالفین سنت میں داخل ہوگا؟

جواب: یہ سنن زوائد ہیں بہ نیت اتباع اجر ہے ورنہ:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ ترجمہ: فرمادیجئے اللہ تعالیٰ کی زیب وزینت کس نے حرام ٹھہرائی جو اس نے بندوں کے لیے نکالی (یعنی ظاہر فرمائی) اور ستھری روزی۔

(سورۃ الاعراف،آیت 32)

ہاں یہ ضرور ہے کہ کفار یا بدمذہبوں یا فساق کی وضع نہ ہو۔واللہ تعالی اعلم۔

(فتاوی رضویہ،ج22،ص186،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

کفار کا لباس

سوال: ایسا لباس پہننا جس سے فرق کافر مسلمان کا نہ رہے شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ''حرام ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) ترجمہ: جو کوئی کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے۔

(سنن ابی داؤد،کتاب اللباس،باب فی لبس الشھرۃ،ج4،ص44،المکتبۃ العصریہ،بیروت)

بلکہ اس میں بہت صورتیں کفر ہیں۔ جیسے زنار باندھنا۔ بلکہ شرح الدرر للعلامۃ عبدالغنی النابلسی بن اسمٰعیل رحمہما اللہ تعالیٰ میں ہے:

''لبس زی الافرج کفر علی الصحیح'' ترجمہ: یعنی صحیح مذہب یہ ہے کہ فرنگیوں کی وضع پہننا کفر ہے۔

(الحدیقہ الندیہ ،النوع التاسع ،مع انواع الستین السخریۃ،ج2،ص230، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

فتاوٰی خلاصہ میں ہے:

''امرأۃ شدت علی وسطھا حبلا وقالت ھذا زنار تکفر'' ترجمہ: کسی عورت نے اپنی کمر میں رسی باندھی اور کہا یہ زنار (جنیو) ہے کافرہ ہوگئی۔

(خلاصہ الفتاوٰی ،کتاب الفاظ الکفر ،الجنس السادس ،ج 4،ص387،مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ ☆ (فتاوی رضویہ،ج 22،ص 193,194،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

جوتے

سوال: عورتوں کو مردوں والے اور مردوں کو عورتوں والے جوتے پہننا کیسا ہے؟

جواب: عورتوں کو مردوں والا اور مردوں کو عورتوں والا جوتا پہننا ناجائز ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ ، وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت کی ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبیہ کریں۔

(صحیح البخاری ،کتاب اللباس،باب المتشبھین بالنساء ،ج7،ص159،مطبوعہ دارطوق النجاۃ☆سنن ابن ماجہ ،ابوب النکاح ،باب فی المخنثین،ج 1،ص614،داراحیاء الکتب العربیہ،بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَۃَ الْمَرْأَۃِ وَالْمَرْأَۃَ تَلْبَسُ لِبْسَۃَ الرَّجُلِ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت کی اس مرد پر جو عورت جیسا لباس پہنے اور عورت پر بھی لعنت کی جو مرد جیسا لباس پہنے۔

(سنن ابی داؤد،باب فی لبس النساء،ج4،ص60،المکتبۃ العصریہ،بیروت☆المستدرک للحاکم،ج4،ص215،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

سنن ابوداؤد میں ہے:

((قِیْلَ لِعَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا :إِنَّ امْرَأَۃً تَلْبَسُ النَّعْلَ، فَقَالَتْ:لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ ترجمہ: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

عَلَيهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ)) لعنت فرمائی مردانی عورتوں پر۔

(سنن ابی داؤد،باب فی لباس النساء،ج4،ص60،المکتبۃ العصریہ،بیروت)

مرقاۃ میں ہے:

’’(تَلْبَسُ النَّعْلَ)، أَيِ الَّتِي يُخْتَصُّ بِالرِّجَالِ‘‘ ترجمہ: تلبس النعل یعنی عورت اگر ایسا جوتا پہنتی ہے جو مردوں کے لئے مختص ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ،کتاب اللباس، باب الترجل،ج7،ص2836،دارالفکر،بیروت)

پیلے رنگ کے جوتے

سوال: زرد(پیلے)رنگ کا جوتا پہننا کیسا ہے؟

جواب: پیلے رنگ کا جوتا پہننا راحت وخوشی کا سبب ہے اوراس سے غم کم ہوتے ہیں۔علامہ سمعانی(متوفی 489ھ)حدیث پاک نقل کرتے ہیں:

((وَقَد قَالَ النَّبِي :من لبس نعلا صفراء لم يزل فِي سرُور حَتَّى يَنْزِعهَا)) ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو پیلے جوتے پہنے گا وہ ہمیشہ خوش رہے گیا جب تک انہیں نہ اتارے۔

(تفسیر سمعانی،سورۃ البقرہ،ج1،ص92،دارالوطن،الریاض)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((من لبس نعلا صفراء قل همه لقوله تَسُرُّ النَّاظِرِينَ)) ترجمہ: جس نے پیلا جوتا پہنا اس کے غم کم ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پیلے رنگ کی گائے دیکھنے والوں کو خوش کرتی ہے۔

(تفسیر النیشابوری،سورۃ البقرہ،ج1،ص310،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

ایسا ہی علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر روح البیان میں نقل کیا ہے۔

(تفسیر روح البیان،سورۃ البقرہ،ج1،ص160،دارالفکر،بیروت)

علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں نقل کرتے ہیں:

((كان علي كرم الله تعالى وجهه يرغب في النعال الصفر ويقول من لبس نعلا أصفر قل همه)) ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پیلے جوتے پہننے میں رغبت فرماتے اورفرماتے کہ جو پیلے جوتے پہنے گا اس کے غم کم ہوں گے۔

(تفسیرروح المعانی،سورۃ البقرہ،ج1،ص289،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں’’زرد جوتا مورث سرور وفرحت۔

قالہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما واستند بقولہ تعالیٰ ﴿صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ﴾ ترجمہ: چنانچہ زرد جوتے کے متعلق(یہ بات کہ اس سے فرحت ملتی ہے)سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشادفرمائی ہے اوراللہ تعالیٰ کے اس قول’’اس گائے کا رنگ خالص زرد ہے جو دیکھنے والوں کو خوش کرتی ہے‘‘ سے استدلال فرمایا۔

(فتاوی رضویہ،ج22،ص196،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

کالے رنگ کے جوتے

سوال: کالے رنگ کے جوتے پہننا کیسا ہے؟

جواب: کالے جوتا پہننا غم لاتا ہے۔علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((نهى ابن الزبير ومحمد بن كثير عن لباس النعال السود لانها تهم)) ترجمہ: ابن زبیر اورمحمد بن کثیر نے سیاہ جوتے پہننے سے منع کیا ہے کیونکہ یہ غمگین کرتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان،سورۃ البقرہ،ج1،ص160،دارالفکر،بیروت)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

((ونهى ابن الزبير ويحيى بن أبي كثير عن لباس النعال السود لأنها تغم))

ترجمہ: ابن زبیر اور یحیی بن ابی کثیر نے سیاہ جوتے پہننے سے منع کیا کہ یہ غم لاتے ہیں۔

(تفسیرروح المعانی،سورۃ البقرہ،ج1،ص289،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

اعتذار

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ کی کوئی غلطی نہ ہو لیکن بتقاضائے بشریت اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قارئین سے التماس ہے کہ ناشر سے رجوع فرمائیں ان شاء اللہ آئندہ اس کو درست کر دیا جائے گا۔

ماخذو مراجع

القرآن،کلام باری تعالی

کتب التفاسیر

الكتاب :تفسير مجاهد،المؤلف :أبو الحجاج مجاهد بن جبر التابعي المكي القرشي المخزومي (المتوفى 104ھ،المحقق :الدكتور محمد عبد السلام أبو النيل،الناشر :دار الفكر الإسلامي الحديثة، مصر

الكتاب :الدر المنثور،المؤلف :عبد الرحمن بن أبي بكر جلال الدين السيوطي (المتوفى911ھ ،الناشر:دار الفكر ،بيروت

الكتاب :معالم التنزيل في تفسير القرآن المروف بتفسير البغوي،المؤلف : محيي السنة ، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي (المتوفى 510ھ،المحقق :عبد الرزاق المهدي،الناشر:دار إحياء التراث العربي،بيروت

الكتاب :لباب التأويل في معاني التنزيل،المؤلف :علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم بن عمر الشيحي أبو الحسن، المعروف بالخازن (المتوفى 741ھ،المحقق :تصحيح محمد علي شاهين،الناشر :دار الكتب العلمية -بيروت

الكتاب:تفسير ابنِ كثير،المؤلف :أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى 774ھ،المحقق :سامي بن محمد سلامة،الناشر :دار طيبة للنشر والتوزيع ،بيروت

تفسیر مظہری ،مؤلف علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی1225ھ

الكتاب :روح البيان،المؤلف :إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي الخلوتي(المتوفى1127ھ،مكتبة القدس، کوئٹہ

کتب الاحادیث

الكتاب :صحيح البخاري،المؤلف :محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي(المتوفى 256ھ)،المحقق :محمد زهير بن ناصر الناصرالناشر :دار طوق النجاة

الكتاب :صحيح مسلم،المؤلف :مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيرى النيسابورى (المتوفى261ھ،قديمى كتب خانه، كراچى)
الكتاب :سنن الترمذى،المؤلف :محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذى، أبو عيسى (المتوفى 279ھ،المحقق :بشار عواد معروف،الناشر :دار الغرب الإسلامى -بيروت
الكتاب :سنن أبى داود،المؤلف :أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدى السِّجِسْتانى (المتوفى 275 ھ،المحقق: محمد محيى الدين عبد الحميد،الناشر :المكتبة العصرية، صيدا -بيروت
الكتاب :المجتبى من السنن السنن الصغرى للنسائى،المؤلف :أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن على الخراسانى، النسائى (المتوفى 303ھ، تحقيق :عبد الفتاح أبو غدة،الناشر :مكتب المطبوعات الإسلامية -حلب
الكتاب :سنن ابن ماجه،المؤلف :ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزوينى،(المتوفى273ھ،تحقيق :محمد فؤاد عبد الباقى
الناشر :دار إحياء الكتب العربية،بيروت
الكتاب :مشكاة المصابيح،المؤلف :محمد بن عبد الله الخطيب العمرى، أبو عبد الله، ولى الدين، التبريزى (المتوفى 741ھ، المحقق :محمد ناصر الدين الألبانى،الناشر :المكتب الإسلامى -بيروت
الكتاب :الموطألامام مالك،المؤلف :مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحى المدنى (المتوفى 179ھ،المحقق :محمد مصطفى الأعظمى، مؤسسة الرساله،بيروت)
الكتاب :مسند الإمام أحمد بن حنبل،المؤلف :أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيبانى (المتوفى 241ھ،المحقق :شعيب الأرنؤوط -عادل مرشد، وآخرون،الناشر :مؤسسة الرسالة،بيروت
الكتاب :مسند إسحاق بن راهويه -مسند ابن عباس
المؤلف :أبو يعقوب إسحاق بن إبراهيم بن مخلد بن إبراهيم الحنظلى المروزى المعروف بـ ابن راهويه (المتوفى 238ھ)،المحقق :محمد مختار ضرار المفتى،الناشر :دار الكتاب العربى

الكتاب :المعجم الكبير،المؤلف :سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمى الشامى، أبو القاسم الطبرانى (المتوفى360ھ، المحقق :حمدى بن عبد المجيد السلفى،دار النشر :مكتبة ابن تيمية -القاهرة
الكتاب :المصنف لعبد الرزاق،المؤلف :أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميرى اليمانى الصنعانى (المتوفى211ھ،المحقق :حبيب الرحمن الأعظمى،الناشر :المكتب الإسلامى -بيروت
الكتاب :الكتاب المصنف فى الأحاديث والآثار،المؤلف :أبو بكر بن أبى شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستى العبسى (المتوفى 235ھ،المحقق :كمال يوسف الحوت،الناشر :مكتبة الرشد - الرياض
الكتاب :كنز العمال فى سنن الأقوال والأفعال،المؤلف :علاء الدين على بن حسام الدين ابن قاضى خان القادرى الشاذلى الهندى البرهانفورى ثم المدنى فالمكى الشهير بالمتقى الهندى (المتوفى975ھ،المحقق :بكرى حيانى -صفوة السقا،الناشر :مؤسسة الرسالة،بيروت
شعب الايمان،امام ابو بكر احمد بن حسين بن على بيهقى متوفى(458ھ)،مكتبة الرشد للنشر والتوزئع،رياض)
(المستدرك على الصحيحين،امام ابو عبد الله محمد بن عبد الله حاكم نيشاپورى متوفى405ھ،دارالكتب العلميه،بيروت)
الكتاب :مسند أبى داود الطيالسى،المؤلف :أبو داود سليمان بن داود بن الجارود الطيالسى البصرى (المتوفى204ھ،المحقق :الدكتور محمد بن عبد المحسن التركى،الناشر :دار هجر -مصر
الكتاب :العظمة،المؤلف :أبو محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأنصارى المعروف بأبِى الشيخ الأصبهانى (المتوفى 369ھ،المحقق :رضاء الله بن محمد إدريس المباركفورى،الناشر :دار العاصمة -الرياض
الكتاب :المجالسة وجواهر العلم،المؤلف :أبو بكر أحمد بن مروان الدينورى المالكى (المتوفى 333ھ،المحقق :أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،الناشر :جمعية التربية الإسلامية (البحرين -دارابن حزم،بيروت)

الكتاب :الطب النبوي،المؤلف :أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى 430ھ، المحقق :مصطفى خضر دونمز التركي،الناشر :دار ابن حزم

الكتاب :المعجم الأوسط،المؤلف :سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى 360ھ)، المحقق :طارق بن عوض الله بن محمد ,عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني،الناشر :دار الحرمين -القاهرة

الكتاب :شرح معاني الآثار،المؤلف :أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى 321ھ)،حققه وقدم له :(محمد زهري النجار -محمد سيد جاد الحق) من علماء الأزهر الشريف

راجعه ورقم كتبه وأبوابه وأحاديثه :د يوسف عبد الرحمن المرعشلي - الباحث بمركز خدمة السنة بالمدينة النبوية

الناشر :عالم الكتب

الكتاب :حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ،المؤلف :أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى 430ھ)،الناشر: دار الكتاب العربي -بيروت

الكتاب :السنن الكبرى،المؤلف :أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى 458 :ھ)،المحقق: محمد عبد القادر عطا،الناشر :دار الكتب العلمية، بيروت -لبنات

الكتاب :الآحاد والمثاني،المؤلف :أبو بكر بن أبي عاصم وهو أحمد بن عمرو بن الضحاك بن مخلد الشيباني (المتوفى 287ھ)،المحقق :باسم فيصل أحمد الجوابرة،الناشر :دار الراية -الرياض

الكتاب :تاريخ المدينة لابن شبة،المؤلف :عمر بن شبة (واسمه زيد) بن عبيدة بن ريطة النميري البصري، أبو زيد (المتوفى 262 :ہـ(
حققه :فهيم محمد شلتوت،طبع على نفقة :السيد حبيب محمود أحمد ،جدة

شروح الحديث

الكتاب :عمدة القاري شرح صحيح البخاري،،المؤلف :أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى (المتوفى 855ھ،الناشر :دار إحياء التراث العربي -بيروت

الكتاب :مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،المؤلف :علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى 1014ھ)،الناشر :دار الفكر، بيروت

الكتاب :الاستذكار،المؤلف :أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى 463ھ

تحقيق :سالم محمد عطا، محمد علي معوض،الناشر :دار الكتب العلمية - بيروت

الكتاب :التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد،المؤلف :أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى 463 :ھتحقيق :مصطفى بن أحمد العلوي ,محمد عبد الكبير البكري،الناشر :وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية -المغرب

الكتاب :فيض القدير شرح الجامع الصغير،المؤلف :زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (المتوفى 1031ھ،الناشر :المكتبة التجارية الكبرى -مصر

الكتاب :التيسير بشرح الجامع الصغير،المؤلف :زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (المتوفى 1031ھ)،الناشر :مكتبة الإمام الشافعي -الرياض

الكتاب :دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين،المؤلف :محمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي (المتوفى 1057ھ)،اعتنى بها :خليل مأمون شيحا،الناشر :دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت

الكتاب :نيل الأوطار،المؤلف :محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (المتوفى 1250ھ،تحقيق :عصام الدين الصبابطي،الناشر : دار الحديث، مصر

الکتاب :شرح البخاری للسفیری،المؤلف :شمس الدین محمد بن عمر بن
أحمد السفیری الشافعی (المتوفی 956ھ،حققه وخرج أحادیثه :أحمد فتحی
عبد الرحمن،الناشر :دار الکتب العلمیة، بیروت -لبنان

الکتاب :شرح سنن ابن ماجه،مجموع من 3شروح: -1مصباح الزجاجة
للسیوطی (ت 911ھ، -2إنجاح الحاجة لمحمد عبد الغنی المجددی الحنفی
(ت 1296ھ، -3ما یلیق من حل اللغات وشرح المشکلات لفخر الحسن بن
عبد الرحمن الحنفی الکنکوہی 1315ھ،الناشر :قدیمی کتب خانة -
کراتشی

فتح الباری شرح صحیح البخاری،المؤلف :أحمد بن علی بن حجر أبو
الفضل العسقلانی الشافعی،الناشر :دار المعرفة -بیروت

(اشعة اللمعات شرح مشکوٰة المصابیح،الشیخ عبدالحق محدث
دہلوی(1052ھ)،مطبع نولکشور، لکھنؤ)

(مرآة المناجیح،حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی
متوفی1391ھ،نعیمی کتب خانہ، گجرات)

(تحفة الالمعی شرح سنن ترمذی،مطبوعہ کراچی)

کتب الفقه

(فتاوی رضویہ،اعلی حضرت امام احمد رضا
خان(المتوفی1340ھ)،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

الکتاب :رد المحتار علی الدر المختار،المؤلف :ابن عابدین، محمد أمین بن
عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی (المتوفی1252 :ھ،الناشر :دار
الفکر-بیروت

(تنویر الابصار مع ردالمحتار علی الدرالمختار،علامہ شمس الدین محمد بن
عبد اللہ بن احمد تمرتاشی، متوفی1004ھ،دارالفکر ،بیروت)

(درمختار مع ردالمحتار ،محمد بن علی المعروف بعلاء الدین حصکفی
متوفی 1088ھ،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

(فتاوی امجدیہ،علامہ مفتی امجد علی اعظمی(المتوفی1367ھ)،مکتبہ
رضویہ، کراچی)

(فتاوی فقیہ ملت ،مفت جلال الدین امجدی(1422ھ)،شبیر برادرز ،لاہور)

الکتاب :الفتاوی الهندیة،المؤلف :لجنة علماء برئاسة نظام الدین
البلخی،الناشر :دار الفکر

(طحطاوی علی مراقی الفلاح،علامہ احمد بن محمد اسماعیل
طحطاوی(1241ھ)،قدیمی کتب خانہ، کراچی)

الکتاب :الهدایة فی شرح بدایة المبتدی،المؤلف :علی بن أبی بکر بن عبد
الجلیل الفرغانی المرغینانی، أبو الحسن برہان الدین
(المتوفی593ھ)،دارالکتب العلمیہ،بیروت

(بہارشریعت،علامہ مفتی امجد علی اعظمی(المتوفی 1367ھ)،مکتبة
المدینہ، کراچی)

الکتاب :الأصل المعروف بالمبسوط،المؤلف :أبو عبد الله محمد بن الحسن
بن فرقد الشیبانی (المتوفی189ھ،دارالمعرفة،بیروت)

الکتاب :بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ،المؤلف :علاء الدین، أبو بکر بن
مسعود بن أحمد الکاسانی الحنفی (المتوفی 587ھ، الناشر :دار الکتب
العلمیة

الکتاب :البنایة شرح الهدایة،المؤلف :أبو محمد محمود بن أحمد بن موسی
بن أحمد بن حسین الغیتابی الحنفی بدر الدین العینی
(المتوفی855ھ،الناشر :دار الکتب العلمیة -بیروت، لبنان

الجامع الوجیز(الفتاوی البزازیہ)---حافظ الدین محمد بن محمد بن
المعروف بابن بزار متوفی 827ھنورانی کتب خانہ ،پشاور)

الکتاب :المحیط البرہانی فی الفقه النعمانی ،المؤلف :أبو المعالی برہان
الدین محمود بن أحمد بن عبد العزیز بن عمر بن مَازَةَ البخاری الحنفی
(المتوفی 616 :ھ،المحقق :عبد الکریم سامی الجندی،الناشر :ادارة القرآن
والعلوم الاسلامیة ،کراچی

الکتاب :تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وحاشیة الشِّلْبِيِّ،المؤلف :عثمان
بن علی بن محجن البارعی، فخر الدین الزیلعی الحنفی (المتوفی 743
ھ،الحاشیة :شہاب الدین أحمد بن محمد بن أحمد بن یونس بن إسماعیل

بن يونس الشِّلْبِيُّ (المتوفى 1021هـ، الناشر :المطبعة الكبرى الأميرية ، القاهرة
الكتاب :مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر،المؤلف :إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحَلَبى الحنفى (المتوفى956هـ،المحقق :خرج آياته وأحاديثه خليل عمران المنصور،الناشر :دار الكتب العلمية -لبنان/ بيروت
الكتاب :مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر،المؤلف :عبد الرحمن بن محمد بن سليمان المدعو بشيخى زاده ,يعرف بداماد أفندى (المتوفى1078هـ،الناشر :دار إحياء التراث العربى
الكتاب :الاختيار لتعليل المختار،المؤلف :عبد الله بن محمود بن مودود الموصلى البلدحى، مجد الدين أبو الفضل الحنفى (المتوفى 683هـ،عليها تعليقات :الشيخ محمود أبو دقيقة (من علماء الحنفية ومدرس بكلية أصول الدين سابقا،الناشر :دار الكتب العلمية -بيروت
الكتاب :البحر الرائق شرح كنز الدقائق،المؤلف :زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصرى (المتوفى970هـ، وفى آخره :تكملة البحر الرائق لمحمد بن حسين بن على الطورى الحنفى القادرى (ت بعد 1138هـ،وبالحاشية :منحة الخالق لابن عابدين،الناشر :دار الكتاب الإسلامى
الكتاب :مراقى الفلاح شرح متن نور الإيضاح،المؤلف :حسن بن عمار بن على الشرنبلالى المصرى الحنفى (المتوفى1069هـ، اعتنى به وراجعه :نعيم زرزور،الناشر :المكتبة العصرية
الكتاب :تحفة الفقهاء ،المؤلف :محمد بن أحمد بن أبى أحمد، أبو بكر علاء الدين السمرقندى (المتوفى : 540هـ،الناشر :دار الكتب العلمية، بيروت
الكتاب :الإقناع فى فقه الإمام أحمد بن حنبل،المؤلف :موسى بن أحمد بن موسى بن سالم بن عيسى بن سالم الحجاوى المقدسى، ثم الصالحى، شرف الدين، أبو النجا (المتوفى 968هـ،المحقق :عبد اللطيف محمد موسى السبكى،الناشر :دار المعرفة بيروت -لبنان
الكتاب :كشاف القناع عن متن الإقناع،المؤلف :منصور بن يونس بن صلاح الدين ابن حسن بن إدريس البهوتى الحنبلى (المتوفى1051هـ،الناشر :دار

الكتب العلمية
الكتاب :أسنى المطالب فى شرح روض الطالب،المؤلف :زكريا بن محمد بن زكريا الأنصارى، زين الدين أبو يحيى السنيكى (المتوفى 926هـ،الناشر: دار الكتاب الإسلامى
الكتاب :حاشية الرملى على أسنى المطالب فى شرح روض الطالب،المؤلف :زكريا بن محمد بن زكريا الأنصارى، زين الدين أبو يحيى السنيكى (المتوفى926هـ،الناشر :دار الكتاب الإسلامى
الكتاب :الموسوعة الفقهية الكويتية،صادر عن :وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية -الكويت،دارالسلاسل -الكويت
(فتاوى نذيريه)
(فتاوى ثنائيه،ثناء الله امرتسرى)

التراجم والطبقات

الكتاب :معرفة الصحابة،المؤلف :أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهانى (المتوفى 430هـ، تحقيق :عادل بن يوسف العزازى،الناشر :دار الوطن للنشر، الرياض
الكتاب :أسد الغابة فى معرفة الصحابة،المؤلف :أبو الحسن على بن أبى الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيبانى الجزرى، عز الدين ابن الأثير (المتوفى630هـ،المحقق :على محمد معوض -عادل أحمد عبد الموجود،الناشر :دار الكتب العلمية
الكتاب :مختصر تاريخ دمشق لابن عساكر،المؤلف :محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الانصارى الرويفعى الإفريقى (المتوفى711هـ،المحقق :روحية النحاس، رياض عبد الحميد مراد، محمد مطيع،دار النشر :دار الفكر ،بيروت
الكتاب :الكامل فى ضعفاء الرجال،المؤلف :أبو أحمد بن عدى الجرجانى (المتوفى365هـ،تحقيق :عادل أحمد عبد الموجود-على محمد معوض شارك فى تحقيقه :عبد الفتاح أبو سنة،الناشر :الكتب العلمية -بيروت-لبنان
الكتاب :ميزان الاعتدال فى نقد الرجال،المؤلف :شمس الدين أبو عبد الله

محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذہبی (المتوفی 748 :ھ،تحقیق :علی محمد البجاوی،الناشر :دار المعرفة للطباعة والنشر، بیروت -لبنان

متفرقات

الکتاب :الفردوس بمأثور الخطاب،المؤلف :شیرویه بن شہردار بن شیرو یه بن فناخسرو، أبو شجاع الدیلمیّ الہمذانی (المتوفی509 :ھ،المحقق: السعید بن بسیونی زغلول،الناشر :دار الکتب العلمیة -بیروت
الکتاب :إحیاء علوم الدین،المؤلف :أبو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی (المتوفی505ھ،الناشر :دار المعرفة -بیروت
الکتاب :الشمائل المحمدیة،المؤلف :محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاك، الترمذی، أبو عیسی (المتوفی 279ھ، الناشر :دار إحیاء التراث العربی -بیروت
الکتاب :مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،المؤلف :أبو الحسن نور الدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الہیثمی (المتوفی 807ھ،المحقق :حسام الدین القدسی،الناشر :مکتبة القدسی، القاہرة
الکتاب :السیر لأبی إسحاق الفزاری،المؤلف :أبو إسحاق إبراہیم بن محمد بن الحارث بن أسماء بن خارجة بن حصن الفزاری (المتوفی 188ھ،تحقیق: فاروق حمادة،الناشر :مؤسسة الرسالة -بیروت
الکتاب :تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس،المؤلف :حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکْری (المتوفی966ھ،الناشر :دار صادر -بیروت
الکتاب :تہذیب التہذیب،المؤلف :أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (المتوفی 852ھ،الناشر :مطبعة دائرة المعارف النظامیة، الہند
الکتاب :الشفا بتعریف حقوق المصطفی،المؤلف :عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی، أبو الفضل (المتوفی 544 :،الناشر :دار الفیحاء -عمان
الکتاب :المواہب اللدنیة بالمنح المحمدیة،المؤلف :أحمد بن محمد بن أبی بکر بن عبد الملك القسطلانی القتیبی المصری، أبو العباس، شہاب الدین

(المتوفی923ھ،الناشر :المکتبة التوفیقیة، القاہرة -مصر
الکتاب :سبل الہدی والرشاد، فی سیرة خیر العباد، وذکر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله فی المبدأ والمعاد،المؤلف :محمد بن یوسف الصالحی الشامی (المتوفی 942ھ،تحقیق وتعلیق :الشیخ عادل أحمد عبد الموجود، الشیخ علی محمد معوض،الناشر :دار الکتب العلمیة بیروت
الکتاب :الفائق فی غریب الحدیث والأثر،المؤلف :أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشری جار الله (المتوفی538ھ، المحقق :علی محمد البجاوی -محمد أبو الفضل إبراہیم،الناشر :دار المعرفة -بیروت
الکتاب :النہایة فی غریب الحدیث والأثر،المؤلف :مجد الدین أبو السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الکریم الشیبانی الجزری ابن الأثیر (المتوفی606ھ،الناشر :المکتبة العلمیة -بیروت
الکتاب :عقد الدرر فی أخبار المنتظر وہو المہدی علیه السلام،المؤلف: یوسف بن یحیی بن علی بن عبد العزیز المقدسی السلمی الشافعی (المتوفی658ھ،حققه وراجع نصوصه وعلق علیه وخرج أحادیثه :الشیخ مہیب بن صالح بن عبد الرحمن البورینی
الناشر :مکتبة المنار، الأردن
(الملفوظات،اعلی حضرت امام احمد رضا خان(المتوفی 1340ھ)،باب المدینه کراچی)
(کشف المحجوب ،حضرت علی بن عثمان المعرف داتا گنج بخش،شبیر برادرز،لاہور)
الکتاب :لسان العرب،المؤلف :محمد بن مکرم بن علی، أبو الفضل، جمال الدین ابن منظور الأنصاری الرویفعی الإفریقی (المتوفی711 :ھ،الناشر :دار صادر -بیروت
الکتاب :تاج العروس من جواہر القاموس،المؤلف :محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسینی، أبو الفیض، الملقّب بمرتضی، الزَّبیدی (المتوفی1205ھ،المحقق :مجموعة من المحققین،الناشر :دار الہدایة
الکتاب :المعجم الوسیط،المؤلف :مجمع اللغة العربیة بالقاہرة(إبراہیم

مصطفی / أحمد الزیات / حامد عبد القادر / محمد النجار(
الناشر :دار الدعوة،قاہرہ
(الحدیث ،جنوری 2006ء،ص1)
الکتاب :تعبیر الرؤیا (مخطوط)،المؤلف :إبراہیم بن یحیی بن غنام، أبو طاہر الحرانی المقدسی النمیری الفقیہ الحنبلی المُعَبِّر (المتوفی :نحو 779ھ،الناشر :صورة مخطوطة -مکتبة الجامعة الأردنیة
الکتاب :تعطیر الأنام فی تعبیر المنام،المؤلف :عبد الغنی بن إسماعیل بن عبد الغنی النابلسی (المتوفی1143ھ،الناشر :دار الفکر -بیروت
(نور الانوار،علامہ احمد ابن ابی سعید حنفی المعروف بملا جیون(المتوفی1130ھ)،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)
(جامع الرموز،اسلامیہ گنبد قاموس،ایران)
(کشف الالتباس فی استحباب اللباس،الشیخ عبدالحق محدث دہلوی(1052ھ)، باب المدینہ کراچی)
(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب مع خلاصة الفتاوی،الشیخ عبدالحق محدث دہلوی(1052ھ)، مکتبہ حبیبیہ ،کوئٹہ)
(شرح شرعة الاسلام ،فصل فی سنن اللباس،،مکتبہ الاسلامیہ ،کوئٹہ)
(عین العلم،الباب السابع فی الاتباع فی المعیشة،مطبع امرت پریس ،لاہور)
(شرح عین العلم لملا علی قاری،علامہ ملا علی بن سلطان قاری ،متوفی1014ھ،مطبع امرت پریس، لاہور)
(الحدیقةالندیة،عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی حنفی متوفی1141ھ،مکتبہ النوریہ الرضویہ ،لاہور)
(لسان المیزان حرف العین ،ترجمہ العباس بن کثیر ، مطبوعہ دائرة المعارف النظامیہ،حیدرآباد دکن)
(کشف الغمامہ عن سنیة العمامہ،مطبع حنفیہ پٹنہ)
(مجلة الحقائق،العمامة فی الاسلام)
(تابعین)
(ماہنامہ الرشید دار العوم دیو بند نمبر)

(حیات کشمیری "نقش دوام")
(تذکرة الخلیل)
(نقش حیات)
(شرح السعادة
مصابیح السنة
(تحفہ احناف بجواب تحفہ اہل حدیث،مکتبہ دفاعِ کتاب وسنت،لاہور)